حضرت مجدد الف ثانی

کی

مجددیت وقومیت

تحقیق:

پروفیسر محمد حسین آسی

مکتبہ نقش لاثانی سیالکوٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت

مجدّدِ الفِ ثانی

کی

مجدّدیت و قیومیت

تحقیق

پروفیسر محمد حسین آسی

مکتبہ نقشِ لاثانی سیالکوٹ

Marfat.com

نذرِ انتساب

☆

شیخ المشائخ، بحر الحقائق، بقیۃ السلف،
حُجۃ الخلف، عارف ربانی، عالم حقانی

پیر سید عابدِ حُسین شاہ نقشہ نقش لاثانی

تاجدار علی پور شریف

کے حضُور

جن کی ایک نظر کرم کے ہم سب محتاج ہیں۔

Marfat.com

بفیضانِ نظر

غوثِ صمدانی ، حضور پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی

نام کتاب : حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قیومیت

نام مصنف : پروفیسر محمد حسین آسی

حرف اول : غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے

کمپوزنگ : رانا عبدالخالق انٹر نیشنل کمپیوٹر کالج

ریلوے روڈ شکر گڑھ (فون نمبر 3011)

صفحات : 157

اشاعت : 21, مارچ ۱۹۹۹ء

ہدیہ : 60 روپے

ناشر : مکتبہ نقش لاثانی

ملنے کا پتہ

* مکتبہ نقش لاثانی عقب جناح اسٹیڈیم سیالکوٹ
* لاثانی بک سنٹر ریلوے روڈ شکر گڑھ
* ادارہ تعلیمات مجددیہ ارشد لائبریری شکر گڑھ

Marfat.com

حرف اول

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی خیر خلق اللہ

☆

یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو جتنا نقصان 'اپنوں' کے ہاتھوں اٹھانا پڑا، بیگانوں سے نہیں۔ ہر دور میں کچھ کلمہ پڑھنے والے ایسے ہوئے ہیں جنھوں نے اسلام کے نظریہ اخوت کو پاش پاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ کچھ تو اغیار کے "دستِ کرم" کے پروردہ تھے اور کچھ اپنی نادان دوستی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ موجودہ دور میں اسلام کی حالت نہایت نازک ہے۔ چاہئے تو یہ ہے کہ ہمارے علما کرام اور مشائخ عظام اپنے درمیان ربط وآہنگ کی عظیم مثالیں قائم کریں تاکہ ان کے نام لیواؤں میں بھی اتفاق کی راہیں ہموار ہوں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اتفاق کے نئے راستے ہموار کرنے کی بجائے ان راستوں پر بھی لے دے ہو رہی ہے جن پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے اب دیکھئے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مجددیت وقیومیت پر کس صاحبِ عقل انساں کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ سب کے نزدیک مجددیت وقیومیت کے الفاظ ان کے تعارف کا ذریعہ ہیں۔ چار صدیوں سے ان کو مجدد الف ثانی اور قیوم اول قرار دیا جا رہا ہے۔ مگر نجانے کیا وجہ ہے کہ بعض "مفتیان خام" کو ان کی یہ مخصوص شان وعظمت گوارا نہیں۔ وہ نت نئے فتوے جاری کرتے ہیں اور کچھ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور اس امر سے ناواقف

Marfat.com

ہیں یا چشم پوش ہیں کہ اسلام کے لئے ان کا کردار کتنا خوفناک ہے۔
بعض مفسدہ پردازوں کو کچھ نہیں سوجھتا تو وہ اسلام کے عظیم علمبرداروں کے تحقیق
فکری اختلافات کو اس انداز میں اچھالتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے جیسے انہوں نے ساری
آپس میں جنگ و جدل کرتے بسر کی ہو۔ حالانکہ ان کے چند اختلافات کا یہ رنگ اجتہا
فکر کی بدولت تھا۔ نہ کہ فسادی، پہلے یہ لوگ حضور مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ مح
دہلوی علیہما الرحمۃ کے حوالے سے گمراہ کن اثرات کو فروغ دے رہے تھے، اب اعلیحضر
بریلوی کو بھی سامنے رکھ لیا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے لئے عجیب صورتِ حال بن ر
ہے۔ بے شمار عصری مسائل راستہ روک کر کھڑے ہیں جنھیں دور کرنے کے لئے مخا
حضرات کے قرطاس و قلم کی ضرورت ہے مگر کیا کیا جائے، ان کو ایسے فتنوں کی تر
سے فراغت نصیب نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے ان فتنوں کی تردید بھی ان کے منصب تعلیم اور غیرتِ تحقیق
شامل ہے، ورنہ قوم اپنے بزرگوں سے بد ظن ہو کر ان کے فیضان کرم سے محروم ہو جا
گی۔ یہ اتنا بڑا نقصان ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں۔ جب کہ دوسری طرف اغیار جد
موضوعات پر داد تحقیق دے رہے ہیں یا یوں کہئے کہ اس کی آڑ میں اپنے مخصو
نظریات کی اشاعت میں مصروف ہیں اور نئی نسل پر اپنی گرفت مضبوط کر رہے ہیں۔

ان حالات میں چند درد مند ہیں جو اپنی بساط کے مطابق ان فتنوں کے ساتھ بر
پیکار ہیں اور قوم کے قوائے عمل کو مجتمع کرنے میں کوشاں ہیں۔ ان عظیم لوگوں
حضرت آسی کا بھی شمار ہوتا ہے۔ آپ کے قلم گوہر رقم سے نکلنے والی ہر تحریر اس بات
شاہد عادل ہے

Marfat.com

کلی کلی ہمیں حیرانیوں سے تکتی ہے
کہ پت جھڑوں میں صدائے بہار دی ہم نے

زیر نظر کتاب میں بھی یہی نظریہ کار فرما ہے۔ ہوا یوں کہ کچھ عرصہ قبل ہندوستان کے دو مشہور "رضوی مفتیوں" نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بیان کردہ منصب قیومیت پر اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا سہارا لے کر کفر کا فتویٰ صادر کیا تو ان دونوں حضرات کی محبت و عقیدت سے سرشار لوگ تڑپ اٹھے۔ اس سلسلہ میں مختلف علماء کرام نے ایک دوسرے سے رابطہ کیا۔ ہندوستان سے بھی کچھ خطوط آئے، ایک خط دربار لاثانی کے وارث حضور پیر سید عابد حسین شاہ نقشۂ نقش لاثانی کو بھی موصول ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضور امام ربانی کی تعلیمات پر ہونے والے حملے کے فوری تدارک پر زور دیا اور اس کے لئے حضرت آسی کا انتخاب فرمایا۔ حضرت آسی ان دونوں بزرگوں کو ملت اسلامیہ کا محسن تصور کرتے ہیں اور یہ سبق انہوں نے اپنے مرشد کامل حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی بارگاہ سے حاصل کیا ہے۔ لہٰذا آپ نے نہایت عمدہ انداز اور حسن، تدبر کے ساتھ اس فریضے کو سرانجام دیا ہے۔ تاریخی حقائق اور فکری مسائل بیان کرتے ہوئے کہیں بھی علمی عظمت تحقیقی رنگت، ذہنی متانت اور قلمی حرمت کو فراموش نہیں کیا۔ جس کا اندازہ آپ کتاب کے مطالعہ سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ حضرت آسی کا یہ مقصدِ حیات ہے کہ تمام بزرگان امت کا احترام کیا جائے۔ اسی کا آپ درس دیتے ہیں۔

احقر راقم الحروف نے ان کے فیضان درس کی بدولت حضور مجدد الف ثانی اور اعلیحضرت کی مشترکہ اقدار و عقائد پر تحقیق کی ہے۔ جس کو الحمد للہ اہل سنت کے علمی و فکری حلقوں میں پذیرائی نصیب ہوئی۔ اس پذیرائی سے میرے علم میں خوشگوار اضافہ ہوا

Marfat.com

کہ قوم کی غالب اکثریت تمام بزرگوں کو متفق سمجھتی ہے اور ان کے ادب کو ایمان کا تقاضا گردانتی ہے۔ پس چند افراد ہیں جو سب کے جذبات و احساسات سے کھیل رہے ہیں ان کا محاسبہ اشد ضروری ہے۔

میں نے حضرت آسی کے جس مقصد حیات کا ذکر کیا ہے اس کی سچائی نے زیر نظر کتاب کے حرف حرف کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔ میری تو کوئی حیثیت نہیں، حضرت آسی کے نامور شاگرد اُن کے اس مقصد کو نہایت تن دہی سے فروغ دے رہے ہیں، چنانچہ سیالکوٹ کے احباب نے حسب معمول مکتبہ نقش لاثانی کے تحت خصوصی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور چند دنوں میں کتاب کو منظرِ عام پر لے آئے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

کتاب کی کتابت و اشاعت کو دیکھ کر ان کے ذوق سلیم کو داد دینا پڑتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی بزرگوں کی توجہ شامل ہے۔

اس کتاب کے بعد فیض مجسم حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی کا نہایت مدلل اور ایمان افروز مقالہ اسی موضوع پر چھپ رہا ہے، حضرت اویسی مثبت طرز فکر کے زبردست نقیب ہیں، انہوں نے یہ فرما کر اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے کہ "ان جھوٹے رضویوں کی خبر یہ سچا رضوی لے گا، اور انہوں نے واقعی اپنی بات کو سچ ثابت کر دکھایا۔ مذکورہ مقالے کی اشاعت بھی مکتبہ نقش لاثانی کی مرہون منت ہے، مولا کریم سب اہل اخلاص کے دلوں کو مسرور، نگاہوں کو پر نور اور کاوشوں کو مشکور فرمائے۔ آمین۔

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆

باب اول

شانِ مجدّدیت

Marfat.com

شانِ مجدّدیت

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ آخری نبی ورسول، قرآن پاک آخری الہامی کتاب اور امتِ مسلمہ آخری امت ہے آپ کی تشریف آوری کے بعد کسی نئے نبی ورسول کی آمد قطعی طور پر ناممکن ہے۔ اب تبلیغ وتذکیر کا فریضہ علمائے اسلام سے وابستہ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے۔

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل (دفتر اول مکتوب)

ترجمہ : میری امت کے علماء (تبلیغ وتذکیر میں) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ علمائے حق کی اس جماعت میں نام اور کام کے اعتبار سے سب سے نمایاں وہ گروہ ہے جسے مجدد دین کا لقب دیا گیا ہے۔ مجدد علم وعمل کی خصوصی صلاحیتوں سے بہرور ہوتا ہے اور اس کے منصبِ تجدید کا ظہور ہر نئی صدی کی ابتدا میں ہوتا ہے وہ دین میں پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں کا سدباب کرتا ہے اور شریعت وسنت کے چہرے سے ہر قسم کا گرد وغبار دور کر کے اسے اصلی صورت میں پیش کرتا ہے۔ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِاْۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوۃ بحوالہ ابو داود)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ اس امت کے واسطے ہر صدی کے آغاز پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔

Marfat.com

ریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ واقعی اپنے اپنے دور میں حضرات مجددین نے یہی کچھ کیا
ہے۔ یہ انہیں بزرگوں کی کاوش کا نتیجہ ہے کہ نئے نئے طوفانوں کے باوجود دین حق ہر بار نئی
ب و تاب سے چمکتا دمکتا رہا۔ حضور پر نور علیہ نے جن بہتر گمراہ فرقوں کے ظہور کی
نگوئی فرمائی تھی، وہ بد عتی ٹولے پیدا ہوئے مگر کچھ عرصہ تک شور و غل برپا کر کے پھر
یشہ کی نیند سو گئے یا کچھ خاموش ہو گئے تو یہ انہیں وارثان انبیاء کے نفس گرم کی تاثیر
ی۔ عشق کے یہ بندے مصلحت کیشیوں سے ہمیشہ بالاتر رہے انہوں نے باطل کی دوئی
سندی سے کبھی صلح نہیں کی اور کسی قیمت پر بھی دین حق کے روشن چہرے پر کوئی آنچ نہ
نے دی۔

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجدیدی کارنامے
س قدر نمایاں ہیں کہ تاریخ کا کوئی منصف مزاج طالب علم انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔
قادرِ کریم جل مجدہ نے آپ کے دائرہ فیض کو محض ایک سو سال تک محدود نہیں رکھا بلکہ
دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کی ابتدا میں جلوہ گر کر کے پورے دوسرے ہزار سال تک
آپ کے دورِ تجدید کو پھیلا دیا۔ آپ کے پائے کا مجدد جسے مجدد الف ثالث کہا جائے گا۔ آج
سے تقریباً چھ سو سال بعد اکیسویں صدی ہجری کی ابتدا میں ظاہر ہوگا۔ اس وقت تک سو
سال والے نئے نئے مجدد آتے رہیں گے۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کی عظمتِ شان اور مجددانہ حیثیت کو
سمجھنے کے لئے پہلے یہ نکتہ ذہن نشین کر لیں کہ مجدد کے ذمے کیا فرائض ہوتے ہیں
مشکوٰۃ شریف میں اس سلسلے کی دوسری حدیث شریف یوں ہے۔
يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ

Marfat.com

الْغَالِّیْنَ وَ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَ تَاوِیْلَ الْجَاهِلِیْنَ۔ (بحوالہ بیہقی)

ترجمہ: اس علم کو ہر پچھلی جماعت میں سے پرہیزگار لوگ اٹھاتے رہیں گے جو غلو والوں کی تبدیلیوں، باطل پرستوں کی کذب بیانیوں اور جاہلوں کے ہیر پھیر سے اُسے محفوظ رکھیں گے۔

اس حقیقت کا جائزہ لینے کے لئے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مجددانہ فرائض کو کس حد تک نبھایا۔ اس دور کا ملکی وسیاسی اور مذہبی واخلاقی نقشہ پیش کرنا نہایت مناسب دکھائی دیتا ہے۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں حضرت ابو بکر محمد بن الوراقؒ کا درج ذیل قول نقل فرمایا ہے۔

"لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ علماء، امراء، فقرا۔ علما تباہ ہو جائیں تو عمل شریعت ختم ہو جائے، امراء تباہ ہو جائیں تو معیشت خلق برباد ہو جائے اور اگر فقرا مٹ جائیں تو لوگوں کے اخلاق نیست ونابود ہو جائیں۔ امراء وسلاطین کی تباہی ظلم وستم سے ہوتی ہے، علما کی طمع سے اور فقرا کی ریا سے، امرا برباد نہ ہوں اگر وہ علما سے منہ نہ موڑیں۔ علما برباد نہ ہوں اگر وہ دولت کی تلاش نہ کریں۔ شاہوں کا ظلم وستم بے علمی سے، علما کی طمع بد دیانتی سے اور فقرا کی ریاکاری، بے توکلی سے جنم لیتی ہے۔ بادشاہ بے علم، عالم بے پرہیزگار فقیر بے توکل شیطان کے قریب تر ہوتے ہیں۔ تمام دنیا کا فساد ان تین گروہوں کی وجہ سے ہے"۔

سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دور پر نگاہ ڈالیں تو ہر طرف ظلمت ہی ظلمت اور فساد ہی فساد نظر آتا ہے۔ کوئی ایک طبقہ بھی ایسا نہیں جو تباہی سے بچ گیا ہو۔ آپ کے عہد کا تجزیہ کر کے ان تین گروہوں کو آسانی سے پانچ ٹولوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

Marfat.com

چنانچہ پروفیسر سید شبیر حسین شاہ صاحب بخاری مدظلہ اپنے مقالہ بعنوان حضرت مجدد الف ثانی اور دو قومی نظریہ میں فرماتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے محسوس کر لیا تھا کہ پانچ گروہ ایسے ہیں جنہوں نے عوام الناس کو گمراہیوں اور تباہیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یعنی ایک ارباب حکومت، دوسرے علماء سو، تیسرے ظاہر پرست صوفیا، چوتھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحقیر کرنے والے، پانچویں آزاد خیال اہل علم و طالبانِ علم۔ (نور اسلام، مجدد الف ثانی نمبر)

اب ہم کچھ تفصیل سے ان پانچ گروہوں کی تباہ کاریوں اور ان کے مقابلے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی کاوشوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

۱۔ ارباب حکومت کی اسلام دشمنی: حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مغلیہ خاندان کے دو مطلق العنان بادشاہوں اکبر اور نور الدین جہانگیر سے پالا پڑا۔ اکبر کی تخت نشینی کو تقریباً نو سال ہو چکے تھے جب شیخ مجدد قدس سرہ کی ولادت باسعادت (۹۷۱ھ میں) ہوئی اور آپ کی عمر مبارک تقریباً تینتالیس سال تھی جب وہ (۱۰۱۴ھ میں) فوت ہوا۔ اس کے بعد جہانگیر کا دور شروع ہوا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تقریباً بیس سال کا عرصہ اسی دور کے ساتھ متعلق ہے۔

جہاں تک اکبر کا تعلق ہے۔ وہ اوائل عمر میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح اسلام کا شیدائی اور بزرگان دین کا بہت معتقد تھا۔ مگر دھیرے دھیرے درباری علما کی حرص و ہوس اور کردار دیکھ کر وہ بددل ہوتا گیا۔ پھر ملا مبارک اور اس کے ملحد بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کی صحبت سے متاثر ہو کر وہ اسلام کا منکر بلکہ دشمن ہو گیا۔ اس نے اسلام اور شعائر

Marfat.com

اسلام کو مٹانے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ ہندومت، بدھ مت، جین مت، عیسائیت، مجوسیت اور دہریت سے مختلف اجزا لے کر ایک نیا دین ایجاد کیا جسے 'دین الٰہی' کہتا تھا۔ اس دین میں داخل ہونے کے لئے اس نے ایک 'محضر نامہ' تیار کرایا تھا جس کو قبول کرنے والا چیلا کہلواتا تھا۔ ہر چیلے کو اقرار کرنا پڑتا تھا۔

(ترجمہ) میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اپنی خواہش ور غبت اور قلبی شوق سے مجازی اور تقلیدی اسلام سے جس کے متعلق میں نے اپنے باپ دادا سے سنا اور انھیں اس پر عمل کرتے بھی دیکھا، بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، نیز اخلاص کے چاروں مراتب ترکِ مال، ترکِ جان، ترکِ ناموس اور ترکِ دین کر کے اکبر کے دین الٰہی میں داخل ہوتا ہوں۔ (منتخب التواریخ از عبد القادر بدایونی)

الفاظ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ دین الٰہی کی ٹکر صرف اسلام سے تھی (جسے وہ دین محمدی ہی سمجھتا تھا)۔ اب اس نام نہاد (دین الٰہی) کے مزید خدوخال ملاحظہ فرمایئے اور سوچئے اسلام کو معاذاللہ ختم کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے بنائے گئے۔

<u>کلمہ</u>: اس دین کا کلمہ غیر طیب تھا ' لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفة اللہ عبادت کس کی : لا الٰہ الا اللہ میں اللہ کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود عملاً بلکہ فکراً بھی اس کے بہت سے معبود تھے۔ مثلاً سورج کی عبادت کے روزانہ چار وقت مقرر تھے اور اس کے ایک ہزار ناموں کا وظیفہ کیا جاتا، اسی طرح آگ، پانی، درخت بلکہ تمام مظاہر فطرت حتیٰ کہ گائے اور اس کے گوبر کی بھی عبادت کی جاتی۔ بادشاہ کو سجدہ کرنا بھی اکبر کے ' دین الٰہی ' کا جزو تھا۔

<u>دیگر عقائد</u> : قرآن پاک کو مخلوق اور وحی کو ناممکن کہا گیا۔ نبوت و امامت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کئے گئے۔ جنوں، فرشتوں، غیبی طاقتوں معجزات و

Marfat.com

ِرامات کاانکار کیا گیا۔

<u>اسلام کے بارے میں مزید تعصبات</u> : اذان پر پابندی تھی۔ نماز روزہ
ر دوسری عبادات کا کھلے عام مذاق اڑایا جاتا اور انہیں تقلیدات کہا جاتا (یعنی ایسی چیزیں
ن کا معقولیت سے کوئی تعلق نہیں) جن ناموں میں حضور پر نور ﷺ کے اسمائے گرامی
ند، محمود اور احمد شامل ہوتے انہیں بدل دیا جاتا۔ سکوں پر کلمہ طیبہ کی بجائے رام اور سیتا کی
ورتیاں بننے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ سے عداوت وبغاوت کا اظہار اکبر ملعون کبھی کبھی خود بھی
رتا تھا۔ ارکان دین میں سے ہر رکن بلکہ ہر اصولی وفروعی، عقیدے مثلاً نبوت، دیدار الٰہی،
مسئلہ کلام، انسان کا مکلف ہونا، حشر ونشر وغیرہ کے متعلق تمسخر کا انداز اختیار کر کے
شکوک وشبہات پیدا کئے جاتے۔ بادشاہ نے شہزادہ مراد کو انجیل کا درس لینے کے لئے پادر
یوں کے سپرد کر دیا۔ علاقہ گجرات کے آتش پرستوں سے راہ ورسم ہوئی تو شاہی محل کے
اندر آتشکدہ بنایا گیا۔ نصاریٰ کی طرح ناقوس بھی بجایا جاتا۔ بادشاہ اور اس کے مقربین شمع
اور چراغ کے روشن ہونے پر بھی قیام فرض سمجھتے تھے۔ شراب، سود، جوا، کتا، خنزیر بلکہ
باقی درندے بھی حلال قرار دیئے گئے۔ جواریوں کو شاہی خزانے سے سودی قرضہ دے کر
جوا کھیلنے کی ترغیب دی جاتی۔ کتے اور خنزیر کو دربار شاہی میں زیارت کے لئے رکھا جاتا۔
طلائی اور ریشمی کپڑے پہننا فرض ٹھہرایا گیا۔ بادشاہ اپنے بال تالو پر سے منڈواتا تھا۔ اور
چاروں کناروں کے بال چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ ڈاڑھی منڈوانے پر بہت زور دیا گیا۔ بادشاہ
نے اپنے کانوں میں بالیاں بھی ڈال لی تھیں۔ غسل جنابت کو منسوخ کر دیا گیا۔ بلکہ اسے
جماع سے پہلے زیادہ مناسب خیال کیا گیا۔ عربی پڑھنے کو عیب کہا گیا۔ فقہ، حدیث و تفسیر
پڑھنے پر لعن طعن ہوتی۔ عربی سے 'ث' 'خ' 'ع' 'ص' 'ض' 'ط' 'ظ' نکال دیئے گئے

Marfat.com

۔مثلاً عبداللہ کو لبد اللہ لکھا جاتا۔ جو ہندو عورت اسلام قبول کرتی اُسے دوبارہ ہندوؤں کے
سپرد کر دیا جاتا۔ نکاح سے پہلے مرد وزن کا معائنہ کوتوالی میں ضروری تھا۔ ایک سے زیادہ
عورتوں کے ساتھ نکاح ناجائز ٹھہرا۔ ختنہ کرانے کی عمر بارہ سال کے بعد رکھی گئی
مُردے کو پانی میں ڈالنے یا درخت سے باندھنے اور اس کے پاؤں قبلہ رُخ رکھے جانے کا حکم
ہوا اور بادشاہ خود بھی پاؤں قبلہ رخ کر کے سوتا تھا۔ جوان عورتوں کو بے پردہ چلنے کا حکم
گیا اور بدکاری کے اڈے قائم کئے گئے۔

ملاقات کے وقت (السلام علیکم کہنے کے بجائے) ایک چیلا اللہ اکبر کہتا تو دوسرا جل جلالہ
ان چیلوں کو حکم تھا کہ اپنے کئے ہوئے شکار نہ کھائیں۔ شعائرِ اسلام کے خلاف جو احکام
۔ان کی پابندی کرانے کے لئے کوتوال اور صوبیدار مقرر تھے۔ اُنہیں حکم تھا کہ چیلوں کو
کی وفات پر نیلے لباس کی جگہ سرخ لباس پہننے کی ترغیب دیں۔ مخصوص دنوں میں لوگو
سے چاند سورج کی پوجا کراتے۔ یہ حکم بھی نافذ ہوا کہ جو شخص جلاد کے ساتھ کھائے
اُس کے ہاتھ کاٹ دئے جائیں اور جو بات کرے اسکی انگلی (کاٹ دی جائے) حکومت کی
مذہبی حکمتِ عملی کے اثرات ہندوستانی معاشرے پر بھی پڑے۔ چنانچہ حضرت شیخ مجدد
الف ثانی قدس سرہ حضرت شیخ فرید بخاری کو لکھتے ہیں۔

"غربت اسلام اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھل کر اسلام پر اعتراضات
مسلمانوں کی مذمت کرتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک احکامِ کفر کا اجراء اور کوچہ وبازار
کفار کی مدح و ثنا کرتے پھر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اسلامی احکام جاری کرنے سے روک
گیا ہے۔ احکامِ شرع بجالانے پر ان کی مذمت کی جاتی ہے اور ان پر طعن و تشنیع کی بو
ہوتی ہے"۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۶۵)

Marfat.com

میر نعمان بدخشی علیہ الرحمۃ کو لکھتے ہیں۔

"ہندوستان کے کافر بے دھڑک مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ تھانیسر کے کروکشیتر حوض کے اندر ایک مسجد تھی اور کسی بزرگ کا مقبرہ۔ انہیں گرا کر ایک بہت بڑا مندر بنا لیا گیا ہے۔ علاوہ بریں کفار برملا کفر کی رسمیں ادا کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام نافذ کرنے سے عاجز ہیں۔ ایکادشی کے روز ہندوستان برت رکھتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ اپنے شہروں میں بھی اس روز کوئی مسلمان نہ سربازار روٹی پکائے نہ فروخت کرے اور نہ سرِ عام کھائے پئے لیکن رمضان المبارک کے مہینے میں ہندو برملا کھاتے پکاتے ہیں اور بیچتے ہیں۔ مگر کمزوری کے باعث انہیں کوئی مسلمان روک نہیں سکتا"۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۱۲)

یہی حالات تھے کہ اکبر (بقول اورنگ زیب 'اکفر') دنیا سے ۱۰۱۴ھ میں کوچ کر گیا۔ اب اسلام پسند امراء کی کوششوں سے جہانگیر تخت نشین ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ اپنے باپ کی طرح ملحد و اسلام دشمن تو نہیں تھا۔ البتہ کان کا کچا، عملاً فاسق و فاجر اور مذہباً سنی ہونے کے باوجود شیعہ لوگوں کے زیرِ اثر تھا۔ اُس نے خود لکھا ہے۔

"دولت و پادشاہی من حالا در دست ایں سلسلہ است ، پدر دیوانِ کل. پسر وکیل مطلق ، دختر ہمراز و مصاحب"۔

(تزک جہانگیری) ترجمہ: میری ساری حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے (نور جہاں کا باپ) دیوانِ کل، اُن کا بیٹا (نور جہاں کا بھائی آصف خان) وکیل مطلق اور بیٹی (خود نور جہاں) ہمراز و ہم صحبت۔

اور ظاہر تو ہے یہ لوگ ہر قیمت پر اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت چاہتے تھے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں دور اکبری کی شرکیات وبدعات بھی پوری طرح سے ختم نہیں ہوئی تھیں۔ دُ
الٰہی میں بادشاہ کو سجدہ کرنے کا جو حکم تھا، اب بھی اس پر عمل ہو رہا تھا۔ شیعہ حضرات
علاوہ دربار میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جنھیں زر و مال اور جاہ و جلال کی حرص تھی۔ اس
اپنے مفادات کی راہ میں جسے بھی رکاوٹ خیال کرتے تھے، اس کے خلاف بادشاہ کے کا
بھرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ ہندوؤں کی شرکیہ رسمیں پورے ملک میں پھیلی ہو
تھیں اور ابھی اسلام دشمنوں کی حوصلہ شکنی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ نہ ج
نافذ ہوا اور نہ شہید شدہ مساجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

<u>شیخ مجدد حکومت کے مقابلے میں</u> : حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قد
سرہ اکبر کی اسلام دشمنی سے سخت پریشان ہوئے۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ ہندو، سکھ
دوسرے کفریہ مذاہب خصوصاً نام نہاد 'دین الٰہی' کو شاہی سرپرستی حاصل تھی اور اس
برعکس متاثر اسلام کو (معاذاللہ) مٹانے کے لئے پوری حکومتی مشینری سرگرم تھی۔ ب
فضا تھی جس میں دربار اکبری کے بے حمیت و دنیا پرست علماء و فضلا روزمرہ اپنی ڈاڑھی
بادشاہ کے قدموں پر نثار کرتے تھے۔ مثلاً معز الملک اور قاضی محمد یعقوب علیہم الر
انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ حضرت سلیم چشتی کے صاحبزادے مولانا بدرالدین
الرحمۃ ان حالات سے پریشان ہو کر حج پر روانہ ہو گئے اور واپس نہ آئے۔ اکبر جسے اس
دشمنوں نے اکبر اعظم یا مغل اعظم قرار دے رکھا ہے اور اس کے عدل و انصاف
ڈھنڈورے پیٹے جا رہے ہیں، اہل ایمان کے حق میں ایسا ظالم و جابر تھا کہ اپنے مخالفین
اپنے ہاتھ سے زہر دیتا اور تڑپا تڑپا کر مار دیتا تھا۔ (اکبر جہانگیر اور مجدد الف ثانی از قاضی ظ
احمد اختر) اسی جبر و تشدد کا نتیجہ تھا کہ چار پانچ سالوں میں اسلام کا نام تک (بظاہر) مٹ گیا

Marfat.com

مصلحت کیش علماء و صوفیہ کے برعکس اسلام پر صدقِ دل سے یقین رکھنے والے اہل علم و عرفان حضرات بھی موجود تھے۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ بھی اسی گروہ مخلصین میں شامل تھے جو اس صورتِ حال سے پریشان تھے اور اپنی پریشانی کا اظہار بھی کبھی کھل کر اور کبھی دبی زبان میں کر دیتے تھے۔ اکثریت کو یہ جرات بھی نہ ہو سکی۔

اسلام کو بچانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کا شرف جس عظیم انقلابی و روحانی شخصیت کو حاصل ہوا۔ وہ صرف حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ ستودہ صفات تھی۔ آپ نے تحصیل علم سے فراغت پاتے ہی عین عالم شباب میں حالات کا گہری نظر سے جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اسی زمانے میں ابوالفضل اور فیضی کو قریب سے دیکھ کر ان کے ناپاک ارادوں کو بھانپنے کا موقع ملا۔ وحی نبوت اور قرآنِ پاک کے بارے میں انہیں کے شیطانی وساوس کا ازالہ کرنے کے لئے آپ نے اثبات النبوۃ (یہ کتاب کراچی میں چھپ چکی ہے) جیسی لاجواب کتاب لکھی جو مصنف کی کم عمری کے باوجود علم کی وسعت، دلائل کی مضبوطی اور طرزِ تحریر کی شگفتگی کے اعتبار سے حیرت انگیز ہے۔ 'رسالہ تہلیلیہ' بھی اسی دور کی یادگار ہے اور اسی پس منظر میں لکھا گیا ہے۔

ان کے علاوہ آپ نے جاں نثارانِ اسلام اور شیدائیانِ سنت کا عظیم قافلہ تیار کرنے کی طرف توجہ دی۔ وہ قافلہ جس کی منزل مقصود اسلام کا ملکی سطح پر عملی نفاذ ہو۔ جو لوگ آپ نے تذکیر و تبلیغ کے میدان میں لا کھڑے کئے، وہ اسلامی تعلیمات خصوصاً سنتِ مقدسہ کی منہ بولتی تصویر تھے۔ یہ لوگ برعظیم کے طول و عرض میں پھیل گئے اور انہوں نے ہر کہیں اپنے قول و عمل سے اسلام کی عظمت کا لوہا منوایا۔ آپ کے ہزاروں خلفاء تھے اور لاکھوں مرید، ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں دین متین کا خادم۔

Marfat.com

تھا. دور اکبری میں اسلام کی عظمت و حقانیت کے خلاف جو شکوک و شبہات پھیلائے جا رہے تھے، ان کا ازالہ اور دوسرے کتنے فتنوں کا سدِ باب کرنے کے لئے آپ نے مکتوبات کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ لوگ جنھیں اکبر کا قرب حاصل تھا اور ایوانِ حکومت میں جن کی آواز موثر تھی، اُن سے رابطہ قائم کیا اور اسلام کے دفاع کے لئے اُنہیں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بے مثال خلوص اور لاجواب دردِ دل کا یہ نتیجہ تھا کہ کلیدی اسامیوں پر فائز بہت سی شخصیات مثلاً سید صدرِ جہاں، خانِ اعظم، خانِ خاناں شیخ فرید بخاری، خانِ جہان، مرزا داراب، قلیج خاں علیہم الرحمۃ۔ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اشارہ ابرو پر حفظِ دین کے لئے تن من دھن کی بازی لگانے پر تل گئیں۔

یہ حلقۂ اہلِ دل وسیع ہوتا گیا اور اسی دوران اکبر کا دنیائے فانی سے کوچ ہو گیا۔ زیادہ تر انہیں کی کوششوں سے جہانگیر مالکِ تخت و تاج ہوا۔ اب دربارِ شاہی میں مختلف مذاہب کا وہ جمگھٹا تو نہیں تھا تاہم جو لوگ تھے وہ بھی اسلام سے زیادہ مخلص نہیں تھے۔ پھر 'شیعیت' کا اژدھا دولت شاہی پر قابض تھا (جیسا کہ اوپر گزرا) مختلف افکار و اغراض کے لوگوں نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور بظاہر سنی بن کر شیعہ حضرات کی خوشنودی کے لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا، کہ آپ خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں چنانچہ آپ کو دربار شاہی میں پیش کر دیا گیا۔ آپ نے اس عقیدے سے بیزاری کا اظہار فرما کر بادشاہ کو مطمئن اور دشمنوں کو لاجواب کر دیا۔ دشمنوں کی یہ چال ناکام ہوئی تو انہوں نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی نہ کرنے کو بہانہ بنا کر یہ تاثر دیا کہ یہ شخص مغرور ہے اور حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ جہانگیر

Marfat.com

پھر باتوں میں آگیا اور اس نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ بادشاہ کے دربار میں جانے سے پہلے شہزادہ شاہجہاں اور بعض دوسرے مخلص علماء نے جان بچانے کے لئے سجدہ تعظیمی کی رخصت واجازت کا حوالہ دیا تھا مگر آپ تو جان کی بجائے دین بچانے کی فکر میں تھے چنانچہ اس استقامت نے بہت سے لوگوں کی ڈھارس بندھائی اور شریعت پر عمل کرنے میں دلیر ہو گئے۔ قید کے دوران آپ کی حویلی سرائے چاہ باغ کتابیں اور دوسری تمام اشیاء لوٹ لی گئیں۔ مگر آپ اللہ کی رضا پر راضی رہے بلکہ اسے اپنے حق میں بہتر سمجھتے تھے اور دوسرں کو بھی راضی بر ضا اور بے مدعا ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ قید کے دوران آپ کی تبلیغ سے ہزاروں قیدی حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یوں اسلام کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔

دو سال بعد جہانگیر کو حضور پر نور ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر تنبیہہ فرمائی اور اس نے آپ کو رہا کر دیا۔ مگر پھر آپ کچھ عرصہ لشکر شاہی میں رہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ جہانگیر کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس کے خدشات دور ہو گئے بلکہ وہ حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ آپ کے ارشادات کی روشنی میں

۱۔ سجدہ تعظیمی بالکل ختم ہو گیا۔

۲۔ گائے کے ذبح سے پابندی اٹھائی گئی اور اس کا گوشت سر بازار فروخت ہونے لگا۔

۳۔ بادشاہ اور ارکان سلطنت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازے پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی اور کباب تیار کر کے کھائے۔

۴۔ تمام شہید شدہ مساجد کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔

۵۔ دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی اس میں بادشاہ و امرا

Marfat.com

سب نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

۶۔ ہر شہر اور قصبے میں دینی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسے قائم کیے گئے۔

۷۔ ہر شہر میں محتسب مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔

۸۔ کفار پر جزیہ نافذ ہوا۔

۹۔ تمام خلاف شرع قوانین یک قلم منسوخ ہوئے۔

۱۰۔ جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت بالکل ختم کردی گئیں۔

اللہ اکبر! یہ ہے وہ عظیم و بے مثال انقلاب جو ایک مرد درویش نے کسی لشکر کے سہارے یا دولت کی فراوانی سے برپا نہیں بلکہ حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ الصلوۃ السلام کے عشق کی جوت عوام و خواص کے دلوں میں جگا کر برپا کیا۔ خصوصا دور اکبری تو گو ظلمات ہی کا دور تھا۔ دین الہی کے اجرا کے بعد تو (معاذ اللہ) چار پانچ سالوں کے اندر اند اسلام کا نام بظاہر مٹا دیا گیا تھا۔ اور اب مندرجہ بالا شقیں پھر دیکھئے۔ گویا ہر طرف اسلام نور چھا گیا یہ دورِ جہانگیر تھا۔ اس کے بعد شہزادہ خرم شاہجہان کے لقب سے سریر آرا سلطنت ہوا اور وہ بدلے ہوئے جہانگیر سے بھی بہت آگے تھا۔ پھر اورنگ زیب عالمگی علیہ الرحمتہ کا دورِ حکومت تو گلشن اسلام کے فصل بہار تھا۔ اس نے حضرت سیدنا مجد الف ثانی قدس سرہ کے لخت جگر اور سجادہ نشین قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواج خواجگاں محمد معصوم قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر توبہ (بیعت) کی اور ا پیر زادے حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ جو اسکی التجا پر اسی کے پاس قیام پذیر ، کی ہدایات کے مطابق نظام حکومت و سیاست ہر اس شق کو ختم کر دیا جو دستورِ کتاب سنت کے خلاف تھی۔ یہی اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمتہ تھے جنہوں نے برصغیر

Marfat.com

کے پانچ سو علماء سے فتاوی عالمگیری مرتب کرلیا۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ اور آپ کے ساتھیوں کا سفر جس منزل کی طرف شروع ہوا تھا وہ دراصل یہی تھی۔

وہ لوگ جو چند تعصبات و تصورات دل میں جمالیتے ہیں اور پھر اس طرح ان سے چمٹے ہوئے ہیں کہ کسی اعلیٰ تحقیق کی روشنی میں بھی اپنے مرغوبات سے دستبردار نہیں ہونا چاہتے ان سے کسی انصاف کی کوئی توقع نہیں اور نہ ہم ان سے مخاطب ہیں۔ ہاں ایسے منصف مزاج حضرات جنہیں قبول حق میں کوئی ردوکد نہیں ہوتی غیر جانبداری سے حالات کا جائزہ لے کر بتائیں کہ اگر حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ اسلام کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی نہ لگاتے اور دین حق کو بچانے کے لئے دن رات ایک نہ کر دیتے تو آج بر صغیر کا کیا نقشہ ہوتا۔ آپ کے علاوہ بھی کسی اور نے اسلام کی حمایت میں اتنے موثر طریقے سے آواز اٹھائی اور کیا کسی کی قربانیاں بھی انداز حکومت کو اس حد تک اسلامیانے میں رنگ لائیں۔ وہ کون تھا جس نے کارکنان حکومت کو اپنا ہمسفر اور ہمصفیر بنایا۔ وہ کون تھا جس نے بہانگ دہل اسلام کی برتری کا اور کفر کی ذلت کا اعلان کیا۔ وہ کون تھا جس نے جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق ادا کر کے بہترین جہاد کیا اور وہ کون تھا جس نے دبدبہ جہانگیری کی پروا نہ کرتے ہوئے دو ٹوک انداز میں سجدہ تعظیمی سے انکار کیا۔ وہ کون تھا جس کو محض غیر اللہ کے حضور گردن نہ جھکانے پر گرفتار کیا گیا۔ اور قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا۔ وہ کون تھا جس کے اہل خانہ کو پریشان کر کے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ اور جس کے کتبخانے کو آگ لگا کر حویلی اور باغات کو لوٹ لیا گیا۔ نیز ان تمام آلام و مصائب کے باوجود جس کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی اور جو ہر مرحلے پر راضی برضا رہا۔

<u>علماءِ سُو</u>: سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دور میں حکومت کی

Marfat.com

اسلام دشمنی کی کچھ تفصیل آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ آیئے اب اُن علماءِ سو کی فتنہ انگیزی کا بھی مطالعہ کریں۔ جو حرص وہوا کے پیکر تھے اور جنہوں نے علم دین کو بھی حصولِ دنیا کے لئے وقف کردیا تھا۔ حقیقت یہ ہے اکبر کی بے راہ روی کا بہت بڑا سبب بھی یہی دنیاپرست علما تھے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اکبر ابتداء میں اپنے آباؤاجداد کی طرح اسلام کا شیدائی تھا۔ اولیاء کرام کے ساتھ اُسے گہری عقیدت تھی۔ سفر و حضر میں نمازِ پنجگانہ پابندی سے باجماعت ادا کرتا تھا بلکہ اذان بھی کبھی کبھی خود دیتا تھا اور کبھی امامت بھی خود کرتا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو کوسوں پیدل چلتا۔ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمۃ سے خصوصی عقیدت تھی۔ انھیں سے قرب کی خاطر اس نے فتح پور سیکری کو دارالحکومت بنایا تھا۔ علماء مشائخ کا ازحد مودب تھا۔ اُن کی صحبت میں شریک ہوتا، اُن کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان کی سفارش پر بڑے بڑے باغیوں کو معاف کردیتا تھا۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ اسے احکامِ شرعی کے نفاذ سے خصوصی دلچسپی تھی اور اسی مقصد کے لئے مختلف شہروں اور علاقوں میں مفتیوں اور قاضیوں کا تقرر کرتا تھا۔ اکبر نے حج نہیں کیا مگر اسے حج کا بہت شوق تھا۔ حج کے لئے قافلہ روانہ ہوا تو تھوڑی دور تک اس کے ساتھ ساتھ چل کر لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتا رہتا۔ اُس نے بہت سے لوگوں کو حج کرائے اور ہر سال حاجیوں کا ایک امیر مقرر کرتا نیز مکہ و مدینہ کے لئے قیمتی تحائف بھیجا کرتا۔

اسلام کا ایسا نیاز مند سپاہی ہونے کے بعد پھر وہ اسلام سے دور، منحرف، باغی اور دشمن ہوگیا تو کیوں؟ اپنے دربار کے علماءِ سو کا گھناؤنا کردار دیکھ کر۔ کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات میں درک حاصل کرنے کے لئے اس نے ایک سو سے زائد علما کو دربار میں بڑی

Marfat.com

عزت واحترام سے رکھا ہوا تھا جن کے علمی مذاکرت اور بحث مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ یہ لوگ اسلام کی عظمت کی بجائے اپنی عظمت کی دھاک بٹھانا چاہتے۔ لہذا ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی علمی برتری منوانے کی فکر میں رہتے تھے ان مذہبی مباحثوں اور علمی موشگافیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکبر گومگو کا شکار ہو گیا۔ آہستہ آہستہ وہ انھیں سے بد ظن نہیں ہوا۔ بلکہ سلف صالحین سے بھی اس کی عقیدت کمزور ہوتی گئی۔ اس صورت حال سے ملا مبارک اور اس کے دنوں بیٹے ابو الفضل اور فیضی جیسے ملحدین جوان علماء سو کے پہلے ہی ڈسے ہوئے تھے، انتقام پر اتر آئے۔ اُنھوں نے انھیں (علماءِ سو) اپنے نشانے کی زد پر نہیں رکھا ۔بلکہ مکمل شیطان بن کر اسلام ہی کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔

یہ جوں جوں بادشاہ کے قریب ہوتے گئے، بادشاہ دین سے دور ہوتا گیا حتی کہ اُسے اسلام سے چڑ ہو گئی۔ جس کی وجہ سے وہ اس کا نام ونشاں تک (معاذ اللہ) مٹانے پر تل گیا۔ چنانچہ اس کا دربار مختلف مذاہب کے نمائندوں کا مہمان خانہ بن گیا۔ اکبر ایک کی بات سنتا۔ اُس سے اثر لیتا اور اپنے فکر و عمل کے سانچے میں اُسے ڈھال لیتا۔ ہاں ایک اسلام تھا جس کی کوئی شق بھی اُسے بر داشت نہیں تھی ۔ (جیسا کہ اوپر گزرا)

علماءِ سو کے بحث مباحثے ہی اکبر کی بیدینی کا سبب نہیں بنے بلکہ ان کی پستی کردار، طمعِ مال اور حب دنیا سے بھی اُس کا دل کھٹا ہوا۔ جہاں اس قسم کے لوگ اسلام کی نمائندگی کرنے والے ہوں گے۔ وہاں حق کا جو نقشہ دلوں میں جمے گا، کون اس سے بے خبر ہے۔ دنیا پرست علما ہیں جن کے بارے میں کائنات کے معلم اعظم ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يُصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ النَّارَ (ترمذی، ابن ماجہ)

Marfat.com

ترجمہ : جو علما کا مقابلہ یا جہلا سے جھگڑا یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے علم طلب کرے، سوائے اللہ آگ میں داخل کرے گا۔ مشکوۃ شریف (کتاب العلم) میں اسی سے متصل فرمان نبوی یوں ہے۔

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرْضاً مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِىْ رِيْحَهَا (احمد، ابوداود، ابن ماجہ) ترجمہ : جو کوئی وہ علم جس سے اللہ کی رضا ڈھونڈی جا سکتی ہو۔ صرف اس لئے سیکھے کہ اس سے متاعِ دنیوی حاصل کرے۔ قیامت کے دن جنت کی بو تک نہیں پائے گا۔

اسی کتاب العلم کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلْكَعْبِ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَنْ اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ (دارمی) ترجمہ : حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا (اہل علم کون ہیں؟ عرض کیا جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، پوچھا 'علما کے دل سے کس چیز نے علم نکالا' عرض کیا 'لالچ نے'۔

یہ ہے اسلام کے نزدیک حصول علم کا اصل مقصد یعنی اللہ کی رضا کے لئے دین حق کی سربلندی اور اشاعت کی کوشش مگر دنیا پرست علماء اس علم سے دنیا کماتے ہیں اور نتیجتاً خود ہی نہیں ڈوبتے، پوری قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ جن درباری علماء کے لالچ نے اکبر کو اسلام سے بد ظن کیا۔ ان میں سے ایک مخدوم الملک تھا جس کے بارے میں ملا عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

Marfat.com

ندان خزائن او پدیر گشت که قفل او را به کلید وہم نتواں کشاد
از آنجمله چند صندوقِ طلا را از گور خانه مخدوم الملک که به
بہانه اموات دفن کرده بود ظاہر شد (منتخب التواریخ ص ۳۱۱)

جمہ (تحقیق وتفتیش کے بعد) اس (کی دولت) کے اتنے خزانے ظاہر ہوئے
، وہم کی کنجی سے بھی ان کے تالے نہیں کھل سکتے تھے۔ چنانچہ مخدوم الملک کے قبرستان
ے سونے کے بھرے ہوئے ایسے صندوق بھی ملے جنہیں اس نے مردے ظاہر کر کے
فن کیا ہوا تھا۔

اسی مورخ نے ایک دوسرے عالم کے بارے میں بتایا کہ اس نے رشوت کا بازار
رم کر رکھا تھا اور لوگ اسی کو نہیں بلکہ اس کے وکیلوں، فراشوں دربانوں سائیسوں اور
خاکروبوں تک کو اپنے کام کرانے کے لئے رشوتیں دیا کرتے تھے۔
حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ اس قسم کے نام نہاد علماء کو ملت اسلام کے زوال کا
بہت بڑا سبب سمجھتے تھے۔ اس لئے ان سے مکمل بیزاری کا اظہار اور ان کے خلاف قلمی جہاد
فرماتے رہے چنانچہ حاجی محمد لاہوری علیہ الرحمہ (جو بہت بڑے عالم اور آپ کے مخلص
مرید تھے) کو لکھتے ہیں۔

علماء کے چہرے پر دنیا کی محبت ایک سیاہ داغ ہے ایسے دنیا پرست علما سے اگر
لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے نیز ان سے شریعت کی تائید اور مذہب کی تقویت ہی کیوں نہ ہو
جائے، خود ان کے لئے علم مفید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فاجروں سے بھی اس دین کی تائید
کرا لیتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اِنَّ اللہ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

Marfat.com

ترجمہ بیشک اللہ اس دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کرائے گا۔

ایسے علماء سنگِ پارس کی طرح ہیں کہ اس سے تانبا یا لوہار گڑ کھا کر سونا بن جاتا ہے مگر وہ خو
پتھر کا پتھر رہتا ہے۔ یہی حال اس آگ کا ہے جو پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہے کہ لوگ تو اس
سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر پتھر اور بانس اس سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں
کہ ایسے علماء کے لئے ان کا علم نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ان پر علم حجت ہوگا۔ حدیث
پاک میں ہے۔

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْہُ اللہُ بِعِلْمِہٖ

ترجمہ بیشک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے
علم سے اللہ نے اسے نفع نہیں پہنچایا

تدریس وافتا اس وقت مفید ہے جب خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو، جاہ و ریاست
کی محبت اور مال و رفعت کے حصول (کی نیت) سے بالکل خالی ہو۔ (دفتر ا مکتوب ۳۳
جہانگیر نے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی کے ایک مخلص مرید جناب شیخ فرید بخاری علی
الرحمۃ کو چار دیندار علماء مہیا کرنے کے لئے کہا تاکہ ان کے علم سے فائدہ اٹھا کر غیر
اسلامی رسومات بند کر دی جائیں۔ اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے آپ شیخ بخاری کو لکھتے ہیں
(اور یہ دفتر اول کا مکتوب نمبر ۲۶۳ ہے)

"یہ سننے میں آئی ہے کہ سلطان اسلام نے اپنے حسن فطرت کے سبب جو ان کی
طبیعت میں داخل ہے آپ کو فرمایا ہے کہ چار متدین علما مہیا کریں جو شاہی دربار میں شر
مسائل بیان کرتے رہا کریں۔ تاکہ شریعت کے خلاف کوئی عمل سرزد نہ ہو۔ الحمد للہ وسبحا
اللہ۔ مسلمانوں کے لئے اس سے اچھی بشارت کونسی ہوگی اور رنج و غم میں ڈوبے ہوئے

Marfat.com

لوگوں کے لئے اس سے اچھی کیا خوشخبری ہو گی۔ یہ فقیر چونکہ اسی کا بارہا اظہار کر چکا ہے۔ بقدر ضرورت اب بھی کہنے سننے میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ امید ہے بار خاطر نہیں ہو گا۔ غرض مند دیوانہ ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ دیندار علما بہت ہی کم ہیں وہ جنہیں مرتبے اور حکومت کی خواہش نہ ہو اور نفاذ شریعت اور تائید ملت کے سوا کچھ مقصود نہ ہو۔ اگر حب جاہ ہو گی تو ان (چاروں) میں ہر ایک بات بات میں اپنا الگ پہلو اختیار کرے گا۔ اپنی فضیلت کا اظہار کرے گا۔ اخلاقی گفتگو کرے گا اور یوں بادشاہ کے زیادہ قریب ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس صورت حال میں دین کا معاملہ بگڑ جائے گا۔ گذشتہ (اکبری) زمانے میں مولویوں کے اختلافات نے ایک جہان کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ ایسا ہی اب بھی ہوا تو دین کی ترویج کیونکر ہو گی ۔اس سے تو (بجائے تبلیغ) تخریب دین ہو گی **والعیاذ باللہ سبحانہ من ذلک و من فتنہ العلما السوء** (اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے بچائے اور علمائے سو کے فتنے سے محفوظ رکھے لہٰذا اس مقصد کے لئے اگر ایک ہی عالم دین کا انتخاب کر لیا جائے تو بہتر نظر آتا ہے۔ اگر علمائے آخرت میں سے مل جائے تو بڑی خوش قسمتی ہے کیونکہ اس کی صحبت اکسیر ہو گی اور (ایسا عالم) میسر نہ آسکے تو خوب تحقیق کے بعد جو بھی بہترین ملے اسے قبول کر لیں۔ **یدرک کلہ لا یترک کلہ** (یعنی اپنے معیار کے بالکل مطابق کوئی چیز بھی نہ ہونے سے تو جیسی ملے بہتر ہے) اسی مکتوب گرامی کا باقی حصہ آپ کے درد دل اور اضطراب کا بہترین آئینہ دار ہے۔ فرماتے ہیں

"سمجھ نہیں آتی کہ کیا لکھوں۔ جیسے خلائق کا فائدہ علما کے وجود سے وابستہ ہے یونہی دنیا کا نقصان بھی انہیں سے متعلق ہے۔ بہترین عالم بہترین خلائق ہے اور بدترین عالم مخلوق میں بدترین ہے۔ لوگوں کی ہدایت اور گمراہی انہیں سے وابستہ ہے۔ ایک بزرگ

Marfat.com

نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ و بیکار بیٹھا ہوا ہے تو (اس سے) اس کا راز پوچھا۔ بولا آج کل کے علماء ہمارا کام کر رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کافی ہیں"

حضرت مجدد کا علماءِ سو کے خلاف محاذ :ذرا غور فرمائیے، جہانگیر اپنے خیال میں بڑے خلوص سے قوانین شریعت نافذ کرنے کے لئے چار عدد علماء کرام کو تلاش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جو دن رات دربارِ شاہی میں رہ کر رہنمائی کریں۔ آخر کیوں ؟اس لئے کہ اسے تخت نشینی کے مسئلے پر اُس کی حمایت کرنے والے دیندار امرا نے اسی شرط پر اسی کی حمایت کی تھی اور وہ باقاعدہ ان سے نفاذ شریعت کا وعدہ بھی کر چکا تھا۔ یہ غیر تمند امرا کون تھے، حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مرید و معتقد؛ کتنا مضبوط حیران کن اور بابرکت اقدام تھا اس مردِ قلندر کا جو مقربانِ شاہی کو اندر ہی اندر مقربانِ الٰہی بناتا رہا اور جس کی تقریر و تحریر کے فیض سے دنیا پرست اغنیا خدا پرست اولیا بنتے رہے۔ حضرت شیخ فرید بخاری قدس سرہ بھی اسی زمرہ لایحزنون میں شامل تھے جو بظاہر گورنر اور مقربِ سلطان ہونے کے باوجود دربار شاہی میں حضرت شیخ مجددؒ کے نمائندے تھے۔ بادشاہ جہانگیر نے انہیں کو اس انتخاب علما کا حکم دیا اور پھر یہ بات بارگاہ مجدد میں پہنچ گئی آپ نے اس خبر پر مسرت کا اظہار فرمایا (کہ بادشاہ کو یہ نیک خیال سوجھا ہے) مگر ساتھ ہی اس تجویز کا نقصان بھی واضح کر دیا۔ (اس نقصان کو نہ بادشاہ سوچ سکا اور نہ نیک دل شیخ فرید۔ فراست مومنانہ کے پیکر حضرت مجدد فوراً تاڑ گئے کہ بادشاہ کے خلوص کے باوجود چار کا ٹولا پھر قوم و مذہب کو اسی صورت حال سے دوچار کر دے گا جس سے اکبر کے زمانے میں سو کے ٹولے نے کیا تھا۔ اور جو اکبر کے ایمان کی تباہی کا سبب بنی تھی۔ گویا یوں نفاذ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا مجدد الف ثانیؒ نے جہاں شریعت کی عظمت و ضرورت کے گیت گائے، وہیں شریعت کو نقصان پہنچانے والوں کی پہچان کرادی اور ساتھ ہی ایسے مخلص اور خدا پرست علمائے حق کی کھیپ بھی تیار کر دی جنہیں علماء آخرت بھی کہا جاتا ہے۔ جنہیں متاع دنیا کی بجائے فلاح عقبیٰ عزیز ہوتی ہے اور جن کی زندگی و موت رضائے خدا اور رسول ﷺ کے لئے وقف ہوتی ہے اس قسم کے لوگ آپ نے اپنے مدرسے ہی میں سالہا سال کی محنت سے تیار نہیں کئے بلکہ اپنے کمال سیرت جمال للّٰہیت، توجہ، تصرف اور فیضان نظر سے بھی دلوں میں انقلاب برپا کیا۔ حضرت کی ایک ایک ادا سنت مطہرہ سے معطر تھی۔ جو سامنے آتا یہ خوشبو اس کے مشام جان تک اتر جاتی۔ آپ کا ایک ایک قدم جادۂ عشق پر اٹھ رہا تھا، جو بھی اس مستی خرام کو دیکھ پاتا۔ مست ہو جاتا۔ آپ نے علم کو عمل کو اخلاص کا اور اخلاص کو کیف کا لباس پہنایا۔ حق یہ ہے کہ آپ کی چند سالہ مساعی سے علماء سو کا بازار سرد ہو گیا۔ اور علماء حق نے قرآنی تعلیمات کی علمی تفسیر بن کر ظلمتوں کے دیس کو ایسی تابشوں سے نوازا کہ مہر و ماہ بھی اس کے ذروں پہ رشک کرنے لگے

بالیقیں حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے منصب تجدید کا یہ پہلو بھی بہت واضح ہے کہ آپ کی برکت سے صرف برعظیم نہیں دوسرے اسلامی ممالک میں بھی اسلام کا درد اور ایمان کی تڑپ رکھنے والے علما کے موثر گروہ پیدا ہوئے جنہوں نے کفر و بدعت اور فسق و فجور کے خلاف جہاد کر کے دین حق کی بالادستی کا علم بلند کیا۔ شیخ مجددؒ کے مستانوں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دلوں کو فتح کیا اور ان کے فکر و عمل کے قلعوں پر اسلام کا پرچم گاڑ دیا۔ آپ کے مجددانہ انقلاب کی تکمیل آپ کے جانشین قیوم زمانی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے عہد مبارک میں ہوئی۔ چنانچہ متعدد ملکوں کے بادشاہ آپ کے

Marfat.com

دست حق پرست پر بیعت ہوئے جن میں حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ بادشاہِ ہند بھی شامل تھے۔ کتنا عظیم انقلاب تھا۔ جس نے فقیروں کو کشور دل کا شہنشاہ بنایا۔ اور شہنشاہوں کو خدا کے دروازے کا فقیر بنا دیا۔ ان میں ایسے شہنشاہ بھی شامل تھے جنہوں نے تاج و تخت پر دربار مجددی کی خدمت کو ترجیح دی اور یہیں کی خاک میں آسودہ خواب ہوئے۔ کتنا حسین آغاز تھا کہ ایک مرد قلندر دین حق کی بقا وسالمیت کے لئے اپنے دور کے ایک ایک بادشاہ کو نخچیر نگاہ کرنا چاہتا ہے۔ اور عقل ظاہر بیں اسے ناممکن تصور کرتی ہے پھر یہ کیسا حسین انجام نکلا کہ پوری دنیا کے متعدد ملک اسلام کے نور سے منور ہو رہے ہیں اور شرک و بدعت کے بادل دور دور تک چھٹتے جا رہے ہیں

صوفیۂ خام: کشف المحجوب کے حوالے سے!

آپ حضرت محمد بن المورا قؒ کا ارشاد ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ بادشاہ جاہل علما لالچی اور فقرا ریاکار ہوں تو بڑی تباہی آتی ہے۔ اوپر کی سطور میں اکبر کی جہالت اور علما کی طمع نیز ان سے پھیلی ہوئی تباہی کا حال آپ دیکھ چکے ہیں۔ اب آیئے ان نام نہاد فقیروں اور صوفیوں کی ریاکاری اور اس کے اثرات کا مطالعہ کریں جو علانیہ اہل معرفت کا ریاکار ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ یہ لوگ شریعت کی پابندی کو ناروا جانتے اور اپنی اس بغاوت کو طریقت و حقیقت کا نام دیتے تھے ان کے نزدیک تصوف عبادات میں خلوص و خشوع و خضوع پیدا کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ احوال و مواجید میں کھو کر آئین مصطفوی علیہ ﷺ سے آزاد ہونے کے لئے تھا نفس پرست صوفیہ میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جو حلول و اتحاد کے قائل تھے اور خود ہندوؤں کے تصورات کے مطابق گویا، اوتار بن کر ہر قسم کے قانون سے بالاتر ہو چکے تھے۔ انھیں لوگوں نے اکبر کو باور کرایا تھا کہ کافر ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے یہ وہ گمراہ لوگ تھے جنہوں

Marfat.com

نے 'وحدت الوجود' کی غلط تعبیر کر کے اسے 'وحدت ادیان' بنا دیا تھا۔ اور انھیں لوگوں نے انسان کامل کا جدید تصور پیش کر کے اسے خلیفہ وقت قرار دیا اور اکبر کو اس مسند پر بٹھا دیا۔

اسی قسم کے بدنصیب 'صوفی' کتاب و سنت سے ناتا توڑ کر دوسرے مذاہب کی کتابوں کو جند جاں بنائے تھے اور مسلمانوں کو ان سے معاذاللہ فیضیاب کرنے کے لئے ان کے فارسی میں ترجمے کر رہے تھے، بعض وہ تھے جو بالکل ہندوؤں کی شکل و صورت اپنا کر ان کے سنیاسیوں کی شاگردی کا 'شرف' حاصل کر رہے تھے۔

حضرت شیخ مجدد کا اندازِ تجدید: حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس میدان میں بھی زبردست کارنامے سرانجام دیئے۔ آپ نے علمائے حق اور صوفیہ باصفا کے گروہ تیار کر کے بھی جھوٹے اور کم نظر صوفیوں کے پھیلائے ہوئے وسوسوں کا رد کیا اور مکتوبات شریفہ کے ذریعے بھی اسلامی تصوف کے خدوخال واضح کئے۔ آپ نے شریعت و طریقت کو یکجان قرار دیا اور ان کے حدود کا تعین کیا۔ آپ کے نزدیک تجلیات و مشاہدات جو شریعت کے خلاف ہوں، کوئی وقعت نہیں رکھتے اور ایسے تمام احوال و مواجید جن سے احکام شرع کی نفی ہوتی ہو، ناقابل اعتبار ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر اکبر اور اس کے حواری اسلام کے کھلے دشمن تھے تو اس قسم کے صوفی باطنی دشمن، اور ان در پردہ دشمنوں کا نقصان کھلے باغیوں سے کم نہیں تھا۔ آج کل کے پیر جو نماز روزے سے دور اور اپنے مریدوں کو دور کرنا چاہتے ہیں، اسی قسم کے بطّال صوفیوں کی معنوی اولاد ہیں۔ آیئے 'سرمایہ ملت کے نگہبان' حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ارشادات کی روشنی میں شریعت کے منکروں کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

۱۔ طریقت و شریعت عین یک دیگر اند۔ سر موئے از مکالفت درمیان ایشاں واقع نیست ۔ فرق اجمال و تفصیل است و استدلال و کشف ہرچہ مخالف شریعت است مردود است كُلُّ حَقِيْقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيْعَةُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۴۳)

ترجمہ: طریقت و شریعت دونوں ایک ہیں۔ ان میں بال برابر بھی مخالفت نہیں ۔ فرق ہے تو اجمال و تفصیل اور استدلال و کشف کا۔ جو کچھ بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔ جس حقیقت کو شریعت نے رد کیا۔ بیدینی ہے۔

۲۔ فردائے قیامت از شریعت خواہند پرسید ، از تصوف نخواہند پرسید ، دخول جنت و تجنب ازنار وابستہ باتیانِ شریعت است انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما تہ علیھم کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند و مدار نجات برآں ماندہ و مقصود از بعثتِ ایں اکابر تبلیغ شرائع است ۔ پس بزرگترین خیرات سعی در ترویج شریعت است و احیائے حکمی از احکام آں علی الخصوص در زمانیکہ شعائر اسلام شدہ باشندہ کرور ہا در راہ خدائے عزو جل و علا خرچ کردن برابر آں نیست کہ مئسلہ از مسائل شرعیہ رارواج دادن چہ دریں فعل اقتدا بانبیاست کہ بزرگترین مخلوقات اند علیھم الصلوات و التسلیمات ۔(مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول) ترجمہ: کل قیامت کو شریعت کے بارے میں پوچھیں گے نہ کہ تصوف کی بابت جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ بھی شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیھم جو کائنات میں بہترین ہیں شریعت کی طرف

Marfat.com

بلاتے رہے ہیں نجات کا انحصار بھی اسی پر ہے۔ اور ان اکابر کی بعثت سے مقصود بھی شرائع کی تبلیغ ہے۔ لہذا بہترین نیکی ہے شریعت کو رواج دیتے اور اس کے کسی حکم کو زندہ کرنے کی کوشش، خصوصاً جب شعائر اسلام مٹ گئے ہوں۔ کروڑوں روپے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنا کسی شرعی مسئلے کو رواج دینے کے برابر نہیں کیونکہ اس میں انبیا علیھم السلام کی پیروی ہے جو ساری مخلوق میں سب سے بلند مرتبہ ہیں علیھم الصلوۃ والسلام۔

۳۔ صوفیه خام ذکر فکر را از اہم مہام دانسته دراتیان فرائض و سنن مساہلات مینمایند ار بعینات و ریاضات را اختیار نموده ترکِ جمعه و جماعت می کنند. نمید انند که یک فرض بجماعت از ہزاراں اربعین ایشاں بہتر است، آرے ذکر و فکر بامراعاتِ آداب شرعیه بہتر و مہمِ تراست ۔

(دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۰) ترجمہ: صوفیہ خام (ناپختہ صوفی) ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت چھوڑ دیتے ہیں۔ انھیں معلوم نہیں ایک فرض باجماعت اداکرنا اُن کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت اچھا اور اہم ہے۔ اب چند عبارات کا صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مخدوما، منازل سلوک طے کرنے اور مقامات جذب سے گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ تمام سیر و سلوک کا اصل مقصد یہ ہے کہ مقام اخلاص حاصل ہو جائے جو تمام آفاقی اور انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے۔ شریعت کے تین اجزا ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص، طریقت اور حقیقت اخلاص کے خادم ہیں۔ (یعنی طریقت و حقیقت میں جس

Marfat.com

قدر ترقی ہو گی، اُتنی ہی اخلاص میں ترقی ہو گی) (دفتر اول مکتوب نمبر ۴۰)

(ب) دو باتوں کی ضرورت ہے اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ رہے اور ان اعمال کو بروئے کار لایا جائے جن کا تعلق بدن سے ہے اور شریعت نے جن کا حکم دیا ہے۔ جو شخص بدنی اعمال کے بغیر قلب کی سلامتی کا دعوی کرے، غلط ہے۔ جس طرح دنیوی زندی میں جسم کے بغیر روح نہیں ہوتی بلکہ اس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح قلبی احوال کا ظہور بدنی اعمال کے بغیر محال ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۹)

ان عبارات سے حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کا موقف بالکل واضح ہے۔ جو لوگ طریقت اور حقیقت کے نام پر شریعت سے **گلو خلاصی** کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان کی غلط فہمیوں اور وسوسوں کا ازالہ جس مدلل اور مضبوط طریقے سے کیا ہے۔ آپ کے مجدد بلکہ مجدد الف ہونے کی نہایت زبردست دلیل ہے۔ پھر دورِ حاضر کے بعض بے رحم مفکرین و مفسرین کی طرح آپ نے تصوف اور طریقت و حقیقت کو سرے سے مسترد نہیں کیا اور اسے افیون قرار نہیں دیا بلکہ اس کی اصل حیثیت کا تعین کر کے تمام اولیاء صوفیہ کے نقطہ نظر کا دفاع بھی کیا ہے۔ آپ نے ہر سلسلہ طریقت کے اکابر سے فیض حاصل کر کے آخر میں نسبتِ نقشبندیہ حاصل کی اور یوں عملاً ثابت کر دیا تھا کہ یہ سب راستے حق ہیں، ان سب کی منزل ایک ہے، ہاں اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف قدم اٹھاتا ہے تو یہ اس کا اپنا ذاتی فعل ہے، اس سے کوئی سلسلہ طریقت مجروح و مذموم نہیں ہو گیا۔ ہر سلسلے میں ملت اسلامیہ کے اکابر موجود ہیں جن کا فیض کبھی ختم نہیں ہو گا۔ تاہم آپ کے نزدیک وہ طریقہ جو اسبق 'اوفق' اوثق، مسلم، احکم، اصدق، اول، اعلی۔ اجل۔ ارفع اور اکمل ہے وہ طریقہ نقشبندیہ ہے (دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۹۰) اور ظاہر ہے آپ کو یہ فیصلہ کرنے کا حق

Marfat.com

ہی تھا کیونکہ آپ نے ان سب طریقوں پر چل کر منزل کو پایا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے صوفیہ کی خانقاہوں کا جائزہ بھی لیا اور جہاں کوئی کام شریعت و سنتِ مطہرہ کے خلاف پایا، تڑپ اٹھے۔ جو لوگ اولیاء سلف کی بعض عبارات کا غلط مفہوم نکال کر عوام کو شرع سے بے نیاز کرنا چاہتے تھے اور یوں دوسرے لوگوں کو اولیاء کرام سے بد ظن کرتے تھے، آپ نے ان کا اصل مفہوم بیان کر کے شریعت کی بالادستی پر بھی آنچ نہ آنے دی اور بزرگوں کے خلاف بد ظنی بھی پیدا نہیں ہونے دی۔ تاریخ تصوف و طریقت میں اس سے بڑا کارنامہ کیا ہو سکتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اولیاء کرام علیہم الرضوان کے اقوال کو جس طرح آپ سمجھ سکتے تھے کوئی دوسرا اس دور میں اس حد تک سمجھنے والا نہیں تھا۔ علماء کرام کی ایک جماعت حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کے نظریہ وحدت الوجود اور بعض دوسری بظاہر خلافِ شرع عبارات پر پریشاں تھی۔ حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے ان کی توجیہہ بھی فرمائی۔ حضرت شیخ کی منفرد عظمت کا اعتراف بھی کرایا، مسئلہ وحدت الوجود کی تشریح کر کے اس کی اصل حیثیت بھی متعین کی اور پھر اس سے اگلی منزل وحدت الشہود کا راستہ بھی دکھایا۔ نیز جو علما 'وحدت الوجود' کو معاذ اللہ 'کفر' سمجھتے تھے۔ اُن کو مطمئن بھی کیا۔ اگر آپ کے اسی احسان کی قدر کی جاتی تو بھی آپ کی مجددانہ عظمت کو تسلیم کرنے میں کوئی دقت نہ ہوتی۔ بلا شبہ آپ نے راکب دوش رسول، نور نگاہ حضرت بتول، سیدنا امام حسن مجتبیٰ علی جدہ و علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے امت کے دو گروہوں (یعنی صوفیہ باطن اور علماء ظاہر) میں صلح کرادی اور یہی وہ عظمت و سعادت ہے جس کی طرف سرور کونین ہادی دارین حضور سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء نے خود ارشاد فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَكَذَا (جمع الجوامع از علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ) ترجمہ: میری ام[ت] میں ایک وہ شخص ہوگا جسے 'صلہ' کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے جنت میں دا[خل] ہوں گے۔

فاضل ازہر، فخر محققین حضرت علامہ ابوالحسن زید فاروقی علیہ الرحمۃ نے [...] کتابوں کے حوالے سے اس کے علاوہ بھی ایک اور روایت اپنی کتاب حضرت مجدد اور [...] کے ناقدین میں درج کی گئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کونسا شخص ہے جسے 'صلہ' کہا گیا اوپر کی سطور پڑھ[...] یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ یقیناً وہ شخصیت والا مرتبت حضرت سیدنا مجدد الف [...] ہی کی ہے جنہوں نے اہل باطن اور اہل ظاہر کو ایک دوسرے سے ملادیا۔ چنانچہ ایک جگہ اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ صِلَةً بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ وَمُصْلِحاً بَيْنَ الْفِئَتَيْنِ۔

ترجمہ: حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور [...] جماعتوں میں اصلاح کرنے والا بنایا۔

غور فرمائیے حدیث پاک موجود تھی مگر کسی بھی شخصیت کو اس کا مصداق نہ[یں] ٹھہرایا گیا۔ آخر کیوں؟ کیا یہی وجہ نہیں تھی جو شخص 'صلہ' ہے قدرت اسی سے اعلان ک[رانا] چاہتی تھی اور آپ نے اُس وقت کیا جب آپ کو حضور پر نور شافعِ یوم النشور ﷺ کی طر[ف] سے یہ بشارت مل گئی کہ تمہاری شفاعت سے قیامت کے دن کئی ہزار لوگ بخشے جائیں۔ [ا]س موقع پر شکرِ نعمت کے طور آپ نے کھانا پکوا کر عوام میں تقسیم فرمایا۔

Marfat.com

جہاں تک خانقاہوں کا جائزہ لینے کا تعلق ہے۔ بعض لوگ اپنے پیر کو سجدہ تعظیمی بلکہ زمین بوسی کرتے تھے، آپ نے سختی سے رد فرمایا بلکہ مشائخ کو بھی ڈانٹا۔ بعض آستانوں کے سجادہ نشین فکر و عمل کے لحاظ سے نہایت غلط لوگ تھے۔ آپ نے اُن کی سرزنش بھی کی۔

مختصر یہ کہ تصوف و طریقت کی دنیا میں آپ کے کارنامے اتنے کثیر، بلند اور روشن ہیں کہ آپ کی بے مثال مجددانہ عظمت کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔ بشرطیکہ دل انصاف پسند ہو۔ کیونکہ بقول حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

۴۔ صحابہ کرامؓ کی تحقیر کرنے والے اور ان کی روک تھام:

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دور میں جو فتنہ نہایت تیزی سے اُبھر رہا تھا۔ اہل تشیع کا تھا اگر حالات کا بغور جائزہ لیا جائے تو شیعہ حضرات ہی نے اکبر کو پہلے آزاد خیالی اور لامذہبیت کی طرف مائل کیا اور انھیں کے زیر اثر اس نے معاذاللہ امامت، مہدویت، خلیفہ الزمان کے منصب، نبوت اور الوہیت کا دعویٰ کیا۔ فیضی اور ابوالفضل جن کے اشاروں پر وہ ناچ رہا تھا۔ شیعہ ملحد تھے۔ اس کے دربار میں باغ فدک جنگ جمل، جنگ صفین کا ذکر نہایت دلخراش انداز میں کیا جاتا اور جس کے جی میں جو آتا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں بکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عموماً شیعہ حضرات کو اپنے مذہب سے بھی اتنی دلچسپی نہیں جتنی اسلام کو کمزور دیکھنے اور اہل سنت کو مٹانے سے ہے۔ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود عموماً اسلام دشمنوں کی چالوں کا شکار ہو کر اپنے ہی

Marfat.com

چمن کو اجاڑنے میں راحت محسوس کرتے ہیں۔ ان کا نعرہ حب اہل بیت بھی حقیقت سے
خالی ہے۔ ویسے بھی وہ اہل بیت کے صرف چند افراد کی تعظیم کرکے اکثریت کے خلاف ہیں
۔ اگر ان کے مذہب اور اس کی مختلف شاخوں کا مطالعہ کیا جائے تو صدقِ دل سے کلمہ پڑھنے
والا انسان حیران رہ جائے کہ ان میں اسلام کی کونسی بات ہے۔ ان میں کتنے ہی ایسے ہیں
قرآنِ پاک کی عظمت و حفاظت کے منکر ہیں (حتیٰ کہ دور حاضر کا خمینی جو اتحادِ ملت
اسلامیہ کا 'دیوانہ' تھا قرآن پاک کے لَارَیْبَ فِیْہِ ہونے کا منکر تھا) (جیسا کہ اس کی
کتاب کشف الاسرار سے ظاہر ہے) ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان کے ظلم و ستم کا رخ ہمیشہ
اہل سنت ہی کی طرف رہا ہے۔ (چنانچہ ایران کے علمائے اہلسنت جنھوں نے اسلام کے
نام پر خمینی کی حمایت کی تھی تختہ مشقِ ستم بنائے گئے) ان کے خمیر میں بے وفائی ہے اور
روز اول سے جاری ہے۔ یہی تھے جنھوں نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیسیوں خطوط لکھ کر
بلایا۔ اور جب وہ تشریف لے آئے تو انھیں اور ان کے اعزہ و انصار کو تین دن بھوکے
پیاسے رکھ کر تیروں تلواروں سے چھلنی کر دیا۔ ان کے بے گور و کفن لاشوں کو پامال کیا اور
ان کے خیموں کو آگ لگائی۔ بقیہ اہل بیت کو اونٹوں کی ننگی پشتوں پر سوار کر کے کہاں کہاں
نہیں پھرایا پھر یہ چابکدستی کہ انھیں کی محبت کا دعویٰ اپنا مذہب ٹھہرالیا۔ صدیوں سے
اسلامی خلافت کے مرکز بغداد میں تباہی دلخراش سانحہ، کتابوں کی شکل میں مسلمانوں کے
بیمثال علمی سرمائے کی بربادی، اسلامی تہذیب و تمدن کے ہرے بھرے گلشن (بغداد) کی
پامالی، سب کا سبب دو شیعوں یعنی ابن علقمی اور نصیر الدین طوسی کی سازش کا نتیجہ تھی۔ ایک
خلیفہ مستعصم کا وزیر تھا اور دوسرا ہلاکو خاں کا مشیر ابن علقمی نے ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ
کرنے کی دعوت دی مگر ہلاکو خاں پھر بھی مائل نہ ہوا (کہ مسلمانوں کے خلیفہ کا قتل کسی

سمانی مصیبت کا سبب نہ بن جائے تو) نصیر الدین طوسی نے اُسے ان لفظوں میں سمجھایا۔

مستعصم با اللہ در شرف نہ بہ یحیی بن زکریا میر سد نہ حسین بن علی و ایں دورا اعدا بہ تیغ سر بریدند و جہاں ہمچناں برقرار است۔ (تاریخ اسلام از شاہ معین الدین احمد ندوی) ترجمہ: مستعصم باللہ کی عظمت (لامحالہ حضرت) یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کے برابر ہے۔ نہ حسین بن علی کے برابر، ان دونوں کو دشمنوں نے تلواروں سے شہید کر دیا تھا (پھر بھی) جہان اسی طرح قائم ہے۔ (تو مستعصم کے قتل سے کیا خرابی آئے گی)

نوٹ: شیعہ اکثر بزرگوں کا ذکر عموماً اسی بے ادبانہ انداز میں کرتے ہیں۔ نہ حضرت نہ امام، نہ علیہ السلام نہ رضی اللہ عنہ) سقوط بغداد کے بعد بھی شیعہ حضرات نے ملت اسلام کو معاف نہیں کیا۔ انھیں کا گروہ قرامطیہ حسن بن صباح کی سازشوں سے اکابر غازیان و مشائخ اسلام کو دھوکے سے شہید کرتا رہا۔ یہ لوگ 'جنت' کے لئے مسلمانوں کے لباس میں مسلمان اکابر کے خون سے ہولی کھیلتے رہے۔ سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے کچھ مدت پہلے شاہ ایران نے بھی پورے ملک میں اہل سنت کا قتل عام کیا تھا اور یوں خلیفہ دوم سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کے فتح کئے ہوئے ایران کو شیعی سلطنت میں تبدیل کر لیا تھا۔

جلال الدین اکبر کے الحاد میں بھی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ان لوگوں کا بڑا دخل تھا۔ جہانگیر کے دور میں حکومت کے تینوں ستون (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) شیعہ تھے۔ ان کی سرپرستی میں ایران سے بھی شیعی علما دھڑا دھڑ آرہے تھے۔ روز یہاں بھی اہل تشیع کی حوصلہ افزائی ہو رہی تھی۔ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بارے میں بھی شیعہ

Marfat.com

حضرات ہی نے جہانگیر کو بد ظن کیا تھا۔ آپ اپنی خدا داد بصیرت سے ان کی چالوں کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے عظمتِ صحابہ کرامؓ کا خوب پرچار کیا اور ان کی عظمت کو صحبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر وفیضان سے وابستہ کیا۔ (یعنی یہ کہ صحابہ کرامؓ کا انکار دراصل حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تاثیر کا انکار ہے) آپ نے آیات و روایات کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام امت کا سب سے افضل گروہ ہے اور کوئی بڑے سے بڑا امتی کسی عام صحابی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں جو جنگیں ہوئیں اور منکرین جنھیں بہت اچھالتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دونوں فریقین کو ماجور اور مثاب قرار دیا نیز وضاحت کی کہ صحابہ کرام کے یہ اختلافات اجتہادی قسم کے ہیں، جو فریق ان میں حق پر ہوا (جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اُسے دوہرا ثواب ورنہ اکہرا ثواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آج بھی کئی لوگ بد زبان اور کئی گومگو کا شکار ہیں۔ حضرت شیخ مجدد (علیہ الرحمہ) نے دوٹوک انداز میں ان کی صفائی پیش کی اور ان کی عظمت کا لوہا منوایا۔ (چنانچہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶ میں فرماتے ہیں۔ "ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز (تابعی) تو انھوں نے جواب دیا تھا وہ غبار جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبد العزیز سے کئی درجے بہتر ہے رضی اللہ عنہم۔ اسی خط کی ابتدا میں ہے "کیونکہ یہ بزرگوار (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ امت کے اولیاء کو اپنے انتہائی مرتبے میں بھی اس کمال کا تھوڑا سا حصہ بمشکل ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جو بعد میں مسلمان ہو

Marfat.com

ے تھے) جو ابتدائے اسلام میں ایک ہی مرتبہ سید اولین و آخرین ﷺ کی صحبت سے
رف ہوئے، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جو سب تابعین کے سردار ہیں افضل
ں۔ جو کچھ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو حضور خیر البشر ﷺ کی پہلی صحبت میں حاصل
ا، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو وہ خصوصیت انتہا میں بھی میسر نہ ہوئی۔ مکتوب
وفتر اول) میں فرماتے ہیں۔ حضور خیر البشر ﷺ کی صحبت کی فضیلت تمام فضائل و
مالات سے بالاتر ہے۔ فَضِیْلَةُ الصُّحْبَةِ فَوْقَ جَمِیْعِ الْفَضَائِلِ وَالْکَمَالَات ۔ سیدنا
مجدد الف ثانی قدس سرہ نے صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ جابجا اہل بیت اطہار رضی اللہ
عنہم کی محبت وغلامی پر بھی پورا پورا زور دیا ہے۔ چنانچہ اسی مکتوب میں دشمنان اہلِ سنت کا
ذکر کرتے ہوئے ان کی بعض علامات یوں بیان فرماتے ہیں۔ ’ہلاکت ہے اس شخص کے
لئے جس نے ان بزرگان اہل سنت کی مخالفت کی اور ان سے الگ ہو گیا ان کے اصول سے
منہ پھیرا اور ان کے گروہ سے نکل گیا۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی
گمراہ کیا، پس رویت اور شفاعت کا منکر ہوا اور صحبتِ فضیلت اور صحابہ کی بزرگی اس سے
مخفی رہی اور اہل بیت رسول کی محبت اور اولاد بتول کی مودت سے محروم رہا (رضی
اللہ عنہم اور وہ اس بڑی نیکی سے رک گیا جو اہل سنت وجماعت نے حاصل کی۔)

آپ نے اس سلسلے میں مکتوبات شریفہ کے چیدہ چیدہ مقامات کے علاوہ ایک مستقل
رسالہ بھی ردِ روافض کے نام سے لکھا جس میں علماء ماوراء النہر کے شیعوں کے بارے میں
مسئلہ تکفیر کی تائید فرمادی ہے۔

بظاہر ایک ’صوفی‘ کی طرف سے ایک فرقے کے بارے میں سخت اقدام عجیب لگتا
ہے۔ لیکن حق یہ ہے جو لوگ حضور ﷺ کے اولین جاں نثاروں کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے

Marfat.com

کسی رعایت کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں نیز یہ کہ یہ صوفی بھی روایتی قسم کا خانقاہ نشین نہیں تھا بلکہ مجدد بھی تھا اور منصب تجدید کا تقاضا یہ تھا کہ اسلام کو اندرونی اور بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھا جائے اگر حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ اپنے منصب سے غافل ہو جاتے تو برصغیر کم از کم ایک شیعہ سٹیٹ بن جاتا اور بہت ممکن تھا یہاں بھی فرزندان اسلام کے قتل عام کا وہی ڈراما دہرایا جاتا جو اس سے پہلے ایران میں روبہ عمل میں آچکا تھا۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی سعی مشکور سے ایک عرصے تک یہ فتنہ دبا رہا۔ پھر حالات بدلے اور دوبارہ بیدار ہونے لگا تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنے اپنے دور میں ازالہ الخفا اور تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر اس کی سرکوبی کر دی۔ اس میں کیا شک ہے کہ دونوں باپ بیٹا بھی خوان مجدد کے ریزہ خوار تھے (رضی اللہ عنہم) گویا ان کی بصیرت ہمت اور کاوش بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فیضان کی منہ بولتی تصویر تھی۔

۵۔ <u>آزاد خیال اہل علم وطالبان علم</u> : اکبر کے گمراہ ہونے کا اہم سبب دنیا پرست لالچی علما تو تھے ہی جنہوں نے اُسے اسلام سے بدظن کیا، اس کے بعد گمراہی میں مزید شدت اُن ملحد دانشوروں کی صحبت و محنت سے آئی جنہوں نے ہدایت راہ حق کا دارومدار 'عقل' پر رکھا۔ اُنھوں نے اکبر کی جہالت و غباوت سے بھرپور فائدہ اُٹھا کر یہ بات اس کے ذہن نشین کر دی کہ خدا کو مان لینے کے بعد 'نبوت' پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصل معیار جس سے حق وباطل، درست ونادرست کی ضرورت و عظمت کا تصور جاتا رہا تو توحید سمیت سارے عقائد واعمال اس کی زد میں آگئے۔ چنانچہ ابوالفضل اور

Marfat.com

فیضی نے اپنی فتنہ انگیز عقل کو معیار بنا کر تمام ایمانیات حتی کہ قرآن پاک 'وحی' فرشتے، آخرت، جنت، دوزخ سب کا انکار کر دیا اور حلت و حرمت کے سارے پیمانے توڑ دیئے ۔ پھر انھیں معاذاللہ اسلام کا کوئی عقیدہ، کوئی حکم اور کوئی بات عقل کے مطابق نظر نہیں آتی تھی لہٰذا انھیں تقلیدات کا نام دیتے تھے۔ اسی صورتِ حال کو حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے یوں پیش فرمایا ہے۔

'ہر جگہ عقول شان قبول کند و تواند دریافت قبول می نمائند و ہرچہ در درکِ عقول شاں نمی آید قبول نمی نمائند۔

(حضرت مجدد الف ثانی کی ملی دینی وخدمات بحوالہ مکتوبات)

ابوالفضل اپنی تحریر و تقریر میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتا اور مسلمانوں کا ذکر بڑے گھٹیا انداز میں کرتا مثلاً پیروانِ احمد کیش، کوتاہ بین، گم گشتگانِ بیابانِ ضلالت، سادہ لوحان تقلید پرست، گرفتار زندانِ تقلید جیسی تراکیبِ الفاظ سے اگر کوئی بحث مباحثے کے دوران کسی مجتہد کا قول پیش کرتا تو جواب دیتا، فلاں حلوائی، فلاں موچی اور فلاں چرم فروش کا قول ہمارے لئے حجت نہیں۔

حکومت کے کار فرما اگر ملحد اور آزاد منش ہوں تو ظاہر ہے اس کا اثر عوام اور بعض خواص پر بھی ہوتا ہے اور اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کے مصداق وہ بھی اسی روئیے کو اپناتے ہیں۔ چنانچہ منتخب التواریخ کے مطابق نوروز کی مجلسوں میں اکثر علماو صلحا بلکہ قاضی و مفتی تک شراب نوشی کے میدان میں اتارے جاتے تھے چونکہ بادشاہ ڈاڑھی منڈانے والے کو پسند کرتا تھا، دربار اکبری کے بڑے بڑے فضلا و علما روز مرہ اپنی ڈاڑھیاں بادشاہ کے قدموں پر نثار کرتے تھے۔

Marfat.com

مختصر یہ کہ 'عقل' کے بندوں نے 'نبوت' کی ضرورت کا انکار کیا تو ہر قدم پر دانس
و نادانستہ ٹھوکر کھائی۔ وقت کا تقاضا تھا کہ 'عقل' کی رو سے اس کی کمزوری واضح کر ے
نبوت کی ضرورت واہمیت کو تسلیم کرلیا جائے۔ چنانچہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس س
نے صرف سترہ سال کی عمر میں اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے 'اثبات النبوۃ' کے
نام سے نہایت وقیع رسالہ لکھا جس میں عقل پرستوں کے سارے شبہات کا ازالہ کردیا گی
اس کا پس منظر یا سبب تصنیف وہ ملاقاتیں تھیں جن میں ابو الفضل اور فیضی کے شکوک
شبہات کو قریب سے سننے کا موقع ملا تھا۔ انھیں ملاقاتوں میں یہ مشہور واقعہ پیش آیا
ابو الفضل کو کسی بات کا جواب دیتے ہوئے حضرت شیخ مجدد علیہ الرضوان نے فرمایا 'ا
غزالیؒ' نے المنقذ من الضلال' میں لکھا ہے کہ فلسفی جن علوم کی ایجاد کا دعویٰ کرتے ہ
ان میں سے جو کام کے ہیں مثلاً ہئیت، نجوم، طب، وہ انھوں نے قدیم انبیا علیہم السلام
کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں اور ان کی اپنی ایجاد میں مثلاً ریاضی وغیرہ، وہ کسی ک
کام کے نہیں۔ ابو الفضل بولا 'غزالی نے نامعقول بات کہی ہے۔ آپ نے بُرا مانا فوراً مجلس
باہر آگئے اور فرمایا 'اگر اہل علم کی صحبت کا شوق ہے تو اس طرح بے ادبی کے الفاظ زبان
نہیں نکالنے چاہئیں کہتے ہیں چند روز بعد ابو الفضل نے معذرت کرلی۔ یہ بھی مجددی د
تھا جس کے زیر اثر اُس نے معافی مانگی ورنہ دوسروں کے سامنے تو اس کا انداز بہت بیبا
ہوتا تھا کہ میں کسی موچی، حلوائی وغیرہ کی بات نہیں مانتا (جیسا کی ابھی ابھی اوپر گزرا)

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اثبات النبوۃ میں ایک مقدمہ او
مقالے شامل کئے ہیں۔ مقدمے میں پہلی بحث نبوت کے معنی کی تحقیق اور دوسری
معجزے سے متعلق ہے۔ پھر پہلا مقالہ ہے جو دو مسلکوں پر مشتمل ہے۔ پہلا مسلک 'بعث

اور نبوت کی حقیقت فہم کو واضح کرتا ہے تو دوسرا مسلک خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات میں ہے۔ دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت سے تعلق رکھتا ہے (مگر عنوان کے سوا کچھ بھی تحریر نہیں)

مکتوبات شریف میں بھی نبوت کی ضرورت واہمیت کے دو موضوع پر آپ کے بہت سے ارشادات ملتے ہیں۔ آپ بار بار اہل فلسفہ اور عقل و فلسفہ کی کوتاہ دامنی پر زور دے کر حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی اور اتباع کی تلقین فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملا حاجی محمد لاہوری علیہ الرحمۃ کو ارشاد ہوتا ہے۔

فلسفی که دید بصیرت اُو بکحل متابعت صاحب شریعت علیه وعلیٰ آله الصلوة والسلام و التحتیه مکتحل نشده است از حقیقت عالم امرنا بینا است فضلاً عن ان یکون له شعور عن مرتبه الو جوب تعالٰی و تقدس ، نظر کوتاه او مقصور بر عالم خلق است و در آنجانیز ناتمام است . جواہر خمس که اثبات نموده اند ہمه در عالم خلق اند۔ (دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۳۴) ترجمہ : وہ فلسفی جس نے اپنی چشم بصیرت میں حضرت شارع ﷺ کی اتباع کا سرمہ نہیں ڈالا۔ عالم امر کی حقیقت سے اندھا ہے۔ چہ جائیکہ اس کو خدا تعالیٰ کی شان کا شعور ہو۔ اس کی نظر کوتاہ عالم خلق تک ہے۔ بلکہ یہاں بھی ناتمام (اور اصل کی حقیقت سے بے خبر)

چند سطر بعد اسی مکتوب میں فرماتے ہیں۔

ادراك ایں جواہر خمسه عالم امرو اطلاع بر حقائق اینہا

Marfat.com

نصیب کمل تابعان محمد رسول اللہ است ۔ ترجمہ :عالم امر کے ا
جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کا
پیروکاروں کا مقدر ہے۔

فلسفے کی بے اعتباری ثابت کرتے ہوئے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس س
نے ایک عبرت انگیز واقعہ لکھ کر اس پر خوب تبصرہ فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں۔

'حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی دعوت جب افلاطون
جو ان فلسفیوں میں سب سے بڑا بد نصیب ہے، پہنچی تو اس نے جواب میں کہا' نحن قو
مھتدون لا حاجة بنا الیٰ من یھدینا' (ہم ہدایت یافتہ لوگ ہیں، ہمیں کسی ہدا
دینے والے کی ضرورت نہیں)۔ اس بیوقوف کو چاہئیے تھا کہ ایسے شخص کو جو مردو
زندہ کرتا، نیز مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتا ہے۔ جو ان کی حکمت
تحت ناممکن تھا، پہلے دیکھتا اور اس کے حالات دریافت کرتا، پھر جواب دیتا، بن دیکھے ا
یہ جواب دینا سخت عناد اور کمینہ پن کی دلیل ہے۔ (دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۶۶)

اسی مکتوب گرامی میں 'عقل' کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں۔

'عقل اگرچہ یہ مناسبت اور اتصال پیدا کرلے لیکن یہ تعلق جو اس کا مادی صور
کے ساتھ ہے' بالکل دور نہیں ہوتا اور اس کو پورا پورا تجرد حاصل نہیں ہوتا۔ پس
اس کا دامنگیر رہتا ہے اور متخیلہ ہرگز اس کا خیال نہیں چھوڑتی، قوت غضبی و شہودی ع
اس کی دوست رہتی ہے۔ حرص و شر کی رذیل صفات اس کی ہمنشیں ہوتی ہیں۔ سہو و نسیا
نوع انساں کا لازمہ ہے۔ اس سے دور نہیں ہوتا، خطا و غلطی جو اس جہان کا خاصہ ہے
سے جدا نہیں ہوتا، پس عقل اعتماد کے لائق نہیں'۔

Marfat.com

چند سطور آگے فرماتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ بعثت کے بغیر تصفیہ اور تزکیہ کی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ صفائی جو کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ نفس کی صفائی ہے نہ کہ دل کی صفائی۔ نفس کی صفائی سے گمراہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور نقصان کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ بعض امورِ غیبی کا کشف جو صفائی کے وقت کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ استدراج ہے جس سے مقصود ان لوگوں کی خرابی اور نقصان ہے۔

یہ ایک طویل خط ہے جو آپ نے اپنے پیرزادوں (حضرت خواجہ عبداللہ اور حضرت خواجہ عبیداللہ علیہما الرحمۃ) کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ ابوالفضل و فیضی جیسے بہت سے ملحدین فلسفہ کے زیر اثر اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑا رہے تھے، اس لئے حضرت مجددؒ نے بڑی تفصیل سے فلاسفہ کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ اور ان کی جہالت و سفاہت کا پردہ چاک کیا ہے۔ چنانچہ اسی خط میں فرماتے ہیں۔

ان بد بختوں میں دوسرے تمام گمراہ فرقوں کی بہ نسبت دو چیزیں زیادہ ہیں۔ ایک یہ کہ (انبیاء کرام علیہم السلام پر) اترے ہوئے احکام کا انکار کرتے ہیں اور آسمانی خبروں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے بیہودہ و احمقانہ مقاصد کے ثابت کرنے میں جس قدر ان کو خبط ہے۔ کسی بیوقوف سے بیوقوف کو بھی نہیں۔ آسمان اور ستارے جو ہر وقت بیقرار اور سرگرداں رہتے ہیں، فلسفیوں نے اپنے کام کا سارا دارومدار انھیں کی حرکات و اوضاع پر رکھا ہے (حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا یہ شعر اسی فیضان مجددی کی تفسیر ہے۔

Marfat.com

ستارہ کیا تری تقدیر کی خبر دے گا
کہ خود وہ وسعتِ افلاک میں ہے زار وزبوں)

اور آسمانوں اور ستاروں کے خالق، موجد، محرک ومدبر سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور اُسے (معاذ اللہ) معطل سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیسے بے عقل ہیں کیسے بد بخت ہیں، ان سے بڑا نادان تو وہی ہو سکتا ہے جو پھر بھی انھیں دانا وزیرک سمجھتا ہے"۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جس فضا میں آنکھ کھولی تھی اُس میں بڑے بڑے علماو مفسرین بھی فلاسفہ سے متاثر و مرعوب ہو چکے تھے اور ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایسے لوگ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بے دین فلاسفہ کا ذکر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ اس طرح کرتے تھے گویا یہ بھی معتبر و مقدس اور فیصلہ کن عقل و دانش کے مالک ہوں ۔ حضرت سیدنا مجددؒ کے لئے یہ روش نا قابل برداشت تھی، چنانچہ شیخ عبد اللہ کو ایک ایسی ہی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کتاب تبصرۃ الرحمٰن جو آپ نے ارسال کی تھی۔ اسے بعض مقامات سے مطالعہ کر کے واپس بھیج دیا ہے اس کا مصنف فلاسفہ کے مذہب کی طرف بہت میلان رکھتا ہے اور اس بات کے قریب آگیا ہے کہ فلسفیوں کو انبیاء علیہم السلام کے (معاذ اللہ) برابر سمجھے۔ سورۃ ہود کی ایک آیت نظر آئی جس کا بیان اُس نے حکما کے طرز پر کیا ہے جو سراسر انبیاء علیہم السلام کے طرز کے برعکس ہے۔ اور حکما اور انبیاء علیہم السلام کے قول کو باہم برابر کر دیا ہے۔ اس آیت کے الفاظ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ (یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں سوا آگ کے) کی تفسیر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے بِاتِّفَاقِ الْاَنْبِيَا وَالْحُكَمَا اِلَّا النَّارُ الْحِسِّىْ اَوِ الْعَقْلِىْ۔ یعنی انبیا

Marfat.com

حکما کے اتفاق سے آگ تو ہو گی، حسی ہو یا عقلی گویا انبیا اسے حسی آگ کہتے ہیں اور حکما
لی کیونکہ وہ عذاب آخرت کے منکر ہیں) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اجماع کے باوجود
ما کے اجماع کی کیا گنجائش ہے اور عذابِ آخرت کے بارے میں ان کے قول کا کیا اعتبار ہے
خصوصاً جب انبیا علیہم السلام کے قول کے خلاف ہو۔ فلاسفہ جو عذاب عقلی ثابت کرتے
ں۔ اس سے اُن کا مقصود عذاب حسی کا انکار ہے جس پر انبیاء کرام علیہم السلام کا اجماع
ہے۔

اسی طرح اور بھی کئی جگہ آیاتِ قرآنی کو فلاسفہ کے ذوق کے مطابق بیان کرتا ہے
۔ اگرچہ وہ اہل اسلام کے مذہب کے خلاف ہو۔ یاد رہے اس کتاب کا مطالعہ پوشیدہ اور
ظاہری نقصانات سے خالی نہیں۔ چونکہ اس امر کا اظہار ضروری تھا اس لئے چند کلمات لکھ
کر آپ کو تکلیف دی گئی۔ والسلام (دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۱)

یہ تھی فلسفے کی یلغار کہ بڑے بڑے محققین و مفسرین کا ایمان معرضِ خطر میں تھا
اور یہ تھا شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کا کردار جس نے ہر طوفان کا مقابلہ کر کے اُسے اُلٹے
پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

<u>عمومی صورت حال</u>: کسی حد تک اوپر اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے کہ
حکومت کا اسلام کے بارے میں رویہ کتنا معاندانہ تھا، علمائے سُوء دینِ حق کو کیا نقصان پہنچا
رہے تھے، صوفیہ کی 'خامیاں' کیا گل کھلا رہی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن
اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل میں کتنے سرگرم تھے اور فلسفہ زدہ آزاد خیال لوگ قوم کو کتنا
گمراہ کر رہے تھے۔ یہ وہ لوگ جو اپنے اپنے رنگ میں 'دین' کے مدعی تھے، خود کو منکر یا
کافر نہیں کہتے تھے ان کے طرزِ عمل سے کھلے دشمنوں کی بیباکیوں کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

Marfat.com

چنانچہ معاشرے پر ہندی تہذیب وتمدن کے اثرات غالب آرہے تھے اور جہلا کسی گہرے غور وفکر سے محروم ہونے کے باعث نادانستہ مشرکین کے رسم ورواج پر عمل پیرا ہورہے تھے۔ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ اس صورتِ حال کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

"شرکیہ رسموں اور کفر کے اوقات وایام کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل ہے۔ اور دو (مختلف) دینوں کی تصدیق کرنے والا بھی اہل شرک میں سے ہے۔ (چنانچہ) اسلام اور کفر کے مجموعہ احکام پر چلنے والا بھی مشرک ہے کفر سے بیزاری مسلمان ہونے کیلئے شرط ہے ۔ اور شرک کی آلودگی سے بیزاری توحید کی شرط ہے۔ دکھ، درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لئے بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں عام ہو گیا ہے۔ عین کفر وگمراہی ہے۔ گھڑے ہوئے اور ان گھڑے پتھروں سے حاجات طلب کرنا خدا کی ذات پاک سے انکار وکفر ہے۔ اللہ تعالی نے بعض گمراہوں کا حال یوں بیان فرمایا ہے۔

يُرِيدُونَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلاً بَعِيْدًا ۔ (النساء) ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں حالانکہ انھیں اس کے انکار کا حکم ہے۔ اور شیطان انھیں سخت گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور ان بے حقیقت ناموں سے مصیبتیں دور کرنے کی التجا کرتی ہیں اور شرک و اہل شرک کی رسموں کی ادائیگی میں گرفتار ہیں۔ خصوصا مرض جدری میں جسے ہندی زبان میں سیتلا (یا چیچک) کہتے ہیں۔ نیک وبد عورتوں میں بات پائی جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی عورت ہو جو شرک کی ان باریک باتوں سے محفوظ ہو۔ اور اس قسم کی رسموں پر عمل نہ کرتی ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ ہندوؤں کے بڑے بڑے دنوں کی تعظیم اور ان اوقات میں کافروں

Marfat.com

ں مشہور رسموں کو اپنانا بھی شرک وکفر کو لازم کرنے والی چیز ہے۔ چنانچہ کفار کی دیوالی کے نوں میں جاہل مسلمان بالخصوص ان کی عورتیں اہل کفر کی رسمیں بجالاتی ہیں اور (ہندوؤں ں طرح) اسے اپنی عید منالیتی ہیں۔ نیز کافروں کی طرح اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے گھر تحفے بھیجتی ہیں۔ اپنے برتنوں کو دیوالی کے اس موسم میں کفار کی طرح رنگ کر کے ان میں سرخ چاول بھر کر بھیجتی ہیں گویا ان دنوں کی بہت تعظیم کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ شرک ہے۔ اور اسلام کا انکار۔ (دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۱)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کا یہ سارا طویل گرامی نامہ ایک صالحہ کے نام ہے اور اس میں عورتوں کی بیعت اور اس کی شرائط کا ذکر ہے۔ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اس کا صرف ایک اقتباس یہاں درج کیا گیا ہے ورنہ مضمون کی اہمیت کا تقاضا یہی تھا کہ سب کا سب نقل کیا جاتا، تاہم اس دور کے معاشرے خصوصاً جاہل مسلمان عورتوں پر ہندو رسم ورواج کے اثرات کا اندازہ ان چند سطور سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اثرات: گذشتہ اوراق کو ایک نظر پھر دیکھ لیجئے۔ ایوانِ حکومت سے لے کر صوفیہ خام کے آستانوں تک اور علم و فضل کے علمبرداروں سے لے کر ناخواندہ عوام کے جھمگٹوں تک، کیا کہیں اسلام کی رمق نظر آتی ہے؟

اکثر مورخین کے نزدیک اکبر کے جلال وجبر نے چند سالوں کے اندر اندر اسلام کا نام ونشاں (معاذ اللہ) مٹا کے رکھ دیا اور اس کے حق میں جو آواز اٹھی دبا دی۔ جس نے اکبر کے خلاف سر اٹھایا، قلم کر دیا گیا۔ حکومتی دہشت گردی سے مسجدوں کو شہید کیا گیا اور کہیں اصطبلوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ زبانوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ فکر و نظر کو

Marfat.com

مفلوج کر کے رکھ دیا گیا۔ دین حق کا کھلم کھلا مذاق اڑایا گیا۔ ان حالات میں ایک آواز ایسی بھی تھی۔ جو دبائی نہ جا سکی۔ اور ایک سر ایسا بھی تھا۔ جسے جھکایا نہ جا سکا اور جس طرح حکومتی مشینری نے چند سالوں کے اندر اندر اسلام کو اپنے خیال میں قصہ ماضی بنا دیا تھا۔ اس مرد حقِ آگاہ کی کوششوں سے پھر چند سال کے اندر اندر ایسا انقلاب آیا۔ جس کی مثال اہل ولایت بلکہ مجددین کی تاریخ میں بھی بہت کم ملتی ہے۔

ہاں ہاں یہ آپ کی کاوشوں کا ثمرہ تھا کہ اکبر کے ساتھ اس کا 'دین الٰہی' بھی مر گیا اور جہانگیر بر سر اقتدار آنے میں کامیاب بھی ہوا تو انھیں نیک نہاد اور باوفا امرا کے طفیل جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے فیض سے سرشار تھے۔ یوں لگتا ہے کہ آپ کی بصیرت پہلے ہی دن سے کسی تاجدار کی اصلاح کے ذریعے انقلاب کی متمنی تھی۔ یعنی ایک بادشاہ پر قابو پالیا جائے تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام بہت آسان ہو جائے گا۔ ظاہراً یہ منزل سہل نہیں تھی اس کے لئے زہرہ گداز مصائب و آلام کو برداشت کرنے کے حوصلے کی ضرورت تھی اور حضرت مجددؒ اپنی بلند ہمتی سے دین حق کی سربلندی کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا فیصلہ ابتدا ہی میں فرما چکے تھے، جہانگیر تخت نشین ہوا تو آپ کو بہت خوشی ہوئی۔ گویا آپ کے سفر کا پہلا مرحلہ طے ہو گیا۔ چنانچہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

"سننے میں آیا ہے کہ بادشاہِ اسلام اسلامی حسنِ استعداد کی بنا پر علماء کے طلبگار ہوئے ہیں۔ یہ اللہ کا کرم ہے" (میر صدر جہاں کے نام : دفتر اول مکتوب ۱۹۴) انھیں میر صدر جہاں کو لکھتے ہیں جو جہانگیر کے استاد تھے "اب جب کہ حکومت بدل گئی ہے اور کافروں کے عناد کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ تو تمام مقتدایان اسلام پر، وہ وزرائے عظام ہوں یا علمائے کرام، لازم ہے کہ اپنی کوشش شریعت کے نفاذ پر لگا دیں۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۵)

Marfat.com

لالہ بیگ کو فرمایا !

(نئی) بادشاہت کے آغاز میں ہی اگر مسلمانی کا رواج ہو گیا اور مسلمانوں کا کھویا ہوا وقار حاصل ہو گیا تو کیا کہنے، لیکن معاذ اللہ اس میں کچھ رکاوٹ یا تاخیر ہوئی تو مسلمانوں کا کام سخت دشواری میں پڑ جائے گا۔ الغیاث، الغیاث (دفتر اول مکتوب نمبر ۸۱)

'خان اعظم' کو تحریر فرماتے ہیں'

'اس سے پہلی حکومت میں دین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ صریح عناد اور مخالفت نظر آتی تھی، جب کہ موجودہ حکومت میں ظاہری طور پر وہ عناد محسوس نہیں ہوتا اور ہو بھی تو عدم علم کے باعث ہو گا۔ لہذا اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ اب بھی کہیں معاملہ بغض و عناد تک نہ پہنچ جائے' (دفتر اول مکتوب نمبر ۶۵)

مولانا محمد اشرف صاحب کو لکھتے ہیں۔

'اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ سلطانِ وقت اپنے آپ کو حنفی للمذہب قرار دیتا ہے اور اہل سنت و جماعت میں سے گردانتا ہے ورنہ مسلمانوں کے لئے بڑی دشواری ہوتی، اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کرنے کا طریقہ آپ کے نزدیک یہی تھا کہ وہ حضرات جو جہانگیر کے درباری اور مقرب تھے۔ موقعے سے فائدہ اُٹھا کہ بادشاہ کو رسوم کفر کو مٹانے اور احکامِ اسلام نافذ کرنے کی ترغیب دیں۔ چنانچہ اسی مضمون کے بیسیوں خطوط ہیں جو مختلف ارکانِ حکومت کو لکھے گئے ہیں۔ اور جن میں جہانگیر کو موثر پیرائے میں سمجھانے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ اپنے ایک معتمد جناب فرید بخاری علیہ الرحمۃ کو تحریر فرماتے ہیں۔ (اس اقتباس سے آپ کا نقطہ نظر بالکل واضح ہو جاتا ہے)

Marfat.com

"آج جب کہ دولتِ اسلام کی ترقی، اسلام کے راستے کی رکاوٹوں میں کمی اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری خاص وعام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے تو اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے۔ کہ بادشاہ کے مددگار رہیں اور شریعت کی ترویج اور مذہب کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں اس کی رہنمائی کریں۔ زبان سے ہو یا ہاتھ سے جس قسم کی امداد مطلوب ہو، دریغ نہ کریں سب سے بڑھ کر مدد کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریق پر شرعی مسائل کو بیان کرنا اور عقائد کلامیہ کا ظاہر کرنا ہے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو بھکا نہ دے اور کام خراب نہ کردے۔ اس قسم کی امداد علماء حق کے ساتھ خاص ہے جو کہ آخرت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ علمائے دنیا جن کا مقصود دنیائے دوں ہے۔ کی صحبت زہر قاتل ہے۔

پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جہانگیر کے بیٹے خسرو نے باپ کے خلاف بغاوت کر دی تو حضرت شیخ مجدد علیہ الرضوان نے اپنے حلقہ بگوشوں سے جہانگیر کی حمایت کرائی۔ اسی جہانگیر نے سجدہ تعظیم نہ کرنے پر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید رکھا مگر تسلیم ورضا کے پیکر شیخ مجدد نے اف تک نہ کی۔ آپ کی جائداد ضبط ہوئی، باغات میں لوٹ مار مچائی گئی اور اہل خانہ تک کو پریشان کیا گیا مگر آپ کی استقامت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ قید کے دوران لکھے ہوئے آپ کے مکتوبات آپ کی عظمت کا نقش دلوں پر بٹھانے میں اکسیر ہیں۔ کسی ایک موقعے پر بھی آپ نے جہانگیر اور اس کے فتنہ پرداز کارپردازوں کو دعائے نقصان ہلاکت نہ دی۔

قید سے رہائی پاکر آپ ایک عرصے تک اس کی درخواست پر شاہی فوج کے ساتھ رہے۔ (حضرات القدس کے مطابق آپ نے یہ فیصلہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب

Marfat.com

نوازؒ کے مزار پر حاضر ہو کر آپ کے مشورے سے کیا تھا) یہ عرصہ جسے بعض لوگوں نے 'نظر بندی' سے تعبیر کیا ہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ کی برکات کا گویا نقطہ عروج تھا۔ اب بادشاہ کے ساتھ ملاقات کی صورت بنتی رہتی تھی۔ اور آپ کی صحبت کیمیا اثر سے اُس کے دل و دماغ کا زنگ اترتا جاتا تھا۔ اسلام کی خدمت کے لئے آپ جس قسم کا 'جہانگیر' تیار کرنا چاہتے تھے' وہ اسی تین سال دس ماہ کے عرصے میں تیار ہوا۔ چنانچہ خود ایک مکتوب میں ایک ایسی صحبت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی یہاں کے حالات حمد و شکر کے لائق ہیں۔ عجیب و غریب صحبتیں گزر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان گفتگوؤں میں جو امورِ دینی اور اصول اسلامی کے بارے میں ہوتی ہیں۔ بال برابر بھی سستی و خوشامد کا دخل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان محفلوں میں بھی وہی باتیں ہوتی ہیں جو اپنی خاص خلوتوں اور مجلسوں میں ہوتی ہیں اگر صرف ایک مجلس کا حال بھی لکھا جائے تو دفتر چاہیئے۔ خصوصاً آج ماہِ رمضان المبارک کی سترھویں کو انبیاء علیہم السلام کی بعثت، عقل کے عدم استقلال (یعنی عقل کا ناکافی ہونا)، ایمان بالآخرت اس کے عذاب و ثواب، آخرت میں دیدارِ خداوندی، حضور خاتم الرسل کی ختم نبوت، ہر صدی کے مجدد، خلفائے راشدین کی پیروی، سنتِ تراویح، تناسخ کے باطل ہونے، جن اور جنیوں کے احوال اور عذاب و ثواب وغیرہ بہت سے مضامین پر گفتگو ہوئی اور بادشاہ بہت اچھی طرح سے سنتا رہا۔ پھر انھیں کے ضمن میں اقطاب و ابدال و اوتاد کے حالات و خصوصیات بھی مذکور ہوئیں۔ الحمد للہ سبحانہ بادشاہ سب کچھ سنتا رہا اور کوئی تغیر ظاہر نہیں ہوا۔ ان واقعات و ملاقات میں شاید اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ مصلحتیں اور بھید ہیں، الحمدللہ الذی ھدانا

Marfat.com

لھذا و ما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، جس نے ہم کو ہدایت دی اور اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید کو سورۃ عنکبوت تک ختم کیا ہے۔ جب رات کو اس مجلس سے اٹھ کر آتا ہوں تو تراویح میں مشغول ہوتا ہوں۔ حفظِ قرآن پاک کی یہ عظیم دولت فرصت کے ان اوقات میں کہ سراسر تسکین ہیں، حاصل ہوئی۔ الحمد للہ اولا و اخراً۔ (دفتر سوم، مکتوب نمبر ۴۳)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی ازہری علیہ الرحمۃ کی کتاب 'حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"سید علی اکبر حسینی اردستانی نے ۱۰۴۳ھ میں کتاب مجمع الاولیا لکھی ہے۔ اس میں لکھا ہے 'کشمیر سے واپسی پر جہانگیر مرض ضیق النفس (سانس کی تکلیف) میں مبتلا تھا۔ اطبا سے علاج کرایا لیکن فائدہ نہ ہوا تو اس نے اعیانِ مملکت کو حضرت مجدد کی خدمت میں بھیجا (جو غالباً لشکر کے ہمراہ تھے) آپ نے دعا کے لئے وعدہ فرمایا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جہانگیر اب تعمیرِ مساجد کا اہتمام کرے گا۔ جہانگیر نے کہا 'گفتن از شما کردن از ما' (کہنا آپ کا، کرنا ہمارا یعنی آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہوگی) حضرت مجدد نے دعا فرمائی اور اسی رات مرض میں افاقہ ہو گیا پھر جب سرہند کے قریب پہنچے بادشاہ نے کہا جو شیخ جیوچوں بہ دعائے شما شفایافتہ ایم، فردا ہم بہ طعام خانہ شما پرہیز بشکنیم۔ (شیخ جیو (یعنی حضرت مجدد!) چونکہ آپ کی دعا سے ہمیں شفا ملی ہے لہذا کل آپ کے گھر کے کھانے سے پرہیز توڑیں گے) (ورق ۴۴۳) حضرت مجدد نے اپنے صاحبزادوں کے ہاتھ کھانا بھیجا۔ بادشاہ نے آصف جاہ سے بڑی

Marfat.com

تعریف کی اور کہا ' امروز از خانہ شما طعام خوردیم ، بسیار لذیذبود خصوصاً مرغ بسیار خوب پختہ بودند ، نصفے ازاں خوردہ ایم و نصفے نگاہ داشتہ کہ باز خوریم ۔(ترجمہ : آج آپ کے گھر کا کھانا کھایا، بہت لذیذ کھایا، خصوصاً مرغ بہت اچھا پکایا تھا آدھا ہم نے کھالیا ہے۔ آدھا پھر کھانے کے لئے رکھ لیا ہے۔) اس کے بعد آصف جاہ کو بھیجا کہ کچھ ہدیہ قبول فرمائیں لیکن حضرت مجدد نے انکار فرمایا اور کہا کہ ' مدارِ کار فقرائے باب اللہ بر توکل است' (ترجمہ : اللہ کے دروازے کے فقیروں کا دارومدار توکل پر ہے)۔

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ صاحب اپنے مقالہ بعنوان 'حضرت مجدد الف ثانی اور دو قومی نظریہ' میں تذکرہ امام ربانی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

" دو سال کے بعد جہانگیر کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی رہائی کے لئے خواب میں فرمایا تو جہانگیر نے آپ کو رہا کر دیا مگر دشمنوں نے پھر کچھ کہہ سن کر بادشاہ سے یہ حکم دلوا دیا کہ چند روز آپ ہمارے ساتھ لشکر میں رہیں گو یہ چیز آپ کے لئے ایک قید سے کم تکلیف دہ نہ تھی لیکن یہ قید حضرت مجدد الف ثانی کے لئے رحمت ثابت ہوئی اور آپ کو اپنا مقصد حاصل کرنے میں بے پناہ کامیابی حاصل ہوئی۔ بادشاہ کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور اس صحبت نے اس کے باطن کو پاک کر دیا۔ پھر تو وہ آپ کا غلام ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی۔ شراب و کباب اور دوسرے منہیات سے ایسی کامل بے تعلقی اختیار کی کہ باید و شاید آپ نے لشکرِ شاہی میں قیام کے دوران کے چیدہ چیدہ واقعات اور کیفیات کو اپنے مکتوبات میں بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہوں دفتر سوم کے مکتوبات نمبر ۴۳، ۷۲، ۷۳، ۷۸)

Marfat.com

یہ تھا جہانگیر کے بارے میں آپ کی کاوشوں کا ثمرہ۔ اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے اس مکتوب کا مطالعہ بہت مناسب ہے جو آپ نے سیادت پناہ شیخ فرید بخاری کو نئی حکومت کے ابتدائی دنوں میں تحریر فرمایا تھا۔ چند سطور کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آبائے کرام کے طریقے پر ثابت قدم رکھے۔ بادشاہ کی مثال ملک کے لئے ایسی ہے۔ جیسا کہ دل بدن میں ہے۔ اگر دل صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے اور اگر دل فاسد ہے تو بدن بھی فاسد ہے۔ بادشاہ کی درستی ملک کی درستی اور اس کا فساد ملک کا فساد۔ آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ دور میں اسلام پر کیا کچھ گزری ہے۔ اسلام کی کمزوری اور زبوں حالی پہلے ادوار میں جب کہ اسلام نیا نیا آیا تھا زیادہ سے زیادہ اتنی ہی تھی کہ مسلمان اپنے دین پر قائم رہیں اور کفار اپنے دین پر۔ لیکن پچھلے دور (اکبری) میں اہل کفر بر ملا اسلامی علاقوں میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام کے اظہار سے عاجز تھے۔ اگر اظہار کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ افسوس صد افسوس اس خرابی، اس مصیبت، اس حسرت، اس غم پر۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین کی تصدیق کرنے والے ذلیل و خوار تھے اور ان کے منکر صاحب عزت اور صاحب اعتبار مسلمان اپنے زخمی دلوں سے اسلام کی تعزیت میں مصروف تھے اور ان کے معاند تمسخر اور استہزا کر کے زخموں پر نمک چھڑ کتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں چھپ گیا تھا اور حق کا نور باطل کے حجابات سے پوشیدہ ہو گیا تھا۔ (مکتوب نمبر ۴۷ دفتر اول)

اس اقتباس کے درج کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ابتدائی دور میں بر صغیر میں اسلام کی زبوں حالی اور بیکسی کا نقشہ پھر آنکھوں کے سامنے آجائے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ آپ نے اس کے تدارک کے لئے جو محنت کی اور

جس طرح منصوبہ بندی کی۔ قدرت نے اُسے کس حد تک کامیابی بخشی۔ مختصر یہ کہ آپ اصلاحِ احوال کے لئے شریعت کی بالادستی منوانا چاہتے تھے اور اس سلسلے میں آپ ایوان حکومت میں نظریاتی اور عملی تبدیلی لانا ضروری خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سچے وارث اور نائب کو اس کامیابی سے نوازا جو عام علما تو ایک طرف مجددین کی تاریخ میں بھی نادر المثال ہے۔

__لاثانی انقلاب__: جب حکومت 'اسلام' کے زیرِ نگیں آ گئی تو اسلام کے سب داخلی اور خارجی دشمن دبک کے بیٹھ گئے۔ وہ وظیفہ خوار علمائے سُو جو بادشاہوں کو خوش کرنے کے لئے ایمان و ضمیر کا سودا کرنے میں مشّاق تھے ناپید ہو گئے۔ وہ روشن خیال' مفکرین' جو دینِ مبین کی تعلیمات کو محض 'تقلیدات' کا نام دیتے تھے۔ گمنامی اور رسوائی کی ظلمات میں کھو گئے۔ وہ منہ پھٹ مرید جو نجات کے لئے عقیدہ نبوت کو لازمی نہیں سمجھتے تھے۔ دم بخود ہو گئے۔ وہ جھوٹے صوفی جو 'وحدت الوجود' کے پردے میں 'وحدتِ ادیان' کا راگ الاپتے تھے خاموش ہو گئے۔ وہ کم نظر مشائخ جو پیروں کو عبادت کی ضرورت سے بالاتر سمجھ کر طریقت و حقیقت کے نام پر شریعت کے باغی ہو گئے تھے اور خود سجدہ کرتے تھے، سہم گئے: یہ ہے صوفیا، مصلحین کی تاریخ کا وہ اچھوتا انقلاب جو حضرت شیخ مجدد نے محض قوتِ ایمان اور محبت رسول ﷺ کی برکت سے برپا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ولادت اور بطورِ مجدد بعثت کا مقصدِ وحید بھی یہی تھا، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

'مجھ کو پیری مریدی کے واسطے نہیں لایا گیا اور نہ میری پیدائش سے مقصود تکمیل ارشاد ہے بلکہ دوسرا معاملہ اور نیا کارخانہ۔ (مکتوب نمبر ۶، دفتر دوم)

آپ کی پیدائش سے کیا مقصود تھا اسے سمجھنے کے لئے آیئے اس خواب کی طرف جو

Marfat.com

آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ نے دیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت نور
توکلی علیہ الرحمہ کے الفاظ میں اور آپ کے والدِ بزرگوار کا بیان ہے کہ آپ کی ولاد
سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ سور، بندر اور ر
لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں
تخت ظاہر ہوا۔ اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے تمام ظالمو
زندیقوں اور ملحدوں کو بکرے کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ کوئی شخص آواز بلند کہتا ہے۔
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً۔ اس خواب کی تعبیر حضرتِ مخ
نے حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ سے دریافت کی۔ انھوں نے بعدِ توجہ فرما
تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے الحاد و بدعت کی تاریکی دور ہوگی۔ یہ
درست نکلی۔

(یونہی) نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ نہایت علیل ہو گئے
کی والدہ ماجدہ آپ کو شاہ کمال کیتھلی کی خدمت میں لے گئیں۔ حضرت شاہ صاحب
زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اُسے دیر تک چوستے رہے۔ شاہ صا
نے فرمایا 'خاطر جمع رکھیں' یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا اور عالم عامل اور عارفِ کامل ہو گا
میرے تیرے جیسے بہت سے اس سے پیدا ہوں گے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)
سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے انقلاب کی عظمت و وسعت اور برکات کا اندازہ آپ
نقشبندی شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں بھی کیا
ہے۔ بلکہ آپ کی برصغیر میں تشریف آوری بھی محض اس شہبازِ شریعت و طریقت
تربیت کے لئے ہوئی چنانچہ سراج اللہ، موید الدین الرضی حضرت خواجہ محمد باقی المعر

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ نے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ کی روایات کے مطابق) فرمایا۔

"جب میرے مخدوم مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ نے مجھے حکم دیا کہ تم ہندوستان میں جاؤ تاکہ یہ سلسلہ شریفہ تمہارے ذریعے سے وہاں جاری ہو جائے تو میں نے اپنے تئیں اس خدمت کے لائق نہ سمجھ کر عذر کیا۔ آپ نے استخارہ کے لئے فرمایا، میں نے استخارہ میں دیکھا کہ گویا ایک طوطی شاخ پر بیٹھا ہے۔ میں نے اپنے دل میں نیت کی کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لئے اسی سفر میں بہت فتوح ظاہر ہوں گے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا اور میں نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز میں نے یہ واقعہ حضرت مولانا خواجگی کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ ہندستان میں تمہارے دامنِ برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہو گا جس سے ایک جہان روشن ہو جائے گا اور تم بھی اس سے بہرہ ور ہو گے۔ (یہ واقعہ بیان کر کے حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ حضرت مولانا کا اشارہ تمہاری طرف تھا)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ سے فرمایا کہ جب میں حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ سے رخصت ہو کر ہندوستان میں آیا اور تمہارے شہر سرہند میں پہنچا تو واقعہ میں مجھے بتایا گیا کہ تم قطب وقت کے پڑوس میں اترے ہو اور اس قطب کے حلیہ سے بھی اطلاع بخشی گئی۔ صبح کو اٹھ کر میں شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی ملاقات کے لئے گیا لیکن کسی کو اس حلیہ کے مطابق نہ پایا اور نہ کسی میں قطبیت کے آثار نظر آئے میں نے خیال کیا کہ شہر والوں میں سے کسی میں قطبیت کی قابلیت ہو گی کہ جس کا ظہور بعد میں ہو گا مگر جس روز

Marfat.com

سے میں نے تم کو دیکھا، تمہارا حلیہ اس حلیہ کے مطابق پایا اور اس قابلیت کا نشان بھی تم میں دیکھا گیا۔

حضرت خواجہ نے یہ بھی فرمایا کہ واقعہ میں دیکھا گیا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا جس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی جاتی ہے اور لوگوں نے اس چراغ سے بہت سے چراغ روشن کر لئے ہیں۔ میں جو سرہند کے نواح میں پہنچا تو وہاں کے جنگل اور صحرا کو مشعلوں سے پُر پایا۔ اس بات کو بھی میں نے تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھا۔

حضرت خواجہ نے کئی بار فرمایا ہے کہ شیخ احمد کی سُرعت سیر کا سبب یہ ہے کہ محبوب و مراد ہیں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

حضرت خواجہ نے ایک شخص کو لکھا "شیخ احمد مردے است در سرہند کثیر العلم و قوی العمل روزے چند فقیر بلو با اُو نشست و برخاست کرد، عجائب بسیار از روزگار اوقاتِ او مشاہدہ کردہ به آں می ماند که چراغ شود که عالمہا ازو روشن گردند، بحمد اللہ تعالیٰ احوال کاملہ اُو مرا به یقین پیوسته۔ (یعنی: سرہند میں ایک صاحب ہیں شیخ احمد نامی جن کا علم وسیع اور عمل مضبوط ہے۔ کچھ دن فقیر نے ان کے ساتھ نشست و برخاست کی تو ان سے بہت سے عجیب حالات دیکھنے میں آئے۔ یوں لگتا ہے وہ ایک ایسا چراغ ہوں گے جن سے کئی جہان روشن ہوں گے۔ الحمد للہ اُن کے احوال کاملہ میرے نزدیک یقینی ہیں۔ (رقعات خواجہ باقی نمبر ۶۵)

"اسی خط میں اسی سے متصل آپ کے دوسرے عزیزوں کے بارے میں فرماتے ہیں آپ کے بھائی اور قریبی رشتہ دار بھی سب صالح اور طبقہ علما میں سے ہیں ان میں سے

Marfat.com

ض سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ میں ان سب کو جواہر عالیہ سمجھتا ہوں، عمدہ صلاحیت
کے مالک ہیں۔ شیخ موصوف کے صاحبزادے جو ابھی کم عمر بچے ہیں۔ اسرارِ الٰہی ہیں مختصر
یہ کہ وہ شجرہ طیبہ ہیں اللہ اُنکو اچھی نشوونما دے وہ خدا کے دروازے کے فقیر ہیں اور عجیب
ال رکھتے ہیں۔

ایک بار فرمایا 'میاں شیخ احد آفتابے است کہ مثل ما ہزاران ستارگاں در ضمن ایشاں گم است و از کمل اولیائے متقدمین خال خالے مثل ایشاں گذشتہ باشند' (زبدۃ المقامات از خواجہ کشمی) ترجمہ :
میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اُن کے ضمن میں گم ہیں اور کامل ترین اولیائے متقدمین میں بھی اُن جیسے خال خال ہی گزرے ہوں گے۔

آپ کے والدِ ماجد کے خواب اور حضرت شاہ کمال کیتھلی (جو حضور غوث الثقلین شہنشاہ بغداد کی اولاد میں سے آپ کے فیض قادریہ کے بے مثال وارث تھے) کی تعبیر نیز حضرت خواجہ باقی باللہ کی ہجرت اور آپ کے ارشادات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ آپ عام مجدد نہیں تھے۔ جو ایک صدی میں پیدا ہوں اور علم و فضل کی بلندیوں تک پہنچ کر اگلی صدی میں اپنی اسلامی خدمات کے سبب مشہور و معروف ہو کر مجدد قرار دیئے جائیں بلکہ آپ کا تعارف آپ کی ولادتِ باسعادت سے بلکہ اس سے بھی پہلے سے ہو رہا تھا اور اہل نظر اُسی وقت سے آپ کے عظیم مستقبل کی خبر دے رہے تھے اور آپ کی برکت سے رونما ہونے والے بے مثل انقلاب کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

یہی نہیں بلکہ ولادت سے پہلے بھی آپ کی آمد آمد کا انتظار کرایا گیا اور مختلف اولیائے باطن نے اپنے اپنے دور میں آپ کی تشریف آوری اور عظمتِ حال کی گواہی دی۔

Marfat.com

سیرت کی کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات درج ہیں۔ میں یہاں حصول برکت کے لئے صرف فرد الافراد، سید الاسیاد، سند السناد حضور شہنشاہ بغداد شیخ الجن والانس والملئکۃ بالاتفاق حضرت شیخ سید عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی عطا وسخا کا واقعہ درج کرتا ہوں۔

'قیومیت کے دوسرے سال شاہ سکندر قادری جو شاہ کمال کیتھلی کے پوتے اور خلیفہ تھے، کتھے سے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو اُن کے سلسلہ میں بطور امانت چلا آتا تھا۔ آپ کے کندھے پر رکھ دیا۔ آپ اس وقت یاروں کے ساتھ مراقبہ میں تھے۔ جب آپ نے آنکھ کھولی۔ تو شاہ صاحب کو دیکھ کر تواضع سے معانقہ کیا۔ شاہ صاحب نے بیان کیا کہ مجھے معاملہ میں کئی دفعہ میرے دادا شاہ کمال نے حکم دیا کہ میرا خرقہ فلاں یعنی آپ کو پہنچادو۔ اگرچہ ایسے متبرک خرقہ کو گھر سے نکال کر کسی کو دینا میرے لئے مشکل تھا لیکن جب مجھے تاکیدی حکم ملا، میں نے ناچار تعمیل کی حضرت شیخ مجدد اس خرقہ کو پہن کر حرم سرا میں تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد جو نکلے تو اپنے بعض محرمان اسرار سے کہا کہ اس خرقہ کے پہننے کے بعد عجیب معاملہ پیش آیا۔ جب میں نے اسے پہنا تو حضرت شیخ الجن والانس سید عبد القادر جیلانی اور ان کے خلفا حضرت شیخ کمال تک تشریف لائے۔ حضرت غوثِ ربانی نے میرے دل کو اپنے تصرف میں کرلیا اور خاص نسبتوں کے انوار واسرار سے منور کردیا۔۔۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

مزید وضاحت کے لئے علامہ ابوالبیان محمد داؤد مرحوم کا بیان بھی ملاحظہ ہو۔ مولانا موصوف، حضرت غوث اعظم کا کشف اور آپ کی وصیت کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

ایک روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کسی جنگل میں بیٹھے مراقبہ فرمارہے تھے کہ یکایک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم منور ہوگیا۔ آپ کو

Marfat.com

س وقت القاہوا کہ آپ کے پانچ سو سال بعد جب کہ عالم میں ضلالت و گمراہی اور شرک و
عت کا دور دورہ ہو گا۔ اُس وقت ایک بزرگ وحیدِ امت پیدا ہو گا، وہ دنیا سے الحاد و زندقہ
ر شرک وبدعت کا نام نشاں مٹادے گا، دین محمدی کی تجدید کر کے اس کو نئے سرے سے
زگی بخشے گا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہو گی اس کے فرزند اور خلفا بارگاہِ احدیت کے
ہدر نشین ہوں گے۔

اس اِلقا کے بعد محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص
رقہ کو اپنے کمالات سے مملو کر کے بطورِ امانت اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق
حمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو تو یہ میری
طرف سے اُن کو دے دینا۔ چنانچہ اس وقت سے صاحبزادہ علیہ الرحمۃ کی اولاد میں وہ خرقہ
یکے بعد دیگرے بطورِ امانت چلا آتا رہا۔ آخر شاہ کمالؒ کے نبیرہ (اقدس) شاہ سکندر رحمۃ اللہ
علیہ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی خدمت
میں پہنچایا۔ (سیرت امام ربانی ص ۴۵)

ان واقعات کو بیان کرنے کا یہاں مقصد یہی ہے کہ سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ
کی ولادت اور بعثت بطورِ مجدد کے اصل مقاصد کھل کر سامنے آجائیں۔ بالیقیں ایسا
مجدد جس کی پیدائش سے کئی صدیاں پہلے اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے
ظہور کی پیشگوئیاں کر رہے ہوں اور عظمتِ شان کی گواہیاں دے رہے ہوں۔ اُس کے
فیض کے اثرات کا دائرہ ایک صدی تک محدود نہیں رہنا چاہئیے۔ نیز اُس کے کام اور (ایک
صدی کے) مجدد دین کے کام میں ایک واضح فرق بھی ہونا چاہئیے۔ یوں تو ہر صدی کا مجدد بھی
دینی تعلیمات کے چہرے سے گرد و غبار صاف کر کے انہیں اصلی حالت میں پیش کرتا

Marfat.com

ہے۔ مگر مجدد اعظم کی تجدید کے لئے یہ دائرہ کار بھی بہت وسیع ہونا چاہیئے۔ یعنی جن عقائد و مسائل کو نکھارنا اس کے ذمے ہوتا ہے اُن کی تعداد اور وسعت نسبتاً بہت زیادہ ہونی چاہیئے اور جس طرح دوسرے مجددین کی علمی و عملی شہرت عام علما سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح اس مجدد اعظم کی یہ شہرت و مقبولیت بھی دوسرے مجددین سے کئی گنا زیادہ ہونی چاہئے۔

آیئے اب اس معیار پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجدیدی اثرات پر گفتگو کریں۔ آپ خواجہ دارین سرور کونین حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے سچے وارث و نائب تھے اور حضور پُر نور ﷺ کی علمی و عملی تجلیات کے مظہر کامل امام الانبیا علیہم السلام والصلوۃ کے فیضان کا روشن ترین پہلو غالباً یہی ہے کہ آپ نے قلیل ترین عرصے میں دنیا کا عظیم انقلاب برپا کیا۔ اپنے پرائے سب اس بات پر متفق ہیں کہ چند سالوں میں اس امی لقب محبوبِ رب ﷺ نے کائنات کا نقشہ بدل کے رکھ دیا اور آپ کے انوارِ ہدایت سے تمام دنیا مشرق سے مغرب تک جگمگا اُٹھی۔ یہ حقیقت اتنی واضح اور مسلمہ ہے کہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ پھر حضور ﷺ کا جو فیض سرعت سے جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر دور دراز ملکوں تک پھیلنا شروع ہو چکا تھا، حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار میں اس میں بہت زیادہ وسعت پیدا ہو گئی تھی۔ اور یہ گویا انقلابِ مصطفویٰ (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام) ہی کا تتمہ تھا۔

حضور پُر نور ﷺ کی سنت کے مطابق آپ کے سچے نائب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے کام شروع کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف ہدایت کے انوار پھیلنے لگے۔ ملک کے شرق و غرب میں اجالوں کا ایسا سیلاب آیا۔ جو ایوانِ حکومت کے فسق و فجور کو

Marfat.com

ی بہا کر لے گیا۔ (اس کا کچھ حال گذشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے۔) مگر آپ نبی خاتم ورسول اعظم ﷺ کے مظہر تھے اس لئے مجددی فیضان کے بادل بھی برصغیر کی حدود سے باہر نکل کر دور دور تک عوام وخواص کے دلوں پر برسنے لگے۔ یہ ہادی عالم و اعظم ﷺ کی خصوصی توجہ کی برکت تھی کہ آپ کی عظمتِ شان اور وسعتِ فیض کا شہرہ اسلامی ممالک کی آخری حدود تک پہنچ گیا چنانچہ اس میخانہ وحدت سے سیراب ہونے کے لیے اگر بدخشاں اور ماوراء النہر کے علاقے سے حضرت خواجہ فرخ حسین حاضر خدمت ہو رہے ہیں تو روم کے علاقے سے حضرت نصیر احمد رومی علیہ الرحمہ بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اشارے سے یہاں توبہ وانابت کے لئے باریاب ہو چکے ہیں۔ ایک شیخ طاہر بدخشی بادشاہِ ایران کا مقرب تھا۔ اُسے بھی سرورِ کائنات ﷺ ہی نے سرہند بھیجا۔ مولانا صالح گولامی، مولانا یار محمد، مولانا عبدالحق شاہدمانی، شیخ احمد برکی، شیخ مولانا یوسف علیہم الرحمہ کو بھی غیبی ہدایات نے بارگاہِ مجددی میں حاضر کیا۔ چنانچہ تجدید کا چھٹا سال ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ خراسان، بدخشان اور توران کا شہر شہر اور قصبہ قصبہ مجددی فیضان سے تابناک ہو چکا تھا۔

تجدید کے بارھویں سال جنوں کا بادشاہ بھی مع لشکر مرید ہو گیا۔ "تجدید کے چودھویں سال حضرت شیخ نے اپنے خلیفے بغرض ہدایت خلق دنیا کے اطراف میں روانہ کئے۔ چنانچہ ستر اہل ارادات بسر کردگی مولانا یار محمد قدیم طالقانی ملک ترکستان و قپچاق کو بھیجے اور چالیس ارادتمند شام وروم کی طرف بسر دگی مولانا فرخ حسین روانہ فرمائے۔ اور اپنے دس معتبر یار مولانا محمد صادق کابلی کے تحت میں کاشغر کی طرف روانہ کئے۔ اور تین بڑے بڑے خلیفوں کو بسر کردگی مولانا شیخ احمد برکی توران بدخشاں اور

خراسان کی طرف رخصت کیا۔ ان خلفا کی ہر جگہ بڑی عزت ہوئی اور ان ملکوں کے چھوٹے بڑے امیر وزیر بادشاہ تک حضرت کے خلفا کے مرید بن گئے۔ خراسان، بدخشاں اور توران میں تو طریقہ عالیہ احمدیہ کا اس قدر رواج ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہ تھا۔ جہاں اس سلسلہ کے خلفانہ ہوں۔ یہاں تک کہ عبداللہ خاں اوزبک جو وہاں کا بادشاہ تھا، حضرت کا ایسا معتقد ہو گیا کہ کوئی کام آپ کے خلفا کے مشورے بغیر نہ کرتا" (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

تجدید کے پندرھویں سال آپ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین سہارنیوی کو جہانگیر کے شاہی لشکر کی خدمت دے کر آگرہ بھیجا گیا تو بہت سے ارکانِ دولت مثلاً خانخاں، اعظم خاں، جانجہاں لودھی، سکندر خاں، سید صدر جہاں، اسلام خاں، مہابت خاں داخل سلسلہ ہوئے۔ خلفا کے علاوہ آپ کے مکتوبات نے بھی بڑا کام کیا۔ ان کی نقلیں ایران، توران اور بدخشاں، ماوراءالنہر میں شائع ہوئیں۔

تجدید کے بائیسویں سال بلخ کے مشائخ میں سیادت پناہ سید میرک شاہ اور شیخ المشائخ کبروی میر محمد اور میر مومن بلخی نے اور علما میں سے مولانا ربانی، حسن قبادانی اور مولانا نولک نے درخواستیں بھیج کر غائبانہ بیعت کی۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے تبلیغ و تجدید دین کے جس عظیم کام کا آغاز کیا تھا اُسے خاصی ترقی دے کر آپ ۱۰۳۴ھ میں اپنے خالق حقیقی سے واصل ہو گئے اور آپ کے بعد حضرت محمد معصوم قیوم ثانی سجادہ نشین ہوئے جن کے عہد میں آپ کے عظیم تجدیدی و تبلیغی مشن کو خصوصی عروج اور کمال حاصل ہوا اس سلسلے میں تذکرہ مشائخ نقشبندیہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

" چوالیسویں سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں کو اور خلفا کو

Marfat.com

حسبِ ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے حدود نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دیئے۔ بدخشاں، ترکستان، دشت قپچاق، کاشغر، خطا روم، شام کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے سپرد کئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی، خواجہ محمد صدیق پیشاوری، خواجہ عبدالصمد اخون، موسیٰ نگرہاروی، شیخ مراد شامی، خواجہ ارغون خطائی وغیرہ۔ جب حضرت حجۃ اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبیداللہ مروج الشریعت کو خراسان، ماوراالنہر، توران، دارگنج، غورسد، اندراب، قہستان، طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کئے اور حسب ذیل خلفا آپ کے ماتحت کئے شیخ ابوالمظفر برہانپوری، شیخ حبیب اللہ بخاری صوفی پایندہ طلا، شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ، اور ہند کے اکثر امرا اور شہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوئے۔ آخر انھوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفا کو خواجہ محمد اشرف کے حوالہ کیا۔ سلطان اورنگ زیب، اعظم شاہ، جعفر خاں، وزیر شائستہ خان، مکرم خان، محتشم خاں اور سلطان عبدالرحمٰن حضرت شیخ محمد سیف اللہ کے سپرد کئے اور حسبِ ذیل خلفا اُن کے حوالے کئے۔ اخون میر محمد محسن سیالکوٹی، صوفی پائندہ ملاس، شیخ ابوالقاسم بھکری وغیرہ، سلطانِ ہند نے آخر حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب، بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے۔ (ص ٢٧٦، ٢٧٧)

شاید حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا سالانہ عرس تھا جس میں تمام روئے زمین کے خلفا (آپ کے مرید) بادشاہ اور امرا سرہند میں اکٹھے ہوئے چنانچہ حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ کے الفاظ میں "خاناں توران و ترکستان، والیان دشت قپچاق، حاکمان، قہستان وگر

Marfat.com

جستان، سب کے سب حضرت کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ) یہی فرماتے ہیں حضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آپ درجہ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بسبب غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۷۶)

مجددی فیضان کا نقطہ عروج یہی تھا کہ بادشاہوں کو جو اپنی مملکت میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں راہ راست پر لاکر ان کے ذریعے شریعت اسلامیہ کو نافذ کیا جائے چنانچہ جیسا کہ اوپر کی سطور سے ظاہر ہے۔ برصغیر میں جو اسلامی انقلاب اس راستے سے برپا ہوا اُسے مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ جہانگیر کے بعد شاہجہان کہیں بہتر تھا اور اس کے دور حکومت میں اسلام نے بڑی ترقی کی، مگر اس کے بعد جو کچھ اس کے وارث حضرت سلطان اسلام اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ نے کیا، اُس کی مثال کم از کم اس ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہاں بڑے بڑے نیک، عادل اور عابد وزاہد لوگ بھی سریر آرائے سلطنت ہوئے مگر کوئی اس کے مرتبے کو نہ پہنچ سکا اُس کی درخواست پر قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند پنجم محتسب امت حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کو تمام بدعتوں کو مٹا کر اسلام کو اس کی اصلی شکل میں نافذ کروانے کے لئے دہلی میں بھیج دیا تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں اسلام کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات سے برصغیر کی سرزمین جگمگانے لگی۔ یہی اورنگ زیب تھا جس نے پانصد علماء کو اکٹھا

Marfat.com

کر کے اسلامی سلطنت کے دستور کے طور پر فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) مرتب کرایا۔ اس عظیم دینی کام کی نگرانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والدِ ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی کے سپرد تھی۔ جو مجددی فیضان واحسان کی منہ بولتی تصویر تھے (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

یہ افسوسناک امر ہے کہ اورنگ زیب علیہ الرحمہ کو جانشین اچھے نہیں ملے۔ اور جلد ہی ہر طرف بدامنی افراتفری پھیل گئی۔ برصغیر میں مغلیہ حکومت کمزور ہوتی چلی گئی اور مختلف صوبوں اور ریاستوں میں بغاوت نے سر اُٹھالیا۔ یہی دور تھا جب برصغیر میں مرہٹوں نے خوب زور پکڑ لیا اور یوں لگتا تھا جیسے ان کا سارے ہندوستان پر قبضہ ہو جائے گا اور جلد ہی اسلام کو یہاں سے پھر دیس نکالا مل جائے گا۔ مسلمانوں کی ناطاقتی اور بے بسی کو دیکھ کر خانوادہ مجددیہ کے ایک عظیم عالم وصوفی بزرگ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے حضرت احمد شاہ ابدالی علیہ الرحمہ کو خط لکھ کر مرہٹوں کا قلع قمع کرنے کی ہدایت کی جس کی تعمیل کرتے ہوئے اس نے پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں کی تین چوتھائی قوت تباہ کر دی۔ خدا نخواستہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل کم از کم برصغیر میں نہایت ہی مخدوش تھا۔ گویا حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی دین حق اور اہل دین کی مذہبی اور سیاسی خدمت کا شرف ایک مجددی بزرگ ہی کو حاصل ہوا۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی ایک عظیم خدمت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی بڑھتی ہی جا رہی تھی جس کے سدِ باب کے لئے آپ نے ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا لکھ کر رافضیت اور خارجیت کا منہ بند کر دیا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا جواب مخالفین سے نہیں ہو سکا۔ مرہٹوں کا

Marfat.com

زور ٹوٹا تو مسلمان پھر بھی متحد و مستحکم نہ ہوئے اور دشمن کی شکست وریخت سے اُنھوں
نے کوئی خاص فائدہ حاصل نہ کیا تو انگریز اپنی چالوں میں مصروف ہو گئے۔ ان کی
سازشوں میں سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ اندر ہی اندر یہ اسلام کو (معاذ اللہ) تب
کر کے یہاں عیسائیت کا فروغ چاہتے تھے۔ دہلی میں اگرچہ مغلیہ سلطنت موجود تھی مگ
برائے نام۔ حکومت کا انتظام و انصرام انگریزوں کے ہاتھ میں تھا۔ بادشاہِ دہلی سے دستخ
کرانے کا تکلف البتہ باقی تھا۔ اس دور میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نامور فرز
سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ مسلمانوں کی علمی و فکری قیادت
پر فائز تھے۔ انگریز ریذیڈنٹ بڑے بڑے پادریوں کو حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی
خدمت میں لاکر چھیڑ خانی کرتے تھے مگر آپ ایک دو جملوں میں ہی اُنھیں بھگا دیتے تھے
گویا آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے عیسائیت کو پنپنے کا موقع نہ مل سکا۔ اہل اسلام میں
لوگ جو سوادِ اعظم کے خلاف تھے۔ وہ بھی اس افراتفری کے زمانے میں بہت فعال ہوگ
تھے (جیسا کہ ہمیشہ سے انہیں ایسے ادوار ہی راس آیا کرتے ہیں) خصوصاً صحابہ کرام علی
الرضوان کے گستاخوں کا ٹولا۔ حضرت شاہ صاحب موصوف نے تحفہ اثنا عشریہ جیس
لازوال تحریر لکھ کر اُن کو بھی ساکت و صامت کر دیا۔ انگریزوں اور دوسرے اسلام دشمنو
کے لئے بھی چونکہ اس قسم کے اقلیتی فرقوں کی سرپرستی اپنے ناپاک عزائم کو پروا
چڑھانے کے لئے بڑی مفید ہوتی ہے۔ (کیونکہ وہ انھیں کے ذریعے مسلمانوں میں انتشا
افراق کی راہیں وسیع کر سکتے ہیں) لہذا حضرت شاہ عبدالعزیز نے قرآن حدیث، فقہ و تار
کی روشنی میں اس قسم کے مذہبی دہشت گردوں کا منہ بند کر کے اپنے علمی مورث حضر
سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نسبت کو زندہ اور آپ کے فیض کو عام کیا۔ آپ کے د

Marfat.com

قدم سے مسلمانوں میں علمی و فکری مرکزیت قائم رہی اور یہ آپ کے (اپنی صدی کے) مجدد ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، انگریز مسلمانوں میں انتشار برپا کرنے کے لئے انحرافی گروپوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے یا پھر غیر مسلموں سے اسلام پر اعتراضات وغیرہ کرا کے بھی اہل ہند کو باہم لڑانا چاہتے تھے مگر اس کے علاوہ اس سلسلے میں اُن کی سب سے اہم چال یہ رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے سواد اعظم میں سے کسی معروف علمی و دینی خانوادے کے کسی ایک فرد کو خرید کہ اس کی تربیت کا انتظام کرتے ہیں اور اس کے ذریعے اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ یہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے دور حیات کا آخری حصہ تھا کہ انگریزوں نے آپ کے بھتیجے اور شاہ عبدالغنی محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بیٹے شاہ محمد اسمٰعیل پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ نوخیز صاحبزادہ صاحب اپنی لاابالیوں کے سبب جال میں آگئے ۔ ان سے پہلے محمد ابن عبدالوہاب نجدی جیسے پیرزادے پر ان کا ورک (work) کامیاب رہا تھا، اب انھیں کی 'کتاب التوحید' سے اسمٰعیل دہلوی کی برین واشنگ کی گئی۔ جناب اسمٰعیل صاحب کے ذمے حضور پُر نور ﷺ کی محبت و غیرت اور اولیائے کرام و مجتہدین عظام علیہم الرحمۃ کی عظمت و عقیدت کو دلوں سے نکالنا تھا اور جس جس بات پر مسلمان متفق تھے، اسے ختم کرنا یا مشکوک ٹھہرانا تھا۔ اس کا آغاز انھوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے وصال سے پہلے کر دیا گیا مگر آہستہ آہستہ مثلاً نماز میں رفع یدین وغیرہ کے 'افتتاح' سے یا چند دوستوں کی محفل میں اپنے باغیانہ خیالات کے اظہار سے۔ اس سے زیادہ اُنھیں جرأت نہ ہو سکی۔ آپ تک بھی کوئی کوئی بات پہنچ جاتی اور آپ نے اُسے بالواسطہ روکنا بھی چاہا مگر بھتیجے پر اپنے 'خریداروں' سے نمک حلالی کا احساس

Marfat.com

غالب رہا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کا ۱۸۲۴ء میں وصال کیا ہوا، بھتیجا صاحب کھل گئے اور پھر خوب کھل کھیلے، کبھی اس چوک میں حضور پر نور ﷺ کے علم کے خلاف ہرزہ سرائی اور کبھی اس موڑ پر آپ کے اختیارات کے خلاف زبان درازی۔ مسلمانوں کے دل چھلنی ہوتے تھے بادشاہ بے بس تھا اور انگریز یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ ہماری حکومت میں ہر کسی کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ شاہ صاحب نے تقریر کے ساتھ تحریر کا سہارا بھی لیا۔ چنانچہ ' تقویت الایمان' جیسا گالی نامہ معرض وجود میں آگیا۔ لیکن قربان جائیں شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے خاندان کے کہ سب سے پہلے اسی نے اپنے اس 'چشم و چراغ' کا مقابلہ کیا۔ شاہ عبدالعزیز کے دوسرے بھتیجوں حضرت شاہ مخصوص اللہ نے دہلی کی جامع مسجد میں اس ننگِ خاندان کو ننگا کیا اور بھاگنے پر مجبور کیا۔ دور و دراز تک اس مناظرے کی شہرت ہوئی اور لوگوں پر واضح ہو گیا کہ 'صاحبزادہ' اپنے خاندان کے برعکس انگریزوں کی شہ پر سب کچھ کر رہے ہیں۔ نیز شاہ صاحب کا باقی خانوادہ اپنے قدیم اسلامی نظریات پر قائم ہے۔ چونکہ اس نوخیز 'مجتہد' کو سب سے زیادہ موثر مقابلہ اسی خاندان سے جو مجددی فیض کا سرچشمہ تھا کرنا پڑا تھا اور سب سے زیادہ مزاحمت انھیں کی طرف سے دیکھنی پڑی تھی لہذا اس نے بھی سب سے پہلے زیادہ شعوری طور پر مخالفت اپنے گھر کے نظریات ہی کی ہے۔ آپ 'تقویت الایمان' پڑھتے جایئے۔ بار بار یہی نظر آئے گا۔ جیسے 'صاحبزادہ صاحب' اپنے آباؤ اجداد کی باتوں کا ہی رد کر رہے ہیں۔ چنانچہ عوام کو انھوں نے جن عقائد و نظریات کی بنا پر کافر و مشرک ٹھرایا ہے۔ ان میں اکثر و بیشتر ان کے اپنے خاندان کے عقائد و نظریات تھے۔ یعنی بعض شیعی عقائد و رسوم کو بھی مشرکانہ ٹھرایا ہے۔ مگر زیادہ توجہ اس کی 'مشرک گر' زبان کی عوام اہل سنت اور خصوصاً اس کے اپنے

Marfat.com

بزرگوں کی طرف تھی) مثلاً حضور علیہ ﷺ کا دانائے غیوب حاضر و ناظر اور مختار و متصرف ہونا۔ آپ ﷺ سے استعداد و استعانت (کا عقیدہ) 'ندائے غایبانہ' عرس اور ایصال ثواب، تصور شیخ وغیرہ (مثلاً 'مکتوبات مجددیہ' میں شعر بار بار آیا ہے۔

نوشتہ بر درِ جنت بخطِ سبز و جلی

شفیع روز قیامت محمد است و علی

اس کا اسمٰعیلی ردِ عمل یوں ظاہر ہوا 'جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار' نہیں۔ (تقویت الایمان از اسمٰعیل دہلوی)

یہ سب عقائد اہل سنت کے تھے اور ان سب کو 'مشرکانہ' قرار دیا گیا۔

شاہ عبدالعزیز کے خاندان کے علاوہ جس عظیم شخصیت نے اسمٰعیل دہلوی کا سب سے زیادہ مقابلہ کیا۔ وہ بھی آپ کے شاگرد رشید مجاہدِ جنگ آزادی بلکہ سالارِ جنگ آزادی حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی قدس سرہ کی مقدس شخصیت تھی۔ آپ نے اس کے 'انگریزی' عقائد پر بھرپور وار کیا اور حق یہ ہے کہ 'فضل حق' کے ساتھ اُس کا کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے سکھوں کے خلاف جہاد کا ڈھونگ رچایا مگر مسلمان پٹھانوں سے بھی دو بدو ہو گیا اور بالاکوٹ میں اپنے سارے منصوبوں کو تہ و بالا کروا کے ہمیشہ کے لئے زیر زمین چلا گیا۔ غرض یہ کہ ایک عظیم فتنہ تھا جس کی باگ ڈور انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ اُنھیں نے مولانا اسمٰعیل کو مجتہد بنا کر میدان میں لا کھڑا کیا، انھیں نے تقریر و تحریر کی ہمت افزائی کی، انھیں نے 'تقویت الایمان' کو چھپوا کر سارے ملک میں مفت تقسیم کیا، اُنھیں نے 'لشکر جہاد' کے ساتھ صوبہ سرحد کی طرف بھیجا۔ اگر چہ اس فتنے کو دبانے کے لئے زیادہ موثر مقابلہ (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

Marfat.com

کے اعزہ واقارب اور پھر انھیں کے شاگرد حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی علیہم الرحمۃ) نے کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے 'مقلدین' انگریزوں کے ساتھ تھے اور علمائے اہل سنت انگریزوں کے خلاف۔ شکست کے نتیجے میں ہزاروں سنی علما شہید، قید وبند سے دوچار اور خانماں برباد ہوئے۔ ان کے سینکڑوں مدارس بند کردیئے گئے اور انھیں سخت معاشی مشکلات میں مبتلا کیا گیا۔ ان کے برعکس 'دیوبند' معرض وجود میں لایا گیا اور نجدی، نیچری، پرویزی، معتزلی، مرزائی وغیرہ (انگریزوں کی چال دیکھئے بانی دار العلوم دیوبند سے خاتم النبین کے معنی میں تحریف کرائی کہ اس کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ افضل نبی ہیں اور مرزا قادیانی سے دعوی نبوت کرادیا یہ ہے دیوبند و قادیان میں یگانگت و یکجہتی)۔ فتنوں کی سرکاری طور پر سرپرستی کی گئی۔ اب ان کا مقابلہ کرنے کے لئے قدرت نے اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو منصب تجدید پر فائز کر کے ان تمام فتنوں کی سرکوبی پر لگادیا۔ آپ نے ایک ہزار کے لگ بھگ کتابیں لکھیں جن میں 'فتاویٰ رضویہ' کی ۱۲ جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ برعظیم کے سینکڑوں روحانی آستانے جن کا تعلق مختلف سلاسلِ طریقت سے تھا، اعلیحضرت کے ہمنوا اور اسلام کے تحفظ میں آپ کے شریکِ کار تھے تاہم علمی طور پر جو تبلیغی خدمات خود اعلیحضرت قدس سرہ نے سرانجام دیں۔ نہایت ہی فیصلہ کن مفید، موثر نمایاں اور بے مثال ہیں۔

اعلیحضرت قادری تھے اور کئی دوسرے سلاسل کا فیض حاصل کرنے کے باوجود آپ کی طبع ہمایوں پر قادریت کا غلبہ تھا تاہم آپ کے بعض سلاسلِ علم وعرفان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت عبد العزیز محدث دہلوی (قدس سرہم) کے نام بھی شجرات وسندات میں جہاں جہاں بھی آتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر آتا ہے۔ آپ

Marfat.com

نے بڑے اہتمام واحترام سے کیا ہے۔ آپ کے شیخ حضرت آل الرسول الاحمدی علیہ الرحمۃ و فیض کہاں سے ملا، فرماتے ہیں "عن شیوخ اجلاء منهم الشاه عبدالعزیز لدهلوی عن انبیه الشاه ولی الله المحدث المکثر القوی" (یعنی وہ اپنے جلیل لقدر مشائخ سے روایت کرتے ہیں جن میں شاہ عبدالعزیز دہلوی بھی ہیں وہ اپنے والد شاہ ولی للہ سے جو کثیر العلم، قوی الفہم محدث ہیں ؛ ترجمہ : از علامہ حافظ احسان الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ)۔

ان سلسلوں میں ایک سلسلہ 'علویہ منامیہ' بھی ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہ نے اسے اقرب سلاسلی فی البیعة الی الاکرم صلی الله تعالی علیه و آله و صبحه) قرار دیا ہے۔ (اعلیحضرت قدس سرہ نے اس سلسلے کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو یہ آخری سلسلہ بیعت میرے تمام سلسلوں میں نبی کریم سے زیادہ قریب ہے۔" اللہ تعالی آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیج" کیونکہ میں نے اپنے شیخ اپنے مرشد سید آل الرسول الاحمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انھوں نے صرف اس سلسلہ (طریقت) میں الشاہ عبدالعزیز الدہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ ہم قریب والے چشمے سے سیراب ہو کر پئیں جو بہت سیراب کرتا ہے۔ انھوں نے اپنے سچے خواب میں اہل ایمان کے امیر، اہل اسلام کے مولیٰ سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی (اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزتیں بخشے) انھوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے یعنی ہم سب کے آقا، ہم سب کے مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ حق پرست پر صلی اللہ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ واھلہ وبارک وسلم و شرف وکرم، تو بحمدہ تعالی صحیح بخاری کی اعلی سند کی طرح یہ بھی ثلاثی ہے۔ جو اس عاجز

Marfat.com

بندے سے جلیل الشان آقا تک (مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلَی الْمَوْلٰی الْجَلِیْلِ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ بِالتَّجْلِیْلِ) صرف تین واسطوں سے پہنچتی ہے۔ الشاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے چھوٹا مگر شاندار پمفلٹ بھی اس خواب کی شرح میں لکھا ہے۔ اس سلسلہ بیعت کے علاوہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے چاروں مصافحوں میں بھی ان دونوں بزرگوں کا ذکر آتا ہے اور حدیث مسلسل بالاولیت میں بھی) کیونکہ اس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم تک صرف تین واسطے ہیں۔ آپ حضرت شاہ آل رسول کے ہاتھ پر بیعت، وہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے، وہ خواب میں خیبر شکن مرحب فگن حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور ظاہر ہے شیر خدا رضی اللہ عنہ حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے دست۔ ید اللہ پر بیعت ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ اب اگر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اعلیحضرت کے پیر واستاد حضرت شاہ آل رسول قدس سرھم کے پیر واُستاد ہیں۔ تو غور کیجئے مجددی اثرات نے کس کس کو کس طرح دامن میں لیا اور کس انداز میں نوازا۔

بلاشبہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی ہیں مجدد الف (ثانی) اور حضرت مولانا شاہ احمد رضاخاں بریلوی مجدد دماۃ (رضی اللہ عنہما) مگر منصب تجدید کے اشتراک کا تقاضا یہ تھا کہ اگرچہ موخر الذکر بزرگ پہلے کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے پورے دو سو اڑتیس سال بعد (۱۲۷۲ھ) میں دنیا میں تشریف لائے دونوں کی بنیادی ذمہ داریوں کی یکسانیت کی وجہ سے دونوں کا رنگ طبع اور طرز بیان ایک جیسا ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا بلکہ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مجدد الف ثانی ہی مجدد دماۃ کی زبان پر بول رہے ہیں۔ وہ مقامات جہاں دونوں حضرات نے رد کفر و شرک و بدعت کیا ہے۔ یہ حقیقت اور بھی نمایاں ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ بر صغیر میں اعلیحضرت سے قبل سینکڑوں صوفیا علما نے کتابیں تصنیف کیں۔ مگر زبان و بیان کی مماثلت جو فاضل بریلوی کو حضرت شیخ مجدد سے حاصل ہے۔ غالباً اس حد تک اور کہیں نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فاضل جلیل محقق شہیر حضرت علامہ غلام مصطفےٰ صاحب مجددی سلمہ (بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والسلام کی محققانہ وادیبانہ تصنیف لطیف "حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی" جو بر صغیر کے علمی حلقوں سے خراجِ تحسین وصول کر رہی ہے) دور کیوں جایئے۔ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ جن کا اعلیحضرت کو غایت درجہ ادب واحترام مقصود تھا، سے بھی انداز بیان کی یہ مناسبت نظر نہیں آتی۔ اب یہاں

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک فیصلہ کن ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ : آپ فرماتے ہیں۔

"عین الیقین اور حق الیقین کی نسبت کیا کہوں اگر کہوں تو کون سمجھے گا۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں۔ ارباب ولایت مثل علمائے ظواہر کے ان کے سمجھنے میں عاجز ہیں اور اس کی دریافت میں قاصر ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت کی مشکوہ سے اقتباس کئے گئے ہیں (ارباب نبوت پر درود و سلام و تحیہ ہو) جو الف ثانی (دوسرے ہزار کی تجدید کے بعد تبعیت اور وراثت سے تازہ ہوئے ہیں اور ترو تازگی کے ساتھ ظہور میں آئے ہیں۔ ان علوم و معارف کا صاحب اس موجودہ الف کا مجدد ہے چنانچہ جو لوگ اس کے علوم و معارف دیکھتے ہیں جو ذات و صفات وافعال اور احوال و مواجید و تجلیات و ظہورات کے متعلق ہیں۔ ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے پرے کے ہیں۔ بلکہ علماء و اولیاء کے علوم ان علوم کی نسبت پوست ہیں اور یہ

Marfat.com

معارف اس پوست کا مغز ہیں۔ اللہ پاک ہادی ہے اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ا
مجدد گزرا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور الف (ہزار) کا اور۔ سو اور ہزار میں جتنا فرق ہے
اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے مجددوں میں بھی فرق ہے۔ مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس
ت میں جو فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں خواہ وہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد اور ابدال و
ہوں۔ اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔

خاص کند بندہ مصلحت عام را خدا مصلحت عامہ کے لئے کسی بندے کو مخصو
کر دیتا ہے" (مکتوبات دفتر دوم، مکتوب، ترجمہ عبارت از علامہ نور بخش توکلی)

آخری جملوں کی مزید تشریح کے لئے حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ غلام
دہلوی قدس سرہ جنہیں تیرھویں صدی کا مجدد اور اپنے دور کا قیوم کہا جاتا ہے۔ کی طر
آیئے آپ فرماتے ہیں۔

" راہ ولایت کے کھلنے کا واسطہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ و جہ
وجود باجود ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس توسط میں شریک ہیں۔ اس کے بع
رہ میں سے باقی امام اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولایت کی اس لما
کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ لیکن اس دوسرے ہزار میں حضرت مجدد الف ثانی قد سنا
تعالیٰ باسرارہ السامی بھی اس امر میں شریک ہیں یہ بات ثابت ہے کہ اس دوسرے ہزار میں
شخص درجہ ولایت کو پہنچتا ہے، خواہ وہ کسی خاندان میں مرید ہو، اس کے لئے بغیر ان کی
طت کے ناممکن ہے۔ وہ ان کی توجہ و امداد سے ان مرحلوں کو طے کرتا ہے، اگرچہ قط
و ابدال و اوتاد و غوث ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ سالکین حضرت مجدد کی توجہ اور مدد کی خب
گاہی بھی رکھتے ہوں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۲۳۴)

Marfat.com

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ غلام علی قدس سرہما کے ان ارشادات کی تائید کرنے والے ایک دو نہیں، بیسیوں اکابر ملت ہیں جنھوں نے اپنے اپنے دور میں مجددی فیوض و برکات سے مشرف ہو کر ایک دنیا کو دین کی راہ پر چلایا۔ سالک و مجذوب بزرگوں نے اپنے اپنے رنگ میں اور عالم و اُمی حضرات نے اپنے اپنے انداز میں حضرت شیخ مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض عام کا ڈھنڈورا پیٹا۔ چورہ شریف، علی پور شریف، قصور شریف، شرقپور شریف، آلو مہار شریف، قلہ شریف جیسے عظیم و نامور مجددی آستانے تو محض پنجاب (پاکستان) میں ہیں ان کے علاوہ سندھ، سرحد اور بلوچستان میں کئی مرکزی خانقاہوں کا تعلق بھی اسی خانوادہ نور و نکہت سے ہے۔ پھر بھارت میں سیکڑوں چھوٹے بڑے آستانے اسی مجددی فیض کے میخانے ہیں۔ یہاں سے نکل کر باقی عالم اسلام کی وسعتوں میں پھیل جائیے اور ان کے سربرآوردہ مشائخ کو گننے کی کوشش کیجئے جنھیں حضرت شیخ مجدد کی غلامی پر فخر و ناز ہے تو آپ گن نہیں سکیں گے دور آخر کے وہ امی بزرگ جو حضرت سیدنا عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح اپنے اپنے زمانے میں مختلف علوم و فنون کی پیچیدہ ترین گتھیاں سلجھاتے رہے مثلاً مطلع انوار حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی اور مخزن اسرار حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری قدست اسرارہما بھی اسی فیضان مجددی کے وارث و نقیب تھے۔ یہ حضرات جو اپنے علم لدنی سے بڑے بڑے محقق علما کو ساکت و حیران کر دیتے تھے اگر سیدنا مجدد الف ثانی کے علوم و معارف اور عظمت شان کی تصدیق فرماتے ہیں تو اہل انصاف کے ہاں اس کی بڑی وقعت ہونی چاہئے۔ خیال فرمایئے دنیا بھر کے کثیر اولیائے کرام علیہم الرحمہ اگر توثیق فرماتے ہیں اور حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جن منازل عروج کی نشاندہی

Marfat.com

فرمائی ہے ان پر فائز ہو سکیں تو کیا یہ آپ کے برپا کئے ہوئے عظیم عرفانی وروحانی انقلاب ک
منہ بولتا ثبوت نہیں۔ جن حضرات کو کسی منزل کے تعین میں اختلاف ہے انکار نہیں، او
اختلاف بھی اسی لئے ہے کہ اس منزل مخصوص تک ان کی رسائی نہیں ہو سکی، نیز اس سلسل
میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کا یہ جملہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے (جو اوپر گزر چکا ہ
،یعنی)

"یہ ضروری نہیں کہ سالکین حضرت مجدد کی توجہ اور مدد کی خبر و آگاہی بھی رکھت
ہوں،، سیدنا مجدد الف ثانی کا یہ فیض روحانی تذکیری اور کشفی قسم کا ہی نہیں بلکہ علمی، تبلیغ
اور تحریکی بھی ہے، جہاں کہیں اسلام پر نازک وقت آیا ہے، مجددی مستانوں نے آتش نم
ود میں کود کر کفر کی آگ کو دین کا گلزار بنانے کی سنت پوری کی ہے۔

کسے معلوم نہیں انگریزوں کے منحوس دور بر صغیر پاک و ہند میں اعلیحضرت بریلوی
کی تائید میں بھی مجددی حضرات ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اور جب غیر ملکی آقاؤں کی شہ پ
یہاں گستاخی رسول کے درجنوں دروازے کھولے جا رہے تھے انھیں بند کرنے میں ان
حضرات کی علمی و روحانی کاوشیں کسی طرح بھی کم اہم نہیں۔ لاکھوں کروڑوں عوام جو ان
کے آستانوں سے وابستہ تھے، ایمان و عشق پر ثابت قدم رہے ہیں تو اس میں ان کے فیض
کا بہت عمل دخل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کی محبت کو دلوں میں اجاگر
راسخ کرنے کا فریضہ سب سلاسل کے اولیائے کرام نے سر انجام دیا اور سب کے سب
سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی تائید و توثیق سے اس راہ پ
گامزن رہے۔ بعض مورخوں کا خیال ہے کہ دور فرنگ سے پہلے تک بر عظیم میں جتنے لوگ
حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہزاروں کی تعداد میں شہید

Marfat.com

ہوئے اور اقتصادی طور پر از حد تباہ ہونے کے باوجود نیز انگریزوں اور ہندوؤں کی ناپاک سازشوں کے باوجود اس دور میں اس سے کہیں زیادہ دامن اسلام میں آئے، گویا اکابر اولیاء اللہ کی بہترین مخلصانہ تبلیغی مساعی سے کئی صدیوں میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد سے اس ایک ڈیڑھ صدی کے نومسلموں کی تعداد زیادہ تھی بلاشبہ اس کی اصل وجہ تو تائید ربانی ہی ہے جس کا ظہور آج بھی دیکھا جارہا ہے۔ یعنی وہ امریکہ جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ خود تیزی سے اس کی آغوش میں آرہا ہے، گویا

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی یہ پھیلے گا، جتنا کہ دبا دیں گے

مگر ظاہری سبب اولیائے کرام کے یہ مقدس روحانی آستانے بھی ہیں اور ان روحانی آستانوں میں خصوصیت سے مجددی خانقاہوں کا فیض بھی از حد نمایاں ہے۔ پھر ان مجددی خانقاہوں میں کتنی ہی ایسی ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی روحانی ہی نہیں نسبی اولاد سے متعلق ہیں۔ پنجاب، سندھ، سرحد کے علاقے ان کے فیض سے سیراب ہورہے ہیں تو افغانستان کا چپا چپا بھی ان کی روحانی برکات کی گواہی دے رہا ہے۔ بلکہ شام، یمن، ترکی اور دوسرے مسلمان ممالک میں حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے فیضان اپنا رنگ جمائے ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ وہ بیسیوں علاقے جہاں آپ اور آپ کے جانشینوں کے خلفا پہنچے آج تک ان کے بے پناہ اثرات و فتوحات سے منور ہیں

سرخی خار مغیلاں سے پتا چلتا ہے
تیرے دیوانے یہاں آئے یہاں تک پہنچے

جہاں بھی اسلام کے احیاء کے اور ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک اٹھی ہے، غلامان

Marfat.com

مجدداس کا ہراول دستہ بنتے ہیں۔

انگریزوں کے اسی تاریک دور میں ترجمان حقیقت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ کی خدمات یا احسانات کا کون انکار کر سکتا ہے۔ جدید تعلیمی ادارے جن میں جد سائنس، جدید فلسفہ اور جدید نفسیات نے معلمین اور متعلمین کو اسلام سے بہت دور کر تھا اور دینی گھرانوں کے چشم و چراغ بھی ان علمی فضاؤں میں مبہوت ہو کر احساس کہتری شکار ہو رہے تھے، یہ اقبال کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انھیں اس بے یقینی، تیرہ فکری اور ا س کہتری کی شب سیاہ سے نکال کر صبح یقین و ایمان تک پہنچایا انھیں عشق رسول ﷺ سے مالا مال کیا، مذہب کی ضرورت و اہمیت ان کے ذہن نشین کرائی اور قرآن پاک کی عظم سے آگاہ کیا۔ اقبال کی جدوجہد سے بڑے بڑے سیاستدان، مقنن، فلسفی اور سائنسدان اسلا کے سامنے سرنگوں ہوئے۔ تبلیغی نقطہ نظر سے شاید یہ مشکل محاذ تھا جسے شاعر مشرق نے سنبھالا۔ اقبال طریقت کے اعتبار سے اپنے والد محترم شیخ نور محمدؒ کے سلسلہ قادریہ میں م ید تھے اور باشعور قسم کے قادری تھے ایک مدت تک وحدۃ الوجود کے علمبردار رہے یورپ کی عظیم یونیورسٹیوں میں شیخ اکبرؒ کے نقطہ نظر پر لیکچر دے چکے تھے۔ لیکن جب حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کیا تو کایا ہی پلٹ گئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اقبال کو عظیم اقبال بننے کی سعادت ملی تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا فیض تھا۔ جب خانقاہ نشین صوفی سے فرمار ہے تھے کہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقا ہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

تو اس وقت بھی اُن کے سامنے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی سیرت کا تصو

تھا۔ ہاں ہاں ذرا اقبال کے پیغام کو پڑھتے جایئے اور غور کرتے جایئے آپ تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ قلندرِ لاہوری کی زبان پر فیض سرہندی بول رہا ہے۔ ذرلب ولہجہ تو پہچانیئے۔

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرود
تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حقیقت یہ ہے کہ گبستن اور پیوستن کے اسرار اقبال پر مکتوبات شریف کی برکت سے ہی کھلے ہیں، اس لئے جب وہ 'وحدہ الشہود' سے سرشار ہو کر اسلام کی انقلابی دعوت سے دورِ حاضر کے علمی میدانوں میں گونج رہے تھے۔ تو بارہا صاحبِ مکتوبات سے استمداد بھی کرتے تھے مثلاً ایک غزل جو بالِ جبریل کی زینت ہے۔ گویا بارگاہ مجددی میں ایک درد مند کی فریاد ہے۔ مطلع اور دوسرا شعر یوں ہے۔

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی
تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

اور پھر کس دکھ سے قوم کی فکری و عملی سہل انگاری کا رونا روتے ہیں (اور حضرت شیخ مجدد کی ایمان افروز علمی و روحانی تحقیق کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی!

آخر میں' حسن طلب' کا انداز ملاحظہ ہو!

Marfat.com

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

یہ تھے مفکرِ پاکستان حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ جنھوں نے جدید زبان میں قدیم اسلام کی ترجمانی کی، اور ملت اسلامیہ کو قوتِ عشق سے لیس ہو کر دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی تلقین فرمائی، مگر کس کی رہنمائی سے، حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کیمیا اثر کی رہنمائی سے یہی وجہ تھی کہ اقبال کو بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے جو 'مژدۂ رضا' ملا، اُس کی خبر بھی حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ ہی نے سنائی۔ لیجئے اس کی روداد بھی سن لیجئے۔ (حضرت اقبال ۱۹۳۵ء میں ایک خواب کی تعمیل میں سرہند شریف حاضر ہوئے، مزار شریف پر ایک گھنٹے تک مراقبے میں رہے۔ آگے ان کی اپنی زبانی سنئے)

"حضرت مجدد کی روح میری طرف محبت آمیز رنگ میں متوجہ رہی۔ مجھے ماحول کا احساس نہیں رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سامنے بیٹھا ہوں اور حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہاری دینی خدمات سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہو گئی ہیں۔ آنحضور ﷺ کی تم پر خاص نگاہِ کرم ہے۔ میرے قلب میں سوز و گداز کی ایسی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ الخ (حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم از مسعودِ ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ)

یہ اقبال ہی تھے جنھوں نے محمد علی جناحؒ جیسی شخصیت سفینۂ ملت کو ساحل آشنا کرنے کے لئے تیار کی۔ بانی پاکستان نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جب مسلمانوں کے لئے ایک نیا وطن حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا تو تمام علماء و مشائخ اہل سنت

Marfat.com

نے ان کا بھر پور ساتھ دیا۔ نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی تمام اکابر نے بیک آواز خلوص وللّٰہیت کے ساتھ حضرت جناح سے تعاون کیا اور پاکستان بنا کے دم لیا۔

حضرت مولانا محمد بخش مسلم نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ (سابق خطیب مسلم مسجد لاہور) جو آفتاب طریقت، شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد صاحب، شرقپوری قدس سرہ کے مرید، حضرت اقبال کے شاگرد و ہمنشیں اور حضرت جناح کے ایک سپاہی تھے، بیان فرمایا کرتے تھے کہ محمد علی جناح کو قائداعظم بھی سب سے پہلے ایک نقشبندی مجددی بزرگ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدثِ علی پوری علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا ۔آپ نے اس موقع پر یوں گہر افشانی کی تھی۔

'اے محمد علی جناح، میری قوم مجھے امیر ملت کہتی ہے، میں آپ کو 'قائداعظم' کہتا ہوں۔

پھر حضرت 'قائداعظم' کو بارگاہِ رسالتمآب ﷺ کے حوالے سے کامیابی کی خبر بھی حضرت شیخ مجدد علیہ الرضوان کی اولاد کے ایک عظیم فرد یعنی حضرت قبلہ پیر غلام محمد مجددی علیہ الرحمۃ نے دی تھی۔ (تفصیل ملاحظہ ہو۔ قائداعظم نے اپنے خاص رفقاء موسیٰ قلعہ دار اور محمد علی ضیاء کے ذریعے آپ کو (یعنی حضرت پیر غلام محمد مجددی علیہ الرحمۃ کو) یہ پیغام بھجوایا کہ میری رہبری اور راہنمائی فرمائیں کہ پاکستان کے حصول کے لئے جو میں جدوجہد کر رہا ہوں اس میں مجھے کامیابی حاصل ہو گی یا نہیں۔ آپ نے قائداعظم کو کہلوایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے سر پر پگڑی بگڑ رہی تھی حضور سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ نے اس کو درست فرمایا ہے۔ لہذا مطمئن رہو انشاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا اور اس کا سہرا تمہارے سر پر ہی ہو گا۔ (تجلیات ضیائے معصوم از ڈاکٹر صاحبزادہ

Marfat.com

ابوالخیر محمد زبیر)) بلکہ دو قومی نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا، اس کی زبردست علمبرداری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی چنانچہ مکتوبات شریفہ اس پر شاہد عادل ہیں۔ تحریکِ پاکستان میں فیضِ مجددی کی یہ ادنیٰ سی جھلک ہے، ورنہ تفصیل کی اس مختصر سی تحریر میں کہاں گنجائش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام میں جہاں کہیں بیداری کی کوئی لہر اُٹھتی ہے، اس میں بالواسطہ مجدد الف ثانی علیہ الرضوان کے غلام شامل ہوتے ہیں۔ ترکی ہی کو لے لیجئے۔ آجکل وہاں فوجی ملحدوں کی حکومت ہے اور اتاترک کے زمانے سے وہاں الحاد کی نحوست عام ہے تاہم اسلام کے دفاع کی سعادت کا سہرا وہاں جن قوتوں کے سر سج رہا ہے۔ اُن میں سے اکثریت کا تعلق آستانِ مجدد سے ہی ہے۔ یہ کتنی دلچسپ بات ہے کہ سعودی حکومت کے مفت تقسیم کرنے والے وہابی لٹریچر کا سب سے زیادہ موثر، مسکت اور جامع جواب اہل سنت کا جو ادارہ دے رہا ہے۔ وہ بھی ترکی ہی کا مکتبہ الیشیق ہے۔ فیضانِ مجددی کا شہکار علمی واشاعتی ادارہ کروڑوں کی تعداد میں بڑی بڑی ضخیم اور مختصر کتابیں شائع کر کے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تعلیمات و تحقیقات کی روشنی میں ساری دنیا میں انھیں مفت تقسیم کر رہا ہے۔ مثلاً آپ پاکستان سے یا کسی ملک سے اُنھیں ایک خط لکھ دیں کہ میرے بیس دوستوں کے پتوں پر فلاں فلاں کتاب بھیج دیں۔ وہ بھیج دیں گے اور آپ سے ڈاک خرچ تک بھی نہیں لیا جائے گا۔ یہ کتابیں عربی، فارسی، ترکی، اردو، انگریزی، فرانسیسی اور غالباً بعض دوسری زبانوں میں شائع کی جاتی ہیں۔ اور یوں بہت وسیع پیمانے پر اسلام اور سواد اعظم کا موثر دفاع کیا جا رہا ہے۔ ان میں حضرت مجدد الف ثانی اور اُن کے روحانی و نسبی خانوادے کی تصانیف کے علاوہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی شیخ الاسلام علامہ یوسف نبہانی اور دیگر عرب و عجم کے علماءِ اہل سنت کی تحریریں بھی شامل ہیں۔ غور

Marfat.com

ایۓ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنے دور کے دو جابر سلطانوں
ے خلاف تقریری و تحریری جہاد کیا اور جناب حلمی ایشیق نے اسی سنت مجدد کو مطمحِ
ر بنا کر اپنے دور کی نجدی حکومت سے مقابلہ کیا۔

جہاں تک حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اس فیض کا تعلق ہے جو
ت کی مردہ رگوں میں خونِ زندگی دوڑاتا ہے۔ میں بھی ایک چشم دید واقعہ عرض کرنا
ہتا ہوں۔ ہوا یہ کہ ۱۹۹۰ء میں جب دوسری بار سرہند شریف کی حاضری کا شرف ملا تو
ے بار بار علامہ اقبال کے درج ذیل دو شعر یاد آتے تھے جن میں آپ نے ایک عرب مجاہدہ
طمہ بنت عبداللہ جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی تھی سے
طاب کیا ہے۔

ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں
بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعتِ مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں اُن کی اس مرقد سے میں

میرا نقطہ نظریہ تھا کہ اگر فاطمہ بنت عبداللہ علیہا الرحمۃ کی قبر کے ہنگامے سے
یک تازہ دم اور شعلہ سرشت قوم پیدا ہو سکتی ہے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ
کے مزارِ پُر انوار سے اس سے بھی زیادہ انقلابی لوگ تیار ہونے چاہئیں۔ دربار مجدد کی
ورانی فضاؤں میں مجھے اکثر یہی خیال رہتا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا کہ دربار لاثانی کے
زیر اعظم، حاجی محمد مقبول احمد علیہ الرحمہ جو میرے اس سفر کا سبب بنے تھے، فرمانے لگے،
جاؤ اور باہر سے سیب لاؤ، باہر نکلا تو سڑک کے قریب ہی دوسری طرف ایک عظیم

Marfat.com

الشان پنڈال میں جلسہ ہو رہا تھا میں حیرت زدہ ہو کر وہیں بیٹھ گیا تو دیکھا جوان، بوڑھے اور بچے، علما اور صحافی، شاعر اور نعت خواں سب اپنی باری سٹیج پر آتے تھے اور نظم و نثر میں اسلام کی خاطر بوقتِ ضرورت اپنا تن من دھن قربان کر دینے کا اعلان بھی کرتے تھے اور حکومت ہند کی اسلام کش پالیسیوں پر برس بھی رہے تھے مثلاً ایک بوڑھا بابا انتہائی جذ شیلے انداز میں بازو لہراتا تھا اور بار بار آواز دیتا، آؤ مجھے پکڑو میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰ والسلام کی شمعِ رسالت کا پروانہ ہوں۔ ایک اور خطیب نے ہندوؤں سکھوں کے قبضہ سے بعض مساجد کے واگزار کرنے کا تذکرہ بھی نہایت ایمان افروز انداز میں کیا، ملیر کوٹ ایک صحافی دعوت دے رہا تھا کہ جس شخص کی فریاد کوئی نہیں چھاپتا، میرے پاس آ ہیں۔ اپنے اخبار میں اُس کا بیان دوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے شاید ساری زندگی میں ایسا ایمان افروز منظر کبھی نہیں دیکھا، گویا 'قومِ تازہ' کے بارے میں جو خیال بار بار آ رہا تھا سیدنا حضرت مجدد قدس سرہ نے اپنے تصرف سے اُس کا نقشہ دکھا دیا۔ ہندوستان میں اسلام کے مستقبل کے سلسلے میں جو خدشات دل و دماغ کو پریشان کر رہے تھے، یکسر دور کر دیئے۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عرس مقدس میں شمولیت کیلئے جا لوگ جن کا تعلق آستانِ شاہ لاثانی سے تھا اور حاجی مقبول احمد صاحب سے قیام پاکستان سے پہلے کی جان پہچان رکھتے تھے، جموں کشمیر کے علاقے سے آئے تھے۔ یہ پہلے بریلی شریف میں اعلیحضرت فاضل بریلوی کے عرس (۲۵ صفر) میں اور پھر یہاں مجدد صاحب کے عرس (۲۸ صفر) میں شامل ہوئے تھے۔

اُنھوں نے بریلی شریف کے عرس کی روداد سنائی اور حضرت مولانا عبید اللہ مدنی

Marfat.com

کی باطل سوز تقریر کا ذکر کیا (جس میں اُنھوں نے حکومت ہند کے مسلم کش رویئے پر سخت تبصرہ کیا تھا اور اُن کشمیری مجاہدوں کے ایمان افروز کارنامے بھی بیان کئے جو ایمان اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر مسلح اور بے رحم بت پرستوں کے ناپاک عزائم کو مٹی میں ملا رہے ہیں اور ابھی تک اُنھیں ذلالت و ہلاکت کے جہنم میں دھکیل رہے ہیں) گویا یہ ملاقات بھی 'قوم تازہ' کی نمود کا ایک پیغام تھی۔

حضرت شیخ مجدد کی عظمتوں کا اجمالی تعارف : گذشتہ صفحات کو ایک دفعہ پھر غور سے پڑھیئے اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کیجئے کہ حضرت شیخ ہی تو ہیں۔

۱۔ جنھیں حضور سرور کائنات اعلم موجودات ﷺ کی 'حدیث صلہ' کا مصداق ٹھہرایا گیا (آپ سے پہلے کسی بزرگ نے اپنے 'صلہ' ہونے کا دعویٰ کیا نہ کسی مجدد مجتہد اور صوفی و عارف نے)

۲۔ جنھیں غوث اعظم شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ نے کئی صدیاں پہلے ہی اپنے جُبے سے مختص کر کے عظمتِ ولایت کی بشارت دے دی تھی۔

۳۔ جنھیں حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ نے سفرِ ہند کا مقصود قرار دیا اور عظیم و جلیل مقامات و درجات کی پیش گوئی فرمائی۔ (حضرت خواجہ شیخ عبدالحق دہلوی کے بھی پیرومرشد ہیں رضی اللہ عنہ)

۴۔ جن کی ولادت سے قبل بھی مختلف اولیائے اکابر رضی اللہ عنہم نے رفعت شان کا ذکر کیا تھا۔

۵۔ جن کے والدِ ماجد حضرت شیخ عبدالاحد رضی اللہ عنہ کو خواب کے ذریعے آپ کی عظیم خدمات و احسانات کی بشارت دی گئی۔

Marfat.com

۶۔ جن کے بچپن میں حضور غوث الورا رضی اللہ عنہ کے سچے وارث حضرت شاہ کمال کیتھلی رضی اللہ عنہ نے بھی صحت ورفعتِ کمالات کی نوید سنائی۔

۷۔ جنھوں نے 'اکبر' کے مسلم کش اور اسلام دشمن دور میں تحفظ اسلام کا بیڑا اُٹھایااوراس تاریک ترین عہد میں بھی دین حق کی شمع روشن رکھی۔

۸۔ جن کے تربیت یافتہ روسا و زعمانے جہانگیر کا تخت نشینی کے مسئلے میں ساتھ دے کر اکبری طرز حکومت کا خاتمہ کرادیا۔

۹۔ جنھوں نے جہانگیر جیسے فاجر وجابر بادشاہ کے منہ پر کلمہ حق کہہ کر ہی بہترین جہاد کا شرف حاصل نہیں کیا بلکہ قول کے مطابق عمل بھی کیا (یعنی صرف سجدہ تعظیم کا زبان سے انکار نہیں کیا بلکہ عمل سے بھی اپنی بات ثابت کردی۔ جب حق بات کہنے سے ہی افضل الجہاد ہو جاتا ہے تو عمل کرنے والے کا درجہ اس سے بلند تر ہونا چاہئے)۔

۱۰۔ جنھیں محض اسلام کی خاطر قیدوبند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا، یہی نہیں جس کی جائیداد کو جلا کر اور تباہ وبرباد کر کے اہل خانہ کو بھی پریشان کیا گیا۔

۱۱۔ جن کی رہائی خود حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے اشارے سے عمل میں آئی۔

۱۲۔ جنھوں نے خود کو تصنیف و تبلیغ تک محدود نہ رہنے دیا بلکہ اسلام کے دفاع کے لئے علماء،صوفیہ اور اُمرا وحکام کی ایک فوج تیار کی۔ جنھوں نے دور حاضر کی اصطلاح میں چہرے ہی نہیں، نظام بھی بدل کے رکھ دیا۔ (یاد رہے اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اور نئے دینی وفکری فتنوں کی سرکوبی کے لئے کتابیں لکھنا اور ہے۔

Marfat.com

اور انقلاب کے ذریعے فتنوں کا قلع قمع کر کے دین کی حفاظت کرنا اور ہے۔ ہاں ہاں، اپنی بات سنانا اور ہے اور اپنی راہ پر چلانا اور)

۱۳۔ جن کے فیض سے یہ اسلامی انقلاب اتنا جامع اور ہمہ گیر تھا کہ کم از کم بر صغیر کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا دور فیضان مجدد کے عروج کا دور تھا جس میں حکومتی سطح پر ہر بدعت کو ٹھکانے لگایا گیا اور اسلام کو کلیات وجزئیات کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ ('منصبِ تجدید' کا یہ بے مثال کارنامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس شان سے کہیں اور نظر نہیں آتا)۔

۱۴۔ جن کا فیضان بر عظیم تک محدود نہیں رہا بلکہ دوسرے اسلامی ممالک کے اکثر سلاطین بھی حلقہ بگوش ہو کر اپنے اپنے ملک میں آپ اسلامی نظام کی بالادستی اور کتاب وسنت کو سپریم لاء بنانے کا اہتمام کرتے رہے گویا چند سالوں کے اندر اندر عالم اسلام، اسلام کی حقیقی روشنی اور فیض وبرکت سے جگمگانے لگ گیا۔

۱۵۔ حضرت مجدد کا دائرہ تجدید چونکہ ایک صدی تک محدود نہیں تھا لہذا آپ کے بعد بھی اسلام پر جب کبھی نازک وقت آیا، مجددی حضرات کی کاوشوں سے طوفانوں کا رخ بدل گیا اور ہر ایسے وقت میں ان کا کردار تاریخ ساز ثابت ہوا۔ مثلاً حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اُن کے عظیم وجلیل فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہما جیسے مجددی بزرگوں کے علمی، روحانی اور سیاسی کارنامے ملاحظہ فرمایئے (جن کا مختصر ذکر اوپر بھی آچکا ہے)

۱۶۔ امت مسلمہ کی بیداری کے لئے جو لوگ میدان میں عمل آتے رہے ہیں اور ان چار صدیوں میں ملت اسلام کے استحکام، سالمیت اور بقا کے لئے جو تحریکیں

Marfat.com

بھی چلیں، ان میں مجددی حضرات کا ظاہری کردار بھی نہایت نمایاں رہا ہے۔ مثلاً چودھویں صدی ہجری کا تاریخ اسلام کی رو سے سب سے بڑا واقعہ 'قیام پاکستان' ہے اس کی تفصیلات بھی اس پر شاہد ہیں۔

۱۷۔ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنھوں نے ولایتِ صغریٰ سے اگلی منزلیں دکھائیں چنانچہ

ایک نقشبندی مجددی محقق و صوفی پروفیسر نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو طریقہ جدیدہ عطا فرمایا۔ آپ سے پہلے سالک کی سیر صرف ولایتِ صغریٰ یعنی قلب میں منحصر تھی اور شاذ و نادر کسی کو ولایت کبریٰ میں ہوا کرتی تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت شیخ پر ولایتِ کبریٰ، ولایتِ اعلیٰ، کمالاتِ نبوت و رسالت و اولوالعزم، حقیقتِ ابراہیمی، حقیقتِ موسوی، حقیقت محمدی و احمدی، حب صرفہ و لاتعین اور نیز حقیقت کعبہ، حقیقتِ قرآن، حقیقت صلوٰۃ و معبودیت سب منکشف فرمائے اور آپ نے ان کمالات کی سیر بالتفصیل اپنے صاجزادوں خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کو کرائی اور بفضلہ تعالیٰ آپ کے خاندان میں آج تک جاری ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گی" (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مظہر جانجاناں قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا طریقہ بیان کیا ہے اور اپنے طریقہ کے مقامات و کمالات تحریر فرمائے ہیں اور اس طریقہ کے برگزیدہ اصحاب جو ان مقامات و واردات پر پہنچ گئے ہیں، ہزاروں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں اور ان مقامات میں کوئی شبہ نہیں

Marfat.com

کیونکہ ہزاروں علماء و عقلا کے اقرار سے وہ تواتر تک پہنچ گئے ہیں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

منصب تجدید کی شہرت: حضرات القدس میں فرماتے ہیں

حضرت بدرالدین سرہندی خلیفہ مجاز حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

'حضرت شیخ مجدد ایک دن قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا گئے وہاں مٹی کے ایک ناتمام پیالے پر لفظ مبارک 'اللہ' نقش تھا اور اس سے غلاظت اُٹھاتا تھا۔ آپ کی نظر اس پیالے پر اور اللہ کے مبارک نام پر پڑی۔ آپ اسے اٹھا کر باہر تشریف لے آئے اور پانی منگوا کر اپنے ہاتھ سے اس نامکمل پیالے کو پاک کیا اور پھر اسے سفید کپڑے میں لپیٹ کر ادب سے طاق میں رکھ دیا۔ جب پانی نوش فرماتے اسی میں فرماتے، اس سلسلے میں آپ کو الہام بھی ہوا تم نے ہمارے نام کا احترام کیا، ہم تمہارے نام کو رفعت دیں گے'

یہ اسی وعدے کا ظہور ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان آپ کو امام ربانیؒ اور مجدد الف ثانی کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ بالخصوص 'شیخ مجدد' امام ربانی اور 'مجدد الف ثانی' جیسے الفاظ و تراکیب کا مشار الیہ اور مصداق آپ کے سوا کسی اور کو نہیں سمجھا جاتا۔ جس طرح ہر دور میں کوئی نہ کوئی غوث الاغیاث اور غوث اعظم ضرور ہوتا ہے مگر جب یہ الفاظ زبان پہ آتے ہیں تو ان سے مراد حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہی ہوتی ہے۔ یعنی منصبِ غوثیت کا آپ سے اتنا نمایاں تعلق ہے کہ اسے کسی صورت جدا نہیں کیا جاسکتا۔ (یہاں تک کہ دور حاضر کے منکرین اولیاء لفظ 'غوث' سے بہت چڑتے ہیں اور اسے خدا کے سوا کسی اور کے لئے استعمال کرنا 'شرک' جانتے ہیں پھر بھی غیر مقلد ہوں یا دیوبندی اکابر، غوث اعظم اور غوث الثقلین جیسے الفاظ آپ ہی کی شان میں بولے جاتے ہیں) اگر کوئی دوسری شخصیت مراد ہو تو اس کا نام بھی ساتھ لینا پڑتا ہے۔

Marfat.com

جب شہنشاہِ بغداد کا منصبِ غوثیت سے ایسا اٹل تعلق ہے تو وہ شخص کتنا عجیب اور کینہ پرور ہے جو کسی دوسرے بزرگ کو تو غوث اعظم مانتا ہو مگر آپ کی غوثیت کا انکار کرتا ہے یا اس زعم میں ہو کہ دوسرے بزرگوں کی غوثیت آپ کی شان غوثیت سے بڑھ کر ہے یا برابر ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص مطلقاً حضرت مجدد یا شیخ مجدد جیسے الفاظ زبان سے نکالتا ہے تو ان سے بولنے اور سننے والے کی مراد صرف اور صرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہی ہوتے ہیں آپ کے وصال شریف کو تقریباً صدیاں گزرنے کو ہوئیں مگر منکرین اولیا نے ترکیب (نام) کسی اور کے لئے وضع نہیں کی، بلکہ اُس بغض کے باوجود جو انھیں اکابر ملت سے ہے۔ آپ کے بارے میں 'مجدد الف ثانی' کی ترکیب بول یا لکھ کر کسی قباحت کا احساس ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ میرے ناقص علم میں گولڑہ شریف کے ایک شخص نے اسے آفتاب چشت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کے نام نامی سے چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ پیر صاحب علیہ الرحمۃ 'ہزار سال' کے سر پر ظاہر بھی نہیں ہوئے بلکہ تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور چودھویں صدی ہجری میں واصل بحق ہوئے نیز خود حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ بھی یہ ترکیب یعنی مجدد الف ثانی کا لقب اپنے لئے نہیں بلکہ خواجہ سرہندر ضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (جیسا کہ اُن کی اپنی کتابوں سے ظاہر) اسی طرح آجکل کے ایک خوشامدی مولوی نے بھی یہ حرکت کی ہے یعنی اپنے 'قائدِ انقلاب' کو 'مجدد الف ثانی' ثابت کرنے کی افسوسناک کوشش کی ہے حالانکہ یہ قائد صاحب مبینہ طور پر ایسی عورت کے دام فریب میں آگئے ہیں جو اسلام دشمنی قرآن دشمنی بلکہ رسول دشمنی میں 'بے نظیر' ہے ہاں اسی قسم کے زبردست مولوی تھے جنھوں نے 'اکبر' کو 'اکفر' بنا دیا تھا۔

Marfat.com

تاہم خدا کا شکر ہے، خود 'قائد انقلاب' تا حال حضرت مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔

اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی علمی خدمات کا کون قائل نہیں۔ یہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے کہ جب 'انگریز پرست مجتہدین' اور ہندو پرست محققین امت مسلمہ کا تعلق حضور سرور کونین علیہ السلام کے در رحمت سے توڑنا چاہتے تھے اور سلف صالحین کے خلاف بغاوت پھیلا رہے تھے آپ نے اپنے خداداد علم اور عشق اور ادب کے ساتھ مرکز گریز رجحانات کا موثر مقابلہ کیا اور کئی فکری و دینی فتنوں کا سدباب کر کے سرخرو ہوئے، انہیں سے وابستہ کہلانے والے بعض خود سر حضرات (جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں) اعلیحضرت کی اپنی روش کے خلاف بزرگوں کو آپس میں لڑانے اور دوسروں کو بزرگوں سے بد ظن کرنے میں لگے ہوئے ہیں) ورنہ الحمد اللہ ذمہ دار رضوی حضرات عموما اس قسم کی فتنہ پرور سوچ سے بالاتر ہیں۔ کیونکہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے تمام بزرگوں کا ادب سکھایا ہے۔ اور دوسرے قدیم و جدید اقلیتی فرقوں کے مقابلے میں آپ کی یہ روش عین سواد اعظم کی بہترین ترجمانی تھی۔

سیدھی سادی بات ہی یہی ہے جس شخصیت کو تم مجدد مائۃ حاضرہ مجدد اعظم کہتے ہو جب وہ خود بھی کسی فرد اکمل کو مجدد الف ثانی قرار دے رہی ہے تو تمہیں مجدد الف ثانی کہنے سے کیوں گریز ہے اور اگر پھر بھی تمھیں اپنی اس 'بغاوت' پر اصرار ہے تو فرمائیے کیا یہ بغاوت اعلیحضرت فاضل بریلوی سے نہیں۔ سوچئے! کیا تمہارا طرز فکر و عمل کسی حد تک اس قوم سے نہیں ملتا جو مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے محبت کا دعوی کرتی ہے مگر وہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم جن کی بیعت اقتدا اور

Marfat.com

مشاورت سے آپ مشرف ہوئے، کی قائل نہیں۔ خدا را سوچئے اور تاریخ کا مطالعہ کر نے کے بعد سوچئے اگر حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ اسلام کا کلمہ بلند نہ کرتے اور اکبر کے 'دین الٰہی' کو پھلنے پھولنے دیتے تو کیا صورتِ حالات ہوتی۔ اگر آپ کے پاس زیادہ ضخیم کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں تو یہی چند اوراق کسی قسم کے تعصب سے بالاتر اور انصاف سے 'مزین' ہو کر پڑھ لیجئے، شاید کچھ اجالا نظر آ جائے بر عظیم میں اسلام نزع کے عالم میں تھا، جب حضرت مجدد کی مسیحا نفسی نے نشاۃ ثانیہ بخشی اور خدانخواستہ آپ کا ظہور نہ ہوتا تو نہ یہاں شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز ہوتے اور نہ فاضل بریلوی (علیہم الرحمۃ) نہ کوئی صوفی ہوتا اور نہ محقق۔ آپ کی مساعی جمیلہ کا فیض مخفی نہیں بلکہ روز روشن کی طرح سب پر عیاں ہے۔ اپنے محسن کا شکر ادا کرنا چاہیئے ناکہ اس سے بغض رکھا جائے۔

اگرچہ اجمالاً یہ بات اوپر بھی آگئی ہے تاہم ذرا تفصیل سے دوبارہ پیش کرتا ہوں مختلف بزرگ جنھیں اپنی اپنی صدی کا مجدد گردانا گیا ہے سب قابلِ احترام ہیں اور اُنھوں نے اپنے اپنے دور میں جو کچھ بھی کیا، کتاب و سنت کی روشنی میں کیا۔ کسی پر بھی یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے کہ اُنھوں نے عموماً تصنیف و تالیف پر ہی اکتفا کیوں کی اور میدانِ عمل میں آکر وقت کے فرعونوں کے منہ پر کلمہ حق کیوں ادا نہیں کیا۔ حقیقت یہ کہ اپنے اپنے مخصوص حالات میں اسلام کی بہترین خدمت اُسی صورت میں سرانجام ہو سکتی تھی جیسی انھوں نے کی، کتابیں لکھیں، ملحدوں اور اسلام میں رخنہ اندازی کرنے والوں کا منہ بند کیا شاگردوں اور مریدوں کے جتھے تیار کئے اور یہ بھی بہت کچھ ہے، اعتراض کرنے والے اپنے گریباں میں منہ ڈال کر سوچیں، خود انھوں نے اسلام کے دفاع میں کونسا تیر مارا ہے اور کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اور پھر ان بزرگوں کے زمانے کا جائزہ بھی لیں۔ مثلاً اعلیحضرت فاضل

Marfat.com

ریلوی قدس سرہ کی ولادت باسعادت جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے لگ بھگ ہوئی۔ کامیابی
سے چند سال بعد تک انگریزوں کی حکومت مسلمانوں کو ہر میدان میں دباتی تھی۔ اُن کے
مدرسے بند کرتی رہی۔ اُنھیں مفلس وقلاش بنانے کے درپے رہی مگر پھر مذہبی آزادی کا
بیل لگا کر اُس نے حکومتی سطح پر اہل اسلام کے خلاف کسی نمایاں جارحیت کا ارتکاب
نہیں کیا۔ سوا اس کے کہ اپنے زرخرید ملاؤں کے ذریعے مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتی
رہی۔ گویا غیر ملکی فرنگیوں کی چالیں پس پردہ تھیں اور دیسی ملت فروشوں کی کاروائیاں
سامنے اور سرمیدان۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی کے لئے یہی بہتر تھا کہ جو لوگ دشمن کا
ہراول دستہ بن کے سامنے آگئے تھے۔ انھیں کو فرار پر مجبور کرتے، چناچہ آپ نے اس محاذ چنانچہ
پر جو کامیابی حاصل کی، لائق صد تحسین ہے۔ یعنی جو ملا انگریزوں کے اشارے پر کتاب و
سنت کی من مانی تشریحات سے توحید ورسالت اور دیگر عقائد کا حلیہ بگاڑ رہے تھے۔
اُنھیں کا توڑ کیا اور یقیناً یہ بہت بڑی خدمت تھی۔ چنانچہ اگر کوئی ملا نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے
یا 'ختم نبوت' کا نیا مفہوم گھڑ رہا ہے۔ تو ملکِ رضا کا خنجر خونخوار اُس کی 'تحقیق' کا خون بہانے
پر تل گیا۔ اگر کسی نے معاذاللہ 'صدق باری' یا صدق رسالت' کے خلاف منہ کھولا تو بریلی کا
مردِ قلندر کتاب و سنت کا لٹھ لے کر اُس کے پیچھے پڑ گیا۔

مختصر یہ کہ اسلام کے خلاف جس قسم کی سازشیں ہو رہی تھیں اُن کا جواب اُسی انداز میں موزوں تھا، جو اعلیحضرت نے اپنایا۔ رہ گیا کھلم کھلا جہاد بالسیف، تو اس کا دہ موقع نہیں تھا۔

بہر حال ہر مجدد صدی نے اپنے دور کی ضروریات اور حالات کے مطابق اسلام کی
عظیم الشان خدمات سرانجام دیں تاہم حکومتِ وقت کا صبر واستقامت کے ساتھ مقابلہ

Marfat.com

اور اس کی بتدریج اصلاح کرنے کی جو سعادت و عظمت قدرت نے الف ثانی کے مجدد کے لئے مختص کر رکھی تھی، اس کا جواب نہیں۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے اپنے ہر محسن کا اعتراف کرنا چاہیئے اور ہر ایک کے احسان کے مطابق اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اس معیار سے یقیناً ان مجددانِ مابعد میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمات واحسانات بھی بے شمار ہیں اور اُن کی تجدید کا دائرہ بھی ہمہ جہت ہے۔ اگر واقعی ہماری محبت کا محور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہے تو پھر جس جس نے جتنی جتنی آپ کے مشن کی خدمت کی اور آپ کی وراثت کا حق ادا کیا ہمارے پیش نظر رہنا چاہیئے۔

دورِ حاضر کا تقاضا: موجودہ دور میں اسلام کے دشمن مختلف گروہوں میں تقسیم ہونے کے باوجود اسلام دشمنی میں متحد و سرگرم ہیں۔ ہندو، عیسائی، یہودی، سب کو اسلام سے پرخاش ہے۔ ہر ایک گروہ اس شمعِ حق کو بجھانے کے درپے ہے (معاذ اللہ) دشمن ہشیار ہیں اور ہمارا نام و نشاں تک مٹانا دینا چاہتے ہیں۔ اپنے اپنے طور پر سب نے دہشت گردوں کی فوجیں تیار کر رکھی ہیں۔ اگرچہ بظاہر حمایتِ صحابہ، دفاعِ اہل بیت یا کشمیر کا نام لیتے ہیں مگر سب اپنے مذہب کی حفاظت اور مخالف کی بیخ کنی چاہتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ نہ کچھ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔ بزرگانِ دین نے ہمیں اکٹھا کیا اور ہم اُنھیں بزرگوں کو لڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نقشبندی، قدری چشتی اور سہروردی سب ایک رہے ہیں اور اب بھی ایک ہیں مگر ہماری سادہ دلی کہ انتہائی ضرورت کے وقت بھی ہمارا یہی ایک شغل رہ گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تفریقات پیدا کی جائیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ گروہ جس کا تعلق صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، مجتہدین اور مجددین کے ساتھ ہے وہ میدان عمل میں اترتا اور اسلام کا دفاع بھی کرتا (کہ حقیقی اسلام کا وارث یہی ہے) نیز اینے عوام کو

Marfat.com

ار اور منظم کرتا، مگر کسے یہ توفیق!

اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں یہی کام کیا اور خدا کے
نل سے اُن تمام طاقتوں کا مقابلہ کیا جو اسلام یا اس کی بہترین جماعت یعنی اہل سنت کے
لاف تھیں۔ خود قادریت کے غلبے کے باوجود چاروں سلاسل میں مجاز تھے اور چاروں
سلاسل کے مشائخ نے بھی دل کھول کر آپ کی تائید فرمائی۔ گستاخانِ رسول اور محرفینِ
تاب و سنت کے بارے میں آپ کا فتوی تکفیر بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی کہ خدا، رسول،
قرآن اور اسلام کے بارے میں تقریر و تحریر کرنے والے ادب و احتیاط سے کام لیں چنانچہ
اس کا خاطر خواہ اثر بھی ہوا۔ اس لئے رضوی حضرات پر خصوصیت کے ساتھ اس نسبت
کے تقاضے پورے کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اعلیحضرت سے عقیدت وارادات کا
نتیجہ تو یہ ہونا چاہئیے کہ اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جسے وہ 'مجدد الف ثانی' کہتے ہیں،
آپ بھی کہیں، نہ یہ کہ اعلیحضرت ہی کی محبت کا ڈھونگ رچا کر اُن کی روش کے برعکس ایک
مسلمہ شخصیت کے خلاف بغض و کدورت کا مظاہرہ کریں۔ کیا سنیت یا (بقول بعض '
بریلویت 'کی صداقت کی یہ دلیل کچھ کم وزنی ہے کہ جس شخصیت کو نجد و دیوبند کے اکابر مصلحتاً
ہی سہی، مجدد الف ثانی لکھنے پر مجبور ہیں اور ان کی عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں اُس کے
سارے فیصلے ہمارے حق میں ہیں۔ اگر آپ اس سلسلے میں کسی تحقیق و تدقیق پر رضامند ہوں
تو رئیس التحریر حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ کی کتاب تجلیات امام
ربانی مجددی عقائد و نظریات اور حضرت مولانا محمد سعید صاحب سائق خطیب مسجد داتا
گنج بخش کی عظیم تصنیف ' مسلک امامِ ربانی ' کا مطالعہ کریں۔ یا کم از کم مولانا غلام مصطفےٰ
صاحب مجددی کی کتاب "مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خاں بریلوی"، پر ہی ایک نظر ڈال

Marfat.com

لیں۔ خدا کا شکر ہے مجددی صاحب کی کاوش سے برصغیر کے سینکڑوں افراد کو اطمینا
میسر آیا ہے اور بزرگوں میں تفریق ڈالنے والوں کی چال بہت حد تک ناکام ہو گئی ہے۔

خدارا وقت کی آواز پہچانیں حضرت داتا گنج بخش ہوں، سرکار غوث اعظم
حضرت خواجہ غریب نواز ہوں یا شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی، حضرت محبوب ال
ہوں یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم سب ایک ہیں اور سب اپنے ہیں۔ ان میں ک
تفریق کی گنجائش نہیں اور نہ آپ پیدا کریں۔

محبت چوں تمام افتد ، رقابت از میاں خیزد
بگردِ شمع چوں پروانہ با پروانہ می سازد

یعنی محبت کامل ہو تو رقابت نہیں رہتی۔ دیکھئے شمع کے گرد پروانوں کا ہجوم اس
بات کو واضح کرتا ہے۔

یہی جذبہ تھا جس کے تحت مسعود ملت حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب
مجددی مدظلہ نے سو (100) سے زیادہ کتب اور مقالہ جات محض اعلیحضرت کی شان
عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے تحریر فرمائے ہیں، انصاف سے دیکھیں تو فاضل بریلوی کے
بارے میں اتنا عظیم کام کسی رضوی نے بھی نہیں کیا۔ کالجوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے
تعلیمی اداروں میں آپ کو متعارف کرنے کا جو اہتمام پروفیسر صاحب موصوف کے ذریعے
ہوا ہے۔ ایسی سعادت اور کس کو ملی ہے۔ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مجددی مرحو
نے جس شاندار طریقے سے اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کا دفاع کیا ہے، انھیں کا حص
ہے۔ خود اس فقیر کی دو کتابیں 'انوار لاثانی' 'سیرت حضور نقش لاثانی' اور (مذہبی
تعامل) بھی اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں کہ مجددی حضرات کو اعلیحضرت سے کتنا پیار

Marfat.com

۔ پہلی کتاب جو ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ قطب الاقطاب، غوث الاغیاث
وم زمانی، قندیل نورانی، اعلیحضرت پیر سید جماعت علیشاہ صاحب لاثانی قدس سرہ کی
سوانح عمری ہے۔ اس کا ایک باب ہے 'مذہبی تعامل' جس میں وضاحت کی گئی ہے آپ
ضل بریلوی کے زبردست موید و مصدق تھے۔ باقی کتاب میں بھی جابجا اعلیحضرت کی
ردیت کی تصریح مجددِ ملت لکھ کر کی ہے۔ یہی حال فقیر کی دوسری تصنیف کا ہے جو
نشاہِ ولایت، ناشر زہد و اطاعت، پاسبانِ شریعت و طریقت قیومِ زمانی حضور پیر سید علی
ین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہ کے مذہبی رجحانات کے ذکر میں ہے۔ اس کتاب
پورا نام ہے۔ موجودہ فرقہ واریت اور حضور نقش لاثانی کا مذہبی تعامل۔ یہ دراصل زیر
تیب سیرت حضور نقش لاثانی کا ایک باب ہے۔ اس میں تفصیل سے اس بات کا ذکر ہے۔
ر علی پور سیداں کے اس عظیم تاجدار کو بریلی کے اس مردِ قلندر سے جو اپنے دور میں
شق و مستی کا امام تھا، کتنی محبت تھی۔ اسی کتاب کا ایک اقتباس بھی پیش کیا جاتا ہے۔
مارے نقطہ نظر کو مزید واضح کردے گا۔

'اعلیحضرت کے ساتھ حضور نقش لاثانی کے تعلق خاطر کی بات سمجھنے کے لئے
یک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ خطیبِ پاکستان حضرت مولانا غلام رسول صاحب علیہ
رحمۃ سمندری والے فرماتے ہیں میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے دست حق
رست پر بیعت ہو کر واپس فیصل آباد گیا تو ایک رضوی دوست جو پیکرِ بغض و تعصب تھا
، حضور نقش لاثانی کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہنے لگا کہ وہ اعلیحضرت کے دشمن
ہیں۔ چند روز بعد جلو موڑ میں سالانہ عرس تھا کھانے کے وقت حضور نقش لاثانی کے
ساتھ کثیر تعداد میں علما حاضر تھے اچانک آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا' مولانا

Marfat.com

خضاب کا کیا مسئلہ ہے۔ میں نے عرض کیا تو فرمایا اعلیحضرت نے کیا لکھا ہے ساتھ
فرمایا ہم تو انھیں اعلیحضرت کہتے ہیں مگر لوگ ہمارے بارے میں نجانے کیا کیا سوچتے ہیں۔

بہر حال قوم کی خدمت یہ نہیں کہ بزرگوں میں خواہ مخواہ تفریق پیدا کی جا
بلکہ اہل سنت کو متحد رکھنا جتنا ضروری ہے، اسلام اور خود اہل سنت کی خدمت کے لئے ا
کوئی کام اتنا ضروری نہیں۔ مگر افسوس بزرگوں کو لڑانے والے اس بات کو نہیں سمجھتے
ایسے ہی لوگ ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلو
قدس سرہما کے اختلافات گھڑتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اختلافات تو چند روز ہی میں
ہو گئے تھے ہوا یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ کی نقل کرنے و
ایک شخص مرتدِ طریقت ہو گیا اور اس نے بعض خطوط میں رطب و یابس ملا کر مختلف علما کو
تحریف شدہ عبارات بھیجیں۔ عبارات سخت گمراہ کن عقائد پر مشتمل تھیں تحقیق ہوئی
اصل عبارات دیکھ کر مطمئن ہو گئے۔ ان عبارات کے علاوہ کوئی غلط شخص حضرت شیخ محق
علیہ الرحمہ سے زبانی بھی لگائی بجھائی کرتا رہا۔ چنانچہ آپ نے ایک خط لکھ کر اپنے شکوک
شبہات کا ازالہ چاہا اور پھر مطمئن ہو گئے۔ چنانچہ ان کے اطمینانِ خاطر کا ذکر حضرت مظ
جانجاناں اور حضرت شاہ غلام علی علیہما الرحمۃ والرضوان جیسی عظیم و معتبر شخصیات
بھی کیا۔ خود اس خط کا 'مکتوبات شیخ عبدالحق' میں شامل نہ ہونا بھی اسی بات کی تائید کر
ہے۔ نیز حضرت شیخ کی کتاب مستطاب 'اخبار الاخیار' کے آخر میں حضرت مجدد الف ث
رضی اللہ عنہ کا ذکر جن القاب و انداز سے ہوا ہے، دل کے میل دور کرنے کے لئے کا
ہے۔ یہ کیسی بدنیتی ہے کہ ان شواہد کے باوجود جو اختلافات ختم ہو گئے۔ انھیں تو اچھا
جائے اور جو اتفاقات اور تعلقات تھے۔ انھیں دبایا اور چھپایا جائے۔ گذشتہ صفحات میں

Marfat.com

ہدایت اختصار سے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے اُن ارشادات کا ذکر بھی آگیا ہے۔ جن میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی علوئے شان کے واضح ارشادات دیئے ہیں۔ اُن کے بفرمان اُن کے سفر ہند کا اصل مقصود ہی حضرت شیخ مجدد کی تربیت تھی۔ دوسرے لوگ ضمنی طور پر داخل سلسلہ ہو گئے۔ انھیں میں حضرت شیخ محقق رضی اللہ عنہ بھی تھے اب کیا کوئی باشعور وباہوش شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ شیخ محقق جیسا وفادار اور ادب شناس مرید اپنے شیخ کے تصورات و مشاہدات وارشادات کے برعکس کسی منفی سوچ سے ملوث ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو الزام حضرت شیخ محقق کی طرف لوٹے گا۔

آیئے دونوں خاندانوں کے تعلقات کے پائیدار اور زندہ جاوید ثبوت بھی پیش کر دیں۔ کون نہیں جانتا حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ نے سندِ حدیث حضرت شیخ محقق قدس سرہ کے مدرسے سے حاصل کی اور شیخ محقق کی اولاد سے حضرت حافظ محمد محسن قدس سرہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر خلافت حاصل کی۔

یہ ہیں وہ حقائق جو مخصوص رنگ کے رضوی، حضرات کو پیش نظر رکھنے چاہئیں اور شیخ مجدد سے بھی پیار کر کے اعلیحضرت فاضل بریلوی کی غلامی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ کتنا افسوس ہے جس شخصیت کی مجددیت اتنی نمایاں ہے کہ چودہ سالہ تاریخ ملت میں کسی کے لئے لقب اتنے نمایاں طریقے سے استعمال نہیں ہوا جتنا آپ کے لئے ہوا۔ مثلاً کسی اور بزرگ کی مجددیت کا ذکر کریں تو ساتھ نام کا ذکر کرنا پڑے مگر ایک آپ ہیں کہ غوث

Marfat.com

پاک داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز جیسے القاب کی طرح یہ لقب (مجدد بھی) اصل نام پر غالب آگیا ہے اور جب بھی بغیر نام لئے 'مجدد' کہا جائے گا تو اس سے مراد آپ ہی کی ذات پاک ہو گی۔ اس اعتبار سے حضرت مجدد الف ثانی ایسے مجددِ کامل اور مجدد اعظم ہیں کہ کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ حقیقت یہ ہے کہ مجدد کی پہچان کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ ایک صدی میں پیدا ہو کر علم و فضل میں مشہور و معروف ہو جائے اور اگلی صدی میں اسلام کے چہرے سے گرد و غبار دور کرتے ہوئے کئی فتنوں کا قلع قمع کر کے واصل محق ہو جائے۔ اس کی بہترین مثال بھی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ خصوصاً اعلیحضرت بریلوی کی 'مجددیت' کے لئے تو یہ ایک اور دلیل بھی ہے کہ اُن کا ماہِ ولادت بھی حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے اور ماہِ وصال بھی۔ حضرت مجدد الف ثانی ١٤ شوال ٩٧١ھ کو پیدا ہوئے اور اعلیحضرت ١٠ شوال ١٢٧٢ھ کو نیز حضرت شیخ مجدد کی تاریخ وصال ٢٨ صفر ١٠٣٤ھ ہے تو اعلیحضرت کی ٢٥ صفر ١٣٤٠ھ۔ غور فرمایئے جن بزرگوں کو قدرت نے خود اتنی یکجہتی و ہم آہنگی عطا فرمائی ہے، ہمارے بعض کرم فرما اُن کو جدا کرنے کے لئے کیا کیا جتن کر رہے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ اعلیحضرت کے بعض سوانح نگار مختلف صدیوں کے مجددین کا نام لیتے ہیں تو ہر صدی میں اُنھیں ایک کے بجائے کئی کئی نام مل جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک یونہی چلتا ہے۔ مثلاً پہلی صدی کے لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز (کے ساتھ بیشمار فقہا و محدثین کے الفاظ)، دوسری صدی کے لئے حضرت امام شافعی کے ساتھ کئی اور کا ذکر۔ یونہی جب یہ گیارھویں صدی کے مجدد کا نام لیتے ہیں تو حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ساتھ بعض دفعہ دو تین کیا، سات سات

Marfat.com

آٹھ آٹھ حضرات کا ذکر کر دیتے ہیں۔ جو زیادہ تیز ہیں وہ کہیں آخر میں صرف شیخ احمد سرہندی کہہ کر اپنے انصاف کا 'مظاہرہ' کر لیتے ہیں یعنی اس دور میں کسی سلسلے کا خصوصاً اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے سلسلے کا جو شخص بزرگ بھی اتفاقاً مل گیا، اُسے مجدد بنا دیا گیا۔ اور آٹھواں دسواں نام 'شیخ احمد سرہندی' کے الفاظ سے آپ کا، گویا اس ایک صدی کے مجدد کی حیثیت سے بھی کئی بزرگوں کی خدمات آپ سے نمایاں تر ہیں۔ ان سوانح نگاروں میں جو سب سے زیادہ 'منصف مزاج' (مثلاً اوچ شریف کے ہمارے ایک محترم دوست جو گیارھویں صدی کے ان مجددین میں بھی آپ کا نام شامل نہیں کرتے)۔ گویا منصبِ تجدید کا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔ خیال فرمایئے جن کے 'انصاف کا یہ حال ہو وہ اگر کسی کو بھی 'مجدد' کہتے ہیں تو اہل نظر کی نظر میں اُن کی رائے کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

ہاں آخر میں جب چودھویں صدی کی تجدید کا ذکر کرتے ہیں تو صرف اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا نام ہی لیتے ہیں۔ حیرت ہے کسی ایک صدی میں بھی کسی ایک شخصیت پر اکتفا کرنے والے فاضل بریلوی قدس سرہ کے ساتھ ایک نام کی شرکت بھی برداشت نہیں کرتے۔ آخر کیوں؟ کیا یہ دیانت و تقویٰ کا تقاضا ہے، نیز کیا یہ رنگِ عقیدت اعلیحضرت کو پسند ہو سکتا ہے۔ اور نہ سہی کیا اسی دور میں حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی جنھوں نے اعلیحضرت فاضل بریلوی کی طرح اپنی ساری زندگی اسلام کی اور عشق رسول کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کر دی تھی اور ممالک میں اُن کے علم و فضل کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ یونہی حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ جنھوں نے ردِ مرزائیت میں اہم کردار ادا کیا۔

مزید وضاحت کے لئے اعلیحضرت فاضل بریلوی کے نامور شاگرد خلیفہ ملک

Marfat.com

العلما علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے مقالے 'چودھویں صدی کے مجدد' سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب 'مرقاۃ الصعود شرح سنن ابو داود' کی ایک طویل عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اور بعض علما کا یہ خیال ہے کہ اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ مبارک مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا کا اقتضا یہ ہرگز نہیں کہ صدی کے سرے پر فقط ایک ہی شخص مجدد ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد، اس لئے کہ امت کا اصل انتفاع 'امور دین' میں ہے لیکن اس کے سوا دوسرے امور میں بہت انتفاع ہوتا ہے۔ مثلاً اولوالامر، اہل حدیث (یعنی محدثین) قرا، واعظین، عابد زاہد لوگ اپنے اپنے فنون سے ایسا نفع امت کو پہنچاتے ہیں جو دوسروں سے ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اصل حفظِ دین میں قانونی سیاست ہے اور اشاعت عدل وانصاف جس کی وجہ سے ضبط روایات ہوتی ہے۔ اور زہاد اپنے وعظوں سے امت کو نفع پہنچاتے اور لوگوں کو تقویٰ پر ابھارتے ہیں اور دنیا میں زہد سکھاتے ہیں تو بہتر اور ٹھیک بات یہ ہے کہ "من یجدد" سے اکابر مشہورین کی ایک جماعت کے ہر صدی پر ظہور و حدوث کی طرف اشارہ ہو جو لوگوں کے دین کی حفاظت کریں اور برائیوں اور خرابیوں، بے دینوں، بد مذہبوں کو بتا کر دین کی تجدید کریں۔

(چودھویں صدیکا مجدد ص ۳۷، ۳۸، شائع کردہ مرکزی مجلس رضا، لاہور)

غالباً اسی بنا پر حضرت ملک العلما نے ہر صدی کے مجددین کی جو فہرست اس کتاب میں دی ہے اس میں آپ نے خلفا و سلاطین، فقہا و مجتہدین اور صوفیہ و محدثین بھی شامل رکھے ہیں۔ مثلاً مجدد مائۃ ثانیہ کے طور پر آپ نے درج ذیل نام لکھے ہیں

Marfat.com

'خلیفہ مامون رشید، حضرت امام شافعی، حسن بن زیاد، اشہب مالکی، علی بن موسیٰ، یحییٰ بن معین، حضرت معروف کرخی'

یونہی ہر صدی کے مجددین کے ذکر میں یہی انداز کارفرما ہے۔ حالانکہ اوپر کے ناموں میں سب سے پہلا نام اُس شخص کا ہے جو معتزلی تھا اور عقیدہ خلق قرآن پر فوت ہوا اسی نے اہل سنت کے جلیل القدر علما کو حق بات کہنے پر قید و بند کی صعوبتوں بلکہ شہادت سے دوچار کیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پر جو ظلم و ستم ہوا وہ بھی اسی کی وصیت کے مطابق ہوا۔ بہرحال آپ اس فہرست کو پھر دیکھیں۔ فقیہ، صوفی اور محدث سب شامل ہیں۔ مگر چودھویں صدی میں حضرت ملک العلما کو تجدید کے منصب پر فائز اعلیحضرت کے سوا کوئی صوفی نظر آیا نہ کوئی اور عالم۔ حالانکہ حضرت العلامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی جیسی مسلمہ شخصیت کے علاوہ صوفیوں میں قیوم زمانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری لاثانی اور شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب جیسے علم و عرفاں کے تاجدار بھی اسی صدی کے ساتھ منسلک ہیں۔ واقعی 'محبت' محبوب کے ساتھ کوئی اشتراک برداشت نہیں کرتی۔

وہ لوگ جنھیں حضرت کے مجدد الف ثانی ہونے کا انکار ہے۔ اُن کے نزدیک حدیث پاک میں صرف مجددِ مائۃ کی تصریح ہے۔ مجدد الف کی نہیں ہے۔ ہماری گزارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ صدی کے مجدد اکابر اولیائے کرام کے خصوصی مراتب کی جو تفصیل ہم ان اہل کشف و مشاہدہ حضرات کے ارشادات کی روشنی میں مانتے ہیں۔ کیا وہ سب احادیث میں موجود ہیں۔ فرد، قطب، غوث الثقلین، وغیرہ جیسی اصطلاحات کیا ہم نے بخاری و مسلم کی روایات سے اخذ کی گئی ہیں۔

Marfat.com

نیز حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

یعنی یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

فرمایئے اسے آپ مانتے ہیں کہ نہیں۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ بھی اسے قبول کرتے تھے کہ نہیں۔ اگر وہاں کسی حدیث کا مطالبہ کئے بغیر آپ کو تسلیم کر لینے میں کوئی پس و پیش نہیں تو خدا را اسے بھی بے چون وچرا مان لیجئے۔ خدا بھلا کرے گا۔

ہاں ہاں اگر وہ مجدد ہیں تو مجدد الف ثانی بھی ہیں اور اگر مجدد الف ثانی ہونے کا منصب محلِ نظر ہے تو ان کی مجددیت بھی شک و شبہ سے بالاتر نہیں ہو گی۔ کیونکہ یہ بات تحدیثِ نعمت کے طور پر خود انھوں نے بھی کی ہے (یعنی مجدد الف ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے) اور جس کتاب میں اسے ایک سے زیادہ مرتبہ درج کیا ہے یعنی مکتوباتِ شریفہ جس کے بارے میں آپ کا رویائے صالحہ وصادقہ تصدیق کرتا ہے۔

یقیناً حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ اس مقام عالی پر فائز تھے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات اُن پر برستی رہتی اور برستی ہیں۔ چنانچہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عاشقِ صادق کو ایک ایسے ہی مبارک خواب میں بشارت بھی دی۔

مختصر یہ کہ جب ایسی شخصیت 'مجدد الف ثانی' ہونے کے خداداد اعزاز کا دعویٰ کر رہی ہے تو مان لینا چاہیئے ورنہ اسے 'مجدد مِأتہ' بننے کا بھی حق نہیں، نیز جب بعد کی صدیوں کے مجددین بشمول اعلیحضرت بریلوی اُنھیں 'مجدد الف ثانی' ہی کہتے اور لکھتے رہے ہیں نیز سلسلہ مجددیہ، مجددی خاندان یا مجددی حضرات کہہ کر آپ کی شان مجددیت کا اظہار کرتے ہیں تو ہم گنہگاروں کو بھی تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اعلیحضرت کے وہ واقعاتِ سیرت بھی

Marfat.com

اس موقع پر پیشِ نظر رہنے چاہئیں جن کی رُو سے تین سال کی عمر میں اُستاد کے پڑھانے کے باوصف غلط لفظ آپ کی زبان پر جاری نہیں ہوتا تھا اور یہ کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا تو جلدی سے مصلی امامت پر جاتے ہوئے بھی ہر صف پر آپ کا پہلے دایاں قدم ہی پڑتا تھا (گویا جن کے قول و فعل کی حفاظت کا یہ اہتمام کیا گیا ہو۔ اُن کا بھی 'مجدد الف ثانی' کہنا خصوصاً اُن کے عقید تمندوں کے لئے تو بہت بڑی حجت ہونا چاہئیے۔

یہاں بعض حضرات نے یہ عذر لنگ بھی تراش لیا ہے کہ 'مجدد الف ثانی' سے مقصود دوسرے ہزار سال کا مجدد نہیں بلکہ دوسرے ہزار سال کے آغاز میں منصب تجدید پر فائز ہونے والا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ تھے تو ایک ہی یعنی گیارھویں صدی کے مجدد مگر چونکہ حسن اتفاق سے دوسرے برادران عزیز! اسی 'حسن اتفاق' سے تو قدرت کا منشا معلوم ہوتا ہے۔ یہی تو آپ صاحبان کی تعریف کے مطابق مجددیت کی ایک اہم علامت ہے۔ یعنی صدی کے سرے پر 'حسن اتفاق' سے حفاظت اسلام کے منصب پر فائز ہوا وہ آپ کے نزدیک صدی کا مجدد، تو یونہی جو الف (یعنی ہزار سال) کے سرے پر نمودار ہوا۔ وہ مجدد الف کیوں نہیں۔ اگر مجدد الف ثانی کہہ کر بھی کوئی شخص اُنھیں محض ایک صدی کا مجدد ہی سمجھتا ہے تو یہ ایسی ہی بات ہے جسے اعلیحضرت فاضل بریلوی کو مجدد مِأۃ ماننے والا آپ کو صدی کا نہیں۔ دو چار یا زیادہ سے زیادہ سالوں کا مجدد قرار دے اور ظاہر ہے اسے علمی خیانت، فکری افلاس یا بغض و کینہ کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ہم یہ بات پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عقل و شعور، فہم و فراست، عدل و انصاف کی روشنی میں بلکہ خدا و رسول (جل وعلا فصلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق کے نور سے تاریخ اسلام کا مطالعہ کرے تو وہ حضرت شیخ مجدد کو مجدد

Marfat.com

الف ثانی کہنے پر مجبور ہو جائے گا۔ حدیثِ صلہ، حضور غوث پاک کا جبہ، کثیر اولیائے کرام کی پیش گوئیاں، حضرت باقی باللہ کے ارشادات، آپ کا دور ظلمات، بادشاہوں سے ٹکراور حکومتی انقلاب، اسلام کا بر صغیر میں نفاذ بلکہ عالم اسلام پر اثرات اور بعد کے جلیل الشان بزرگانِ دین کی تصدیقات آپ کے مجدد الف ثانی ہونے پہ شاہد عادل ہیں۔ ایک اقتباس عروۃ الوثقی حضرت قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے مکتوباتِ شریفہ سے بھی پیش خدمت ہے۔ آپ مولانا حسن علی علیہ الرحمۃ کو خط میں لکھتے ہیں۔ (اردو ترجمہ)

میرے مخدوم! مجدد الف ہونا ایک کشفی اور الہامی امر ہے جو اس معاملے والے کے وجدان سے تعلق رکھتا ہے، کسی ایسے امر کا التزام نہیں آثار وعلامات کے ساتھ آشنا وبیگانہ کو قائل کیا جاسکے، جو شخص آشنا اور ازلی سعادت سے بہرہ ور ہے۔ وہ باطنی مناسبت کے ذریعے اہل اللہ کے اسرار قبول وبرکات کا مورد ہو جاتا ہے، جو بیگانہ اور بے سعادت ہے باطنی نامناسبت کی وجہ سے اُن اسرار کی تہ تک نہیں پہنچتا تو انکار کر دیتا ہے اور اُن حضرات کے فیوض وبرکات سے محروم رہتا ہے۔ اگرچہ وہ ظاہر نہ کرے۔ غیر لوگ خارج از بحث ہیں۔ ہمیں ان کے انکار و اقرار سے کوئی واسطہ نہیں۔ منکروں نے قرآن جیسا روشن معجزہ دیکھ کر بھی انکار کر دیا۔ (لہذا ان کی بات نہیں) اس کے باوجود جس شخص کو تیز نظری کی قوت عطا کی گئی ہے، اگر وہ حضرت عالی کے اطوار وعادات میں اچھی طرح غور کرے اور جن فیوض وبرکات، کمال واکمال اور علام واسرار سے وہ پیشوائے صالحین میں ممتاز ہیں، مشاہدہ کرے تو بلا تکلف ان کے مجدد ہونے کا اقرار کرے گا۔ (مکتوباتِ معصومیہ دفتر دوم، مکتوب دوم) اسی خط کے آخر میں ایک صدی اور ایک ہزار سال کے مجددوں میں جو فرق اوپر بیان ہوا ہے ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

آخری بات: آخر میں پھر اسی بات کو دہراتا ہوں جو وقت کے تقاضائے اتحاد کے بارے میں عرض کر آیا ہوں۔ اب ہمیں باہم زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی و یکجہتی کی فضا پیدا کرنی چاہیئے اور جن بزرگوں نے زندگی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور حفاظت وصیانت کے لئے وقف کردی تھی۔ جنھوں نے جو کچھ کیا اپنی عظمت منوانے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی رضا کے لئے کیا، ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اسلام اور اہل سنت کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہونا چاہیئے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری، حضرت غوث الوری شہنشاہِ بغداد، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہم، حضرت سیدنا مجدد الف ثانی، آفتابِ ولایت حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، خواجہ خواجگان حضرت شمس الدین سیالوی، قیوم زمانی حضور شہنشاہِ لاثانی علی پوری، حضرت امیر ملت علی پوری، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری، آفتابِ چشت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور پھر تمام بزرگانِ دین کے نقیب اور ترجمان اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدمت اسرارہم سب ایک ہیں۔ ان میں تفریق نہیں۔ یہ سب مقبول بارگاہ خدا و مصطفےٰ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بغض رکھنے والا ان سب کا، بلکہ خدا اور رسول کا دشمن ہے۔ خواہ بظاہر نقشبندی، مجددی، قادری، رضوی وغیرہ کہلائے یا کچھ اور۔ حدیثِ قدسی کی یہ وعید کہ اللہ جل مجدہ فرماتا ہے۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (بخاری شریف)

ترجمہ: جو میرے کسی ولی کا دشمن ہوا، سو اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں بالکل ظاہر ہے اور کسی بھی ولی کے ساتھ بغض رکھنے والا اس کی زد میں ہے۔

Marfat.com

بابِ دوم

منصبِ قیّومیت

Marfat.com

منصب قیومیت

منصب قیومیت کی تشریح سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ '
قیوم کا مفہوم بیان کیا جائے (کیونکہ قیومیت کا معنی ہے قیوم ہونا) قرآن حکیم کی آیت
الکرسی میں یہ لفظ اللہ جل مجدہ کی شان میں وارد ہوا ہے۔ مفسرین کرام علیہم الرضوان کیا
فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے آیئے علامہ رازی کا قول دیکھیں۔

اِمَّا قَوْلُہٗ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ فَاِنَّہٗ یَدُلُّ عَلَی الْکُلِّ لِاَنَّ کَوْنَہٗ قَیُّوْماً یَقْتَضِیْ اَنْ یَکُوْنَ قَایِماً بِذَاتِہٖ وَ اَنْ یَکُوْنَ مُقَوِّماً لِغَیْرِہٖ وَ کَوْنِہٖ قائِماً بِذَاتِہٖ یَقْتَضِیْ الْوَحْدَۃُ بِمَعْنَیَ الْکَثْرَۃِ فِیْ حَقِیْقَۃٖ وَ ذٰلِکَ یَقْتَضِیْ الْوَحْدَۃُ بِمَعْنَی نَفْیِ الضِّدِّ وَ النِّدِّ وَ یَقْتَضِیْ نَفْیُ التَّحیزُ وَ بِوَاسِطَتِہٖ یَقْتَضِیْ نَفْیُ الْجِھَۃِ وَ اَیْضاً کَوْنَہٗ قَیُّوْماً بِمَعْنَی کَوْنِہٖ مُقَوِّمَا لِغَیْرِہٖ یَقْتَضِیْ حَدُوْثُ کُلِّ مَا سِوَاہُ جِسْماً کَانَ اَوْ رُوْحاً عَقْلاً کَانَ اَوْ نَفْساً یَقْتَضِیْ اِسْنَادُ الْکُلِّ اِلَیْہِ وَ اِنْتِھَا جُمْلَۃِ الْاَسْبَابِ وَ الْمُسَبِّبَاتِ اِلَیْہِ.

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۰۹) ترجمہ: اللہ تعالٰی کا فرمان الححی القیوم کل پر دلالت
کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قیوم ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود قائم اور دوسرں
کو قائم کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کا خود قائم ہونا کثرت کی نفی کر کے وحدت یعنی واحد یکتا
ہونے کا تقاضا کرنا ہے۔ وحدت کے ضمن میں ضدوند کی نفی بھی آجاتی ہے، اس سے
تحیز اور ساتھ ہی جہت کی نفی بھی ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس کا قیوم یعنی دوسروں کا مقوم

Marfat.com

ہونا اس بات کا مقتضی بھی ہے کہ اس کے سوا حادث ہوں خواہ کوئی جسم ہو یا روح، عقل ہو
نفس (یعنی جاندار) یہ بھی اسی کا تقاضا ہے کہ سب کا اسناد اُسی کی طرف ہو۔ تمام اسباب
نتائج کی انتہا بھی اسی پر ہو۔

صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں۔

وَالْقَیُّوْمُ فَیْعُوْلُ مَنْ قَامَ بِالْاَمْرِ یَقُوْمُ بِهٖ اِذَا اَدْبَرَهٗ

ترجمہ: قیوم فیعول کے وزن پر ہے۔ جو قائم بالامر ہے وہ جب کسی چیز کو قائم رکھنے کی تدبیر کرتا ہے۔ (جمل)

اَلْقَیُّوْمُ اَیِ الدَّائِمُ الْقَائِمُ بِتَدْبِیْرِ الْخَلْقِ وَ حِفْظِهٖ فِیْهِ اِثْبَاتٌ لِاِسْتِقْلَالِهٖ

(تفسیرات احمدیہ) ترجمہ: قیوم یعنی جو ہمیشہ مخلوق کی تدبیر اور اس کی حفاظت میں قائم ہو، اس میں اس کے مستقل ہونے کا بھی ثبوت ہے۔

علامہ خازن کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

قَالَ الْمُجَاهِدُ الْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ تَاْوِیْلُهٗ اَنَّهٗ تَعَالٰی قَائِمٌ بِتَدْبِیْرِ خَلْقِهٖ فِیْ اِیْجَادِهِمْ وَ اَرْزَاقِهِمْ وَ جَمِیْعِ مَا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْهِ وَقِیْلَ هُوَ الْقَائِمُ الدَّائِمُ بِلَا زَوَالِ الْمَوْجُوْدِ الَّذِیْ یَمْتَنِعُ عَلَیْهِ التَّغَیُّرُ وَقِیْلَ هُوَ الْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَ الْقَیُّوْمُ فَیْعُوْلُ مِنَ الْقِیَامِ وَ هُوَ لُغَةٌ لِلْقَائِمِ عَلَی الشَّیْءِ (خازن ترجمہ: حضرت مجاہد نے کہا ہے، قیوم وہ ہے جو ہر شے پر قائم ہو۔ اس کی تاویل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو موجود کرے، اسے رزق دینے اور ہر اس چیز پر جس کی اُسے (یعنی مخلوق کو) ضرورت ہے، قائم ہے اور کہا گیا ہے قیوم وہ ہے جو ہمیشہ قائم لازوال اور تغیر و تبدل سے پاک ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیوم سے مراد وہ ذات ہے جو ہر نفس کے افعال پر قائم (

Marfat.com

نگہبان) ہو۔اور قیوم قیام سے فیعول کے وزن پر ہے۔اور یہ کسی شے پر قائم ہونے والے کا وصف ہے۔

علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الْمَجَاهِدُ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَالَ الْكَلْبِيُّ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ قِيْلَ هُوَ الْقَائِمُ بِالْاُمُوْرِ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَهْ الَّذِيْ لَا يَزُوْلُ وَ قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ الدَّائِمُ الْقِيَامِ بِتَدْبِيْرِ الْخَلْقِ وَ حِفْظِهٖ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ بِالْاَمْرِ اِذَا حَفِظَهٗ وَ قَالَ السُّيُوْطِيُّ الدَّائِمُ الْبَقَاءِ قُلْتُ مَرْجَعُ الْاَقْوَالِ اِنَّهٗ دَائِمُ الْوُجُوْدِ الْقَائِمُ بِنَفْسِهٖ وَ قَيِّمُ الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا لَا يَتَصَوَّرُ قِيَامُ شَيْءٍ وَ بَقَاءُهٗ اِلَّا بِهٖ فَمُقْتَضٰى هٰذَا الْاِسْمِ اِنَّ مَا سِوَاهُ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْ بَقَاءِهٖ كَمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْ وُجُوْدِهٖ كَا الظِّلِّ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاَصْلِ (مظہری) ترجمہ: حضرت مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شے پر قائم ہو، کلبی نے کہا (قیوم ہے وہ) جو ہر جاندار چیز اور اس کے اعمال پر قائم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ (قیوم وہ ہے) جو تمام امور پر قائم ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا (قیوم وہ ہے) جو لازوال ہو، بیضاوی نے کہا (قیوم وہ ہے) جو ہمیشہ رہے اور مخلوق کی تدبیر و حفاظت پر قائم ہو۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ امر پر قائم ہونے سے مراد اس کی حفاظت کرنا ہے۔ سیوطی نے کہا (قیوم وہ ہے) جو ہمیشہ زندہ رہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام اقوال کا نچوڑ یہی ہے قیوم ہمیشہ رہنے والا ہے اور اشیاء کو قائم کرنے والا۔ کسی بھی چیز کے قیام اور بقا کا اس کے بغیر تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ سو اس نام (قیوم) کا مقتضیٰ یہی ہے کہ سب ماسوا اپنی بقا کے لئے اس کے اسی طرح محتاج ہیں جیسے وجود کے لئے جس طرح سائے کی نسبت اصل کے ساتھ ہے۔

علامہ ابن اثیر کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

قَیُّوْمٌ وَ هِيَ مِنْ اَبْنِيَةِ الْمُبَالِغَةِ وَ هِيَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ مَعْنَاهُ الْقَائِمُ بِ
اُمُوْرِ الْخَلْقِ وَ مُدَبِّرُ الْعَالَمِ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ وَ مِنْهُ الْحَدِيْثُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ
اِمْرَاَةٍ قَيِّمٌ وَّاحِدٌ قَيِّمُ الْمَرْاَةِ زَوْجُهَا لِاَنَّهٗ يَقُوْمُ بِاَمْرِهَا وَ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ

(نھایہ جلد ۴ ص ۱۳۵) ترجمہ : یہ مبالغہ کے اوزان میں سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی
ایک صفت بھی ہے۔ اس کا معنی ہے مخلوق کے امور کو قائم رکھنے والا اور عالم کی ہر حال میں
تدبیر فرمانے والا۔ ایک حدیث کے یہ الفاظ بھی اسی معنی میں ہیں۔ حتی یکون
لخمسین امراۃ قیم واحد (یعنی یہاں تک کہ قیامت کے نزدیک پچاس عورتوں کے
امور کی نگرانی کرنے والا ایک مرد ہوگا) چنانچہ اسی معنی میں عورت کے خاوند کو قیم المراۃ
کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کے معاملہ اور اس کی ہر حاجت جس کا تعلق اس خاوند کے ساتھ
ہونے کی نگرانی کرتا ہے۔

یہ ہیں لفظ قیوم کے معانی اور تقاضے جب اسے اللہ تبارک تعالیٰ کی ذاتِ یکتا کے
لئے استعمال کیا جائے۔ یعنی یہ کہ وہ تمام مخلوق کے امور کا نگران، اس کی بقا کا کفیل، اس کی
تمام حاجات کو پورا فرمانے والا، مدبر امر، واحد یکتا، باقی و لازوال، مستقل بالذات، قدیم
زمان و مکان، تغیر و تبدل اور جہت و حیز سے پاک ضدو ند سے بالاتر، سب اسباب و نتائج کا
منتہی وغیرہ اس کے سوا سب حادث، محتاج و غیرہ مستقل ہیں۔

اگر کوئی شخص قیوم کے اسی مفہوم و معنی کو کسی اور شخص کے لئے جائز ٹھہراتا
ہے اور خدائے واحد و قیوم کی طرح اسے بھی باقی و لایزال مستقل بالذات، قدیم، تغیر
تبدل اور جہت و زمان و مکان سے پاک سمجھتا ہے تو یقیناً کافر بلکہ مشرک ہے۔ چنانچہ
اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے دور میں ایک پیر کو اس کے مرید خدائی صفات

Marfat.com

سے خدا کی طرح ہی متصف سمجھتے تھے اور اس نقطہ نظر سے اُس کے لئے ایسے الفاظ و القاب استعمال کرتے تھے جو حضور ﷺ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے بولے جاتے ہیں۔ اعلیحضرت بریلوی نے اسے اور اُس کے مریدوں کو کافر قرار دیا۔ استفتا اور اعلیحضرت کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔ **مسئلہ** : مسئولہ عبدالرحمٰن طالب علم مدرسہ چھیپوں احمد آباد گجرات، ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص کی موجودگی میں ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا اور پیر نے اس قصیدہ کو سن کر پڑھنے والے کو کہا کہ تو میرا حبیب ہے اور اس کے بعد یہ قصیدہ منبر پر پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے جواز کا حکم پیر نے دیا ہے۔ آیا شرعاً یہ قصیدہ جائز ہے یا نہیں، قصیدہ مذکور ہے۔

مرحبا یا مرحبا یا شاہ لواری مرحبا	نور الہدیٰ خیر الوریٰ یا شاہ لواری مرحبا
یا امام العالمین و انتخاب اولین	ختم ولایت مقتدا یا شاہ لواری مرحبا
پیشوائے اولیا تو برگزیدہ ذوالجلال	شافع ہر دوسرا یا شاہ لواری مرحبا
کن عطا فضل و کرم امروز فردائے کریم	صامع بجز تو نیست کس یا شاہ لواری مرحبا
یا بشیر و یا نذیر وائے شہ اولوالعزم	ملجائے والا صفا یا شاہ لواری مرحبا
منعم و مسجود قیوم و جہاں بحر کرم	طالب و مطلوب و مصدر یا شاہ لواری مرحبا
ذات تو احد و لے میم موجودات او	خلق تو علم راسیب یا شاہ لواری مرحبا
قاب قوسین تو ئی گفت مازاغ البصر	جائے تو رشک مدینہ یا شاہ لواری مرحبا
سید کونین سالارِ رسل گنج نہاں	یا محمدن الزماں یا شاہ لواری مرحبا
ہست مدعا مظہر ذات تو مسند نشیں	لایموت و لم یزل یا شاہ لواری مرحبا
مشکل کشا احمد زماں الصاہ اللہ بہر ما	آوارہ پرور حافظا یا شاہ لواری مرحبا

Marfat.com

الجواب : یہ خالص کفر ہے اور اس کا قائل، اس کا اجازت دہندہ، اس کا پسند کنندہ سب مرتد ہیں، کسی امتی کو آں سرور عالم کہنا، علیہ الصلوٰۃ کہنا، مسجود مخلوق کہنا، خیر الوریٰ کہنا، انتخاب اولین کہنا، شافعِ ہر دوسرا کہنا، سید کونین کہنا تو حرام وجزاف تھا ہی یوہیں خلق عالم راسبب اور قاب قوسین اور مازاغ البصر اور جائے تورشکِ مدینہ کہنا ان میں بہت کلمات موہم کفر یا منجر بکفر ہیں، مگر ذات تو احد اور سالارِ رسل اور مسند نشین لم یزل کہنا قطعاً یقیناً کفر ہے، یو نہیں فقہائے کرام نے قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی، مجمع الانہر میں ہے، اِذا الحلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جل و علا نحو القدوس والقیوم و الرحمن و غیر ھا یکفر و اللہ تعالٰی اعلم۔

دیکھئے یہ ہے مذکورہ نظم میں پیر کے بارے میں مرید کے نظریات، وہ ایسے القاب جن سے حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کی ذاتِ یکتا مختص ہے، اپنے پیر کے لئے لا رہا ہے۔ بلکہ خدا کی طرح اُسے احد، لایموت ولم یزل اور قیوم بھی کہہ رہا ہے تو اعلیحضرت نے بعض کلمات کو موہم کفر و منجر بکفر اور بعض کو کفر قرار دیا ہے۔ مجمع الانہر کی جس عبارت کا حوالہ اعلیحضرت نے دیا ہے اس کا مقصود مفہوم یہی نظر آتا ہے کہ خداوندِ کریم کے لئے جو اسما مختص ہیں اگر اُنھیں اُسی مفہوم میں مخلوق کے لئے استعمال کیا جائے تو کفر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

و من قال لمخلوق : یا قدوس اوالقیوم اوالرحمن او قال اسماً من اسماء الخالق کفر انتھی و ھو یفید انه من قال لمخلوق یا عزیز و نحوہ یکفر ایضاً، الا ان اراد بھما المعنی اللغوی لا لخصوص الاسمی، والا حوط ان یقول : یا عبدالعزیز و یا عبدالرحمن (ص ۱۹۳)

Marfat.com

ترجمہ : اور جس نے کسی مخلوق سے (مخاطب ہو کر) کہا یا قدوس ، یا قیوم
رحمن ، یا خالق کے ناموں میں سے کوئی نام لیا، کافر ہو گیا (انتہی) اور اس سے یہ
بھی نکلتا ہے کہ جس نے مخلوق کو 'یا عزیز' وغیرہ کہہ کر خطاب کیا تو اسی طرح وہ بھی
ر ہو جائے گا، مگر یہ کہ ان سے لغوی معنی مراد لے نہ کہ اسمی خصوصیت (یعنی لغوی معنی
ظار کھ کر خدا کے کسی (صفاتی) نام کا اطلاق مخلوق پر کرے گا تو کافر نہیں ہو گا، ہاں احتیاط
میں ہے کہ (یا عزیز یا یا رحمٰن کہنے کے بجائے) یا عبدالعزیز یا یا عبدالرحمٰن
ہے۔

لغوی معنی کی اہمیت کیا ہے اور اس میں فتویٰ کا رخ کس حد تک بدل جاتا ہے،
علیحضرت کا ایک اور فتویٰ اسی جلد ششم سے پیش خدمت ہے۔

مسئلہ از کراچی بندر گاڑی کھاتہ آرام باغ حجرہ اسلامیہ مولوی احمد صدیق
نقشبندی ۲۶ ربیع الاول ۳۴ھ

زید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے شروع میں عربی عبارت اس طرح
لکھی ہے ، بسم اللہ الرحمن الرحیم الهنا محمد و هو معبود جل شانه و
عزبرهانه و رسولنا محمد و هو محمود ﷺ ،ان الفاظ کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے یا
نہیں اگر نہیں تو ایسے لکھنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے اور اس سے میل جول رکھنا اور اس کے
پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے اعتقاد والے سے نکاح وغیرہ پڑھوانا شرعاً کیسا ہے. بنیوا تو جروا
جواب مع عبارات تحریر فرمائیں۔

الجواب : ہمارے آئمہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے
ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ احتمال اسلام پر کلام محمول کیا جائے، جب تک اس کا

Marfat.com

خلاف ثابت نہ ہو پہلے جملہ میں محمد بفتح میم کیوں پڑھا جائے محمد بکسر میم کہا جائے یعنی حضور سید عالم ﷺ محمدؐ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار بکثرت حمد و ثنا کئے گئے اور ان کا رب عزوجل ان کا محمِّد بار بار بکثرت ان کی مدح و تعریف فرمانے والا، اب یہ معنی صحیح ہو گئے اور لفظ بالکل کفر سے نکل گیا اور اگر بفتحِ میم ہی پڑھیں اور معنی لغوی مراد ہیں یعنی ہمارا رب عزوجل بار بار بکثرت حمد کیا گیا ہے۔ جب بھی عند اللہ کفر نہ ہوگا مگر اب صرف نیت کا فرق ہوگا، بہر حال ناجائز ہونے میں شبہ نہیں ردالمختار میں ہے۔ مجرد ابہام المعنی المحال کاف فی المنع۔ مصنف کو توبہ چاہیئے اور اسے متنبہ کیا جائے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں مگر یہ کہ کوئی حالت خاصہ داعی ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

نیت کے فرق سے وہ الفاظ و تراکیب جو خاص رب العزت کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ انھیں دوسروں کے لئے استعمال کرنے کی مثالیں اور تو اور خود قرآن مجید میں بھی بکثرت مل جاتی ہیں۔ اعلحضرت بریلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب مستطاب 'الامن والعلی' میں تفصیل سے اس نکتے پر بحث فرمائی۔ مثلاً ایک ترکیب سے خیر المنزلین (سب سے بہتر اتارنے والا) سورہ یوسف میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں سے فرماتے ہیں۔

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْ اُوْفِ الْکَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ہ (سورۃ یوسف۔ ۵۹)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں (کہ جو میرے سایہ رحمت میں آکر اترتا ہے اُسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی) یوسف علیہ السلام نے تو یہ فرمایا اور رب عزوجل نوح علیہ السلام سے فرماتا ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔ (المنون ۲۹)

Marfat.com

ترجمہ : (اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا)

اور یوں عرض کرنا کہ اے میرے رب مجھے برکت والا اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق (یعنی حضرت یوسف) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی (الامن والعلیٰ ص ۸۶، مطبوعہ بریلی شریف)

اسی کتاب کے ایک دو ذیلی عنوان دیکھئے اور ساتھ ہی اعلیحضرت کے قرآنی دلائل ملاحظہ فرماتے جایئے۔ (عنوان نمبر ۸۱) بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں۔ آیت ۱۰۔ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا (النساء۔۸) (جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انھیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو) ان آیات میں (اعلیحضرت نے اس کے ساتھ نمبر ۵ کا بھی حوالہ دیا ہے لہذا ' آیات ') میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

(عنوان نمبر ۸۲) **مجاہدین کو فرشتے ثابت قدم رکھتے ہیں**، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا (الانفال۔ ۱۲) (یعنی جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رہو۔ ایمان والوں کو)

(عنوان نمبر ۸۳) **کاروبار دنیا کی فرشتے تدبیر کرتے ہیں**۔

(عنوان نمبر ۸۴) **اولیائے کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے اور کاروبار جہاں کی تدبیر فرماتے ہیں**۔ : اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے

Marfat.com

دونوں عنوانوں پر آیت ۳۲ لکھ کر دلیل قائم کی ہے فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا (النازعات۔ نمبر ۵) (قسم ہے اُن فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا اُن کی تدبیر سے ہے) پہلی تفسیر کے مطابق آپ نے ان سے فرشتے اور دوسری کے مطابق اولیائے کرام کی ارواح کو اس کا مصداق ٹھہرلیا ہے۔

ان دونوں تفسیروں کی روشنی میں بحث فرما کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے رب عزوجل فرماتا ہے۔ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ۔ (یونس۔ ۳۱ ص ۵)

(اے نبی، ان کافروں سے فرماوہ کون ہے جو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے، مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ تو فرما، پھر ڈرتے کیوں نہیں) قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں۔ ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے تو اللہ ہی کو بتائیں گے، دوسرے کا نام نہ لیں گے اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کے لئے ثابت فرماتا ہے کہ قسم اُن محبوبانِ خدا کی جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔ ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا۔ (الامن والعلی ص ۸۶)

دیکھئے اعلیحضرت قدس سرہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر محبوبانِ خدا کے

اختیارات وفضائل وکمالات کاانکار کرنے کی بنا پر منکرین کا تعاقب کرتے ہوئے قرآن کی آیات اور پھر حدیث کی روایات سے کتنا مدلل و مضبوط جواب دے رہے ہیں، ان آیات ہی کو دیکھ لیں، رزق دینا، زندہ کرنا، وفات دینا، بیٹا دینا، مدد کرنا، ولی و مولا ہونا، شفاعت کا اللہ کے حضور مالک ہونا، کسی پر انعام کرنا، مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اللہ کے حکم سے شفا دینا۔ مٹی کے پرندے بنانا، کسی بندے کا مالک ہونا، بیڑیاں کھولنا، بوجھ اتارنا وغیرہ جیسی صفات اللہ کے پاک بندوں کے حق میں مذکور ہوئی ہیں مگر کیسے بالعطا یعنی یہ صفات و کمالات ان کے ذاتی نہیں، اللہ کے بخشے ہوئے ہیں۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اسی کتاب کے مقدمے میں ایک قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

'اقول و باللہ التوفیق 'نسبت واسناد دو قسم ہے حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کر دیں، جیسے نہر کو جاری یا جالس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں حالانکہ حقیقتاً آب و کشتی جاری و متحرک ہیں۔ پھر حقیقی بھی دو قسم ہے۔ ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اُسے حقیقتاً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو۔ (الامن والعلیٰ ص ۵۸)

پھر 'فرق ذاتی وعطائی' کے تحت فرماتے ہیں۔

قرآن عظیم میں جابجا اولوا العلم و علماء بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت لفظ وارد۔ یہ حقیقتِ عطائیہ ہے۔ یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقتاً متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا۔ یہ حقیقتِ ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے، سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل

Marfat.com

استعانت وامداد و علم غیب و تصرفات و نداوسماع فریاد اسی فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں (ص ۵۸،۵۹)

لفظ قیوم کے بھی دو مفہوم ہیں :اسی طرح لفظ قیوم کے دو مفہوم ہیں جب اسے اللہ جل مجدہ کے لئے بولا جائے تو وہ مراد ہو گی جو تفسیرات کی روشنی میں اوپر گزر چکی یعنی اللہ کے قیوم ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ واحد یکتا ہے۔ سارے عالم کا مدبر و نگران اور قیام وبقا کا ضامن ہے، وہ ہمیشہ سے قائم، لازوال اور تغیر و تبدل بلکہ مکان وزمان اور جہت وتحیز سے بھی پاک ہو۔

مگر یہ مفہوم ایک ہی ذاتِ باری کے لئے مختص ہے۔

اگر مخلوق کے کسی فرد پر اس کا اطلاق کیا جائے تو وہاں اس کا معنی ہو گا دنیا کی بقا کا ذریعہ ووسیلہ۔ معنی کوئی بندہ روحانیت میں ترقی کرتے کرتے اللہ کی خلافت کے منصب پر فائز ہو جائے تو رب کریم اسے اپنی شان قیومیت کا مظہر بنا کر دنیا کے لئے بقا کا ذریعہ ٹھہرا دے۔ یہ تصور بھی متعدد آیات واحادیث میں موجود ہے۔ بعض کا ذکر تو اوپر آچکا ہے۔ انھیں دوبارہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ ان کے علاوہ چند روایاتِ احادیث بھی ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔ یہ بھی اسی 'الامن والعلی' سے لی گئی ہیں (تاکہ سند رہے)

ا۔ اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ السَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَ اَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَ اَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ (احمد و مسلم عن ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ) ترجمہ : ستارے امان ہیں آسمان کے لئے جب ستارے جاتے رہیں گے، آسمان پر وہ آئے گا۔ جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہو جانا اور میں امان ہوں۔

Marfat.com

اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا، میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا اُن سے وعدہ یعنی مشاجرات اور میرے صحابہ امان ہیں امت کے لئے۔ جب میرے صحابہ نہ رہیں گے، میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہورِ کذب ومذاہب فاسدہ و تسلط کفار۔

۲۔ اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ وَ اَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ (مسند ابو یعلی متدرک حاکم عن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) ترجمہ: ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کی پناہ۔

۳۔ اَلْاَبْدَالُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلٰثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَ بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ (طبرانی عن عبادہ رضی اللہ عنہ بسند صحیح) ترجمہ: ابدال میری امت میں تیس ہیں، انھیں سے زمین قائم ہے، انھیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ اُنھیں کے سبب تمھیں مدد ملتی ہے اس حدیث پاک کے ان الفاظ پر پھر غور کیجئے۔

بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْض انھیں سے زمین قائم ہے۔

جن کے ذریعے زمین قائم ہے۔ اُنھیں قیوم کہہ لیا جائے تو آخر کیا حرج ہے۔ ہاں اس مفہوم میں نہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ بلکہ وجہِ قیامِ ارض کے طور پر اور اللہ کے فضل و کرم سے۔ یہ لفظ 'تقوم' قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (النساء۔۵) ترجمہ: نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمھاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور اُنھیں اُن میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور اُن سے اچھی بات کہو۔

Marfat.com

آیت کے اس حصے پر غور فرمائیے۔

اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَاماً

یعنی وہ تمھارے مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے قیام (یعنی ٹیک یا گزارہ) بنایا ہے۔ اگر 'مال' وجہ قیام ہیں تو مردان کامل جنھیں قرآن کی آیات میں مدبرات امر فرمایا گیا ہے، دنیا کے لئے وجہ بقا وقیام کیوں نہیں ہو سکتے بالخصوص جب یہ تصریح (متعدد احادیث میں) اوپر گزر چکی ہے۔

یہ تھا وہ پس منظر جس میں اللہ کے برگزیدہ بندوں کو قیوم کہا جاتا ہے، چنانچہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا اپنا بیان ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ" ترجمہ: پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا کوئی ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی اعتدال پر چلنے والا اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے خیرات میں سب سے بڑھنے والا ہے اور فرماتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْماً جَهُوْلاً ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے پیش کی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

Marfat.com

ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم تاویل بیان کرتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْ نَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (یا اللہ تو ہمارے بھول چوک پر مواخذہ نہ کر)

جاننا چاہئیے کہ ان اللہ خلق ادم علی صورتہ (اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ صورت سے پاک اور برتر ہے۔ پس آدم کا اس کی صورت پر پیدا ہونا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ اگر مرتبہ تنزیہہ کی صورت عالم مثال میں فرض کی جائے تو بیشک یہ صورت جامع صورت ہو گی جس پر یہ انسان جامع موجود ہوا ہے دوسری صورت کو یہ قابلیت حاصل نہیں کہ اس مرتبہ مقدسہ کی تمثال ہو سکے اور اس کا آئینہ بن سکے۔ یہی باعث ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوا ہے۔ کیونکہ خلیفہ جب تک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو اس شے کی خلافت کا مستحق نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ شے کا خلیفہ اس کا خلف اور قائم مقام ہوتا ہے۔ چونکہ انسان رحمٰن کا خلیفہ بن گیا۔ اس لئے بار امانت بھی اسی کو اٹھانا پڑا۔ **لا یحمل عطا الملك الا مطا یاه** (پادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اُٹھا سکتے ہیں) آسمان اور زمین اور پہاڑ یہ جامعیت کہاں سے لاتے تاکہ حق تعالیٰ کی صورت پر پیدا ہوتے اور اس کے خلافت کے لائق ہو کر بار امانت کو اٹھا سکتے۔

محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے حوالے ہی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے۔ جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی انسان کے دل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں اور تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا افاضہ اور

Marfat.com

بقا اسی کے ذریعے پہنچاتے ہیں اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے اور اگر جن و انس ہے تو وہ بھی اسی وسیلہ کو پکڑتا ہے۔ غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے اور سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔ فرمایا۔ انہ کان ظلوماً۔ یعنی اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور توابع و جود کا کوئی نام و نشان اور اثر و حکم باقی نہیں چھوڑتا۔ واقعی جب تک اس طرح کا حکم نہ کرے بار امانت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ جھولاً۔ یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب کا علم و ادراک نہیں۔ بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے۔ یہ عجز و جہل اس مقام میں کمالِ معرفت ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے زیادہ عارف ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ عارف ہوگا۔ وہی بار امانت کے لائق ہوگا۔ یہ دونوں وصف گویا بار امانت کے اٹھا لینے کا باعث ہیں یہ عارف جو اشیاء کی قیومیت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ہے۔ وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجع ہیں۔ انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن وزیر کے ذریعے سے پہنچتے ہیں۔

اس دولت کے رئیس ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ مرتبہ اصلی طور پر اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان بزرگواروں کی وراثت و تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں گے۔

بر کریماں کارہائے دشوار نیست
کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

ترجمہ: وارثان کتاب میں سے پہلا گروہ جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں

Marfat.com

سے ہیں۔ یہی ظالم لنفسہ ہیں جو منصب ولایت و قیومیت سے مشرف ہیں۔ ان برگزیدہ
گوں میں سے دوسرا گروہ جن کو مقتصد سے تعبیر فرمایا ہے، وہ لوگ ہیں جو دولتِ خلت
سے مشرف ہیں اور صاحب سر اور اہل مشورت ہیں۔ اگرچہ بادشاہی کا معاملہ اور کاروبار وزیر
کے متعلق ہے لیکن خلیل یعنی دوست ہمنشیں، غمخوار اور انیس ہوتا ہے۔ یعنی خلیل اپنے
رام کے لئے ہے اور وزیر دوسروں کے کاروبار کے لئے۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔
اس مقام عالی یعنی خلت کے سر حلقہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوۃ
والسلام ہیں یا وہ لوگ جو اس مقام عالی سے مشرف ہوئے ہیں۔ یار و ندیم اور ہوتا ہے اور
محبّ و محبوب اور۔ وہ اسرار و معاملات جو محبّ و محبوب کے درمیان گزرتے ہیں، یار و ندیم کا
وہاں کچھ دخل نہیں۔ اگرچہ کمال الفت وانس کے وقت محبت کے خفیہ اسرار کو جلیل
القدر خلیل کے ساتھ بیان کرسکتے ہیں اور اس کو محبّ و محبوب کے اسرار کا محرم بنا سکتے
ہیں۔ محبوں کے سر حلقہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور محبوبوں کے سرگروہ
حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام ہیں یا ان بزرگواروں کی وراثت اور تبعیت سے
جس کسی کو ان دو مقاموں سے مشرف فرمائیں۔ اور وہ مقامات جو مقام محبت سے اعلیٰ ہیں۔
اس فقیر کے کسی مکتوب میں بیان ہو چکے ہیں۔ ان میں بھی صدر نشیں محمد رسول اللہ ﷺ
ہیں۔ وہ سب مقامات سابقین کے مقام میں داخل ہیں جو وارثان کتاب میں سے تیسرے
گروہ کو نصیب ہیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَ هِیَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (اے ہمارے رب تو
اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے کاموں میں ہماری بھلائی ہمیں مہیا فرما
دے) وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (دفتر دوم: مکتوب ۴۷)

Marfat.com

اعلیحضرت کے الفاظ 'بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے پر غور فرمایئے'اگر یہ بات سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو ہماری اس تحریر پر شاہد عادل ہے۔ہاں ہاں جس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے اگر اسے قیوم یا قیوم عالم کہہ لیا جائے تو کونسی قیامت ٹوٹ پڑے گئی۔ قائم رکھنے والا قیوم حقیقی خالق ارض و سما ہے۔اور جس کے ذریعے اور واسطے سے اُس نے انھیں بے قائم رکھا ہے۔وہ اس کا سچا نائب، غوث اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں خلیفہ ہونے کی وجہ سے قیوم عالم ہے۔یہ قیوم، قیوم حقیقی کی طرح خالق، واجب الوجود، قدیم اور زمان و مکاں سے پاک نہیں بلکہ اُس کا بندہ، مخلوق، ممکن الوجود، حادث اور زمانی و مکانی ہے۔ہاں بندگی اور قرب کے اس مقام پر فائز ہو چکا ہے کہ قیوم حقیقی کی ذات و صفات کا مظہر کامل ہے (جب کہ ہر مخلوق اپنے خالق کی شان تخلیق کی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مظہر ہے)

رہ گئی یہ بات کہ 'قیوم' اور 'قیومیت' کی اصطلاح سب سے پہلے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ ہی نے کیوں اختیار فرمائی۔اس کا جواب بھی حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی (فاضل ازہر) علیہ الرحمۃ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔وہ آپ کے نظریہ قیومیت پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں

'اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس عبارت میں کون سی بات قواعدِ شرعیہ کے خلاف ہے۔ خلیفہ اجل واکمل وافضل سرور دو عالم ﷺ کی ذاتِ جامع صفات ہے، جو کہ سید الانبیا المرسلین ہیں اور نبوت آپ کو اُس وقت سے بھی پیشتر ملی تھی۔جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا نہ بنا تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد۔

Marfat.com

جب تک آپ کا ظہور نہ ہوا آپ کی نیابت انبیاء کرام علیہم السلام کرتے رہے۔
لیکن آپ کے بعد یہ منصب آپ کی امت کے جلیل القدر افراد کے سپرد ہوا۔ یہ مقام اور یہ رتبہ ازروزِ اول موجود ہے۔ اور اس کے شایان شان افراد بھی ہوتے چلے آرہے ہیں۔ یہی اللہ کا طریقہ رہا ہے۔ غایت مافی الباب اس نام سے یہ رتبہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ جب تک وظیفہ خلافت حضراتِ انبیا علیہم السلام سے متعلق رہا ہے۔ اظہار کی ضرورت نہ تھی کیوں کہ نبوت کا مقام ان تمام مراتب عالیہ کو لئے ہوئے ہے۔ ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی اور ضرورت پیدا ہوئی کہ مراتب عالیہ کا علیحدہ علیحدہ ظہور ہو، چنانچہ جب بھی جس عہدہ کے ظہور کا وقت آیا وہ عہدہ ظاہر ہوا یعنی قطب، غوث وغیرہ اور قیومیت کا ظہور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ السامی کی مبارک ذات سے ہوا۔ ذالك فضل الله يو تيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم۔

ے این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عربی زبان موجود تھی، لیکن اس کی تدوین کا شرف ائمہ لغت کو ملا۔ نحو صرف کا وجود تھا لیکن ایک فن کی شکل میں خلیل، شیبویہ، کسائی، اخنفش وغیرہ نے اس کو ظاہر کیا۔ علم کلام کا ظہور شیخ ابو الحسن اشعری، شیخ ابو منصور، ماتریدی وغیرہ سے ہوا۔ علم فقہ کا ظہور امام اعظم، امام شافعی وغیر ہما سے ہوا۔ آداب طریقت کا بیان اور طرق موصلہ الی اللہ کا اظہار اور اولیاء اللہ کے مراتب غوث، قطب فرد وغیرہ کی نشاندہی حضرت جنید بغدادی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت عبد القادر جیلانی، حضرت شہاب الدین سہروردی، حضرت معین الدین سنجری اجمیری، حضرت شیخ احمد بردی، حضرت نجم الدین کبریٰ، حضرت محمد بہاؤالدین نقشبندی بخاری، وا مثا لهم قدس الله تعالى اسرار هم و افاض

Marfat.com

علینا من برکاتھم و معارفھم سے ہوا۔ یہ تمام علوم اور معارفِ عالیہ جناب رسول خدا ﷺ کے علوم و معارف کا ظہور ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔ اُوتِیتُ عِلْمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ قیومیت کے اظہار کے لئے ایسے فردِ کامل کی ضرورت تھی کہ علم ظاہر و باطن میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں اپنا نظریہ نہ رکھتا ہو۔ صاحبِ صحو اور ہوش ہو۔ خدا وندِ عزم اور قوی العمل ہو۔ ان صفات جلیلہ سے پروردگار نے حضرت امام ربانی کو پوری طرح متصف فرمایا تھا۔ لہذا اس کام کے لئے

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اپنی تصریحات اور پھر حضرت زید فاروقی علیہ الرحمہ کی تشریحات کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہو گیا ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کو اس معنی میں قیوم اول نہیں کہتے کہ آپ سے پہلے کوئی قیوم نہیں۔ قیومیت تو خلافت کا لازمہ ہے۔ لہذا قیومِ اول تو اس اعتبار سے حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام ہوئے بلکہ حقیقت میں وہ ذاتِ پاک جنھیں سب سے پہلے نبوت عطا ہوئی یعنی سید المرسلین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیھم الصلوۃ والسلام جو قادرِ مطلق کے نائب مطلق، اصل موجودات اور تاجدارِ لولاک لما ہیں۔ اُنھیں کے صدقے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت اور شان مسجودیت عطا ہوئی۔ انبیاء و مرسلین اپنے اپنے دور میں اس منصب پر فائز رہے۔ اُنھیں قیوم کہنا اس لئے مناسب نہ تھا کہ یہ منصب ان کی نبوت ہی کے ضمن میں آگیا تھا اور ان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے مناسب اور اہم و اعلیٰ لفظ نبی اور رسول ہی ہے۔ حضور رحمت عالم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے ساتھ سلسلہ نبوت و رسالت تو ختم ہو گیا مگر ولایت و قیومیت کا منصب قائم رہا۔ صحابہ کرام اہل بیت اور ان

Marfat.com

ے بعد بھی نمایاں افراد اس پر فائز ہوتے رہے۔ مگراس کا ظہور حکمتِ خداوندی کے تحت
ضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ذریعے ہوا۔ اسی وجہ سے اُنھیں قیوم اول کہا جاتا
ہے۔ پھر قیوم اول نے اپنے بعد آنے والے قیوم کی بشارت دی تو وہ قیوم دوم، پھر یونہی
وم سوم اور قیوم چہارم تک پہنچا۔ یقیناً اب بھی جاری ہے اور قیام قیامت تک رہے گا۔ چو
۔ قیوم چہارم کے بعد کوئی واضح اور حتمی تصریح نہیں تھی۔ لہٰذا 'پنجم و ششم وغیرہ کے
یر ہی منصب چل رہا ہے اور مختلف اہل عقیدت اپنی اپنی عقیدت و محبت یا بعض اہل مشاہدہ
کے ارشادات کی بنا پر کسی کو قیوم سمجھ لیتے ہیں۔

ہمارے دور کے بعض لوگ جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مزاج سے 'مشرف'
ہیں اور سنی بلکہ رضوی کہلانے کے باوجود حکم تکفیر یا تفصیل میں بہت جلد باز واقع ہوئے ہیں
۔ کسی بھی بزرگ کی گستاخی کرنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور اگر کہیں سے کیسی
ہی کمزور دلیل بھی مل جائے تو ان کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن جاتی ہے۔ اعلیحضرت
مجدد ملت قدس سرہ نے بزرگوں کا جتنا ادب سکھایا ہے، یہ اتنی ہی بے ادبی کر کے خوش
ہوتے بلکہ اپنی للّٰہیت پر وجد میں آکر رقص کرتے ہیں۔ چنانچہ کبھی یہ 'مجدد الف ثانی'
جیسی ترکیب پر سیخ پا ہوتے ہیں اور کبھی لفظ 'قیوم' پر انھیں لاکھ سمجھاؤ کہ اعلیحضرت بھی
انھیں مجدد الف ثانی کہتے ہیں اور اکابر اسلام میں شمار کرتے ہیں مگر ایک نہیں سنتے وقتی طور
پر خاموش ہو جائیں تو بھی دل اُن کے بغض سے کالا ہی رہتا ہے گزشتہ باب میں اس پر چو
نکہ بحث ہو چکی ہے۔ لہٰذا دوبارہ چھیڑنا مناسب نہیں۔ لفظ 'قیوم' کے بارے میں ان کا بہانہ
اعلیحضرت قدس سرہ کا وہی فتویٰ ہے جو اوپر گزر چکا۔ حالانکہ اس فتوے سے استفتاء میں
اس کا پس منظر بھی دیا گیا ہے کہ کوئی بدنصیب اپنے پیر کے لئے خداوندِ کریم اور حضور

Marfat.com

رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے خصوصی اسما بھی استعمال کرتا تھا اور انھیں معانی میں کرتا تھا جو خدا اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ یہ یقیناً کفر ہے۔ اسی طرح وہ خدا کی طرح ہی 'قیوم' بنا بیٹھا تھا۔ اعلیحضرت نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا اور یہ حق تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے لئے جو لفظ 'قیوم' بولا جاتا ہے ۔ اُن معنوں میں نہیں جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں بلکہ یہ معنی مخلوق ہی پر صادق آتے ہیں اور خلیفہ ربانی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لہذا شرک و کفر نہیں چنانچہ سابقہ صفحات میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈال دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جن فقہا کا حوالہ اعلیحضرت نے دیا ہے اُن کا مقصود بھی یہی تھا۔ خدانخواستہ اگر اعلیحضرت قدس سرہ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بد ظن ہوتے تو کھلم کھلا اظہار فرما دیتے جو آپ کی شان مجددیت کا بھی تقاضا تھا اور فطرتِ سلیمہ کا بھی، کون نہیں جانتا کہ اعلیحضرت کا علم بہت وسیع تھا اور اس سے بھی زیادہ قابل تعریف آپ کا حق بات برملا کہنے کا جذبہ تھا۔ آپ لا خوف علیهم و لا هم یحزنون کی عملی تصویر اور لا یخافون لومة لائمه کی مجسمہ تفسیر تھے۔ کیا آپ نے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ نہیں فرمایا تھا اور کیا آپ کو حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ ۔کے دعویٰ قیومیت کا علم نہیں تھا یقیناً تھا پھر اس صورت آپ کا حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھنا کس معنی میں ہے، سو اس کے آپ کے نزدیک فقہا کا فتویٰ کفر اس شخص پر ہے جو کسی مخلوق کو خالق کی طرح قیوم مانے۔ جب شیخ محقق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر ، حضرت مظہر جانجاناں، آپ کے شیخ الشیخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور ان سے پہلے ان کے والد شیخ حضرت شاہ ولی اللہ مورث دہلوی رضی اللہ عنہم جو سب کے سب اعلیحضرت فاضل

Marfat.com

بریلوی قدس سرہ کے ممدوحین ہیں، حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کو قیوم مانتے اور لکھتے تھے تو معاذ اللہ اعلیحضرت اس کو کفر کیونکر کہہ سکتے تھے اور فقہا کے فتوی اکفر کا وہ منشا کیوں لیتے جو دور حاضر کی انتشار پسند، منہ پھٹ اور مفسدہ پرداز طبائع کا خصوصی ہتھیار ہے

حکیم الامت کا فیصلہ: آیئے اس کا فیصلہ مزید اطمینان قلب کے لئے حکیم الامت حضرت مفتی احمدیار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کراتے ہیں (آپ 'اشرف التفاسیر' یعنی تفسیر نعیمی پ ۳ میں آیۃ الکرسی کے تحت 'القیوم' کے ضمن ص ۳۱، ۳۰ پر لکھتے ہیں۔ رب تعالی قیوم حقیقی ہے کہ اس کے ارادہ واذن سے عالم موجود قائم ہے اور بعض حضرات اولیا قیوم بالعرض ہیں جن کے ذریعے عالم کو رب نے قائم رکھا ہے۔

یہاں قیوم حقیقی یعنی جہان کو رکھنے والا مراد ہے، یہ رب تعالی ہی کی صفت ہے۔

پھر ص ۳۶، ۳۷ پر ہدایت ضروری کے ذیلی عنوان سے لکھتے ہیں۔

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولایت کا ایک درجہ قیومیت بھی ہے۔ اس درجہ والے لوگ قیوم عالم کہلاتے ہیں اس لحاظ سے حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کی کتب میں بعض اولیاء کو قیوم اول اور قیوم دوم وغیرہ کہا گیا ہے۔ وہاں قیوم کے معنی ہی اور ہیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ کسی بندہ کو قیوم کہنا کفر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس معنی سے خدا کو قیوم کہتے ہیں۔ اس معنی میں اوروں کو قیوم کہنا کفر ہے۔ خدا تعالی عالم کا قائم رکھنے والا ہے، لہذا وہ قیوم ہے، ان حضرات کے ذریعے عالم قائم ہے۔ جیسے مرکز سے دائرہ اور دیوار سے چھت، لہذا وہ قیوم عالم ہوئے۔ چونکہ آسمان وزمین مثل دائرہ گول ہیں اور دائرہ میں مرکز قطبین وغیرہ سب ہی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی عالم میں لبدال، اوتاد و قطب اور قیوم کا ہونا

Marfat.com

ضروری ہے جن سے عالم باقی رہے۔ دیکھو رب کا نام بھی علی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی علی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے معنی میں بڑا فرق ہے ان حضرات کے نزدیک قطب عالم یا قیوم عالم سے تمام جہان اسی طرح قائم ہے، جیسے خیمے کی چوب سے خیمہ یا دل سے تمام جسم کہ خیمے اور جسم کو رب تعالیٰ ہی قائم رکھے ہوئے ہے مگر ان اسباب کے ذریعے سے، یہ بات ضرور خیال رکھیں کہ اسی لفظ قیوم پر بہت دھوکا ہوتا ہے۔

یہ تھا حضرت حکیم لامت حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا فقہا کی عبارت کے بارے میں فیصلہ اگر پھر بھی کوئی حیلہ جو مطمئن نہ ہو تو انصاف سے بتایئے فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری جس شخصیت کے حکم سے مرتب ہوا تھا اس کی بھی کوئی حیثیت ہے کہ نہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں اعلیحضرت مجدد ملت فاضل بریلوی قدس سرہ اسے سلطان اسلام اور آپ کے خلیفہ مجاز ملک العلماء حضرت ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ اسے اپنی صدی کے مجددین میں شمار کرتے ہیں۔ اگر ان دونوں بزرگوں کی رائے درست ہے تو آیئے اس سلطان اسلام مجدد مایۃ حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا وہ قطعہ تاریخ دیکھیں جو آپ [۱] نے قیوم ثانی عروۃ الوثقی حضرت خواجہ معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال پر لکھا تھا۔ ۱۰۷۹ء

قیوم جہاں خلیفۃ اللہ دانندہ راز ہائے مکتوم
در دائرہ وجود تا بود بودش بجہاں مثال معدوم
تاریخ وصال او خرد گفت رفتہ ز جہاں امام معصوم

باب سوم

حضرت مجدد بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں: ہمارے نزدیک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے ساتھ ایسا عشق تھا جس

[۱] اس کا حوالہ درج کرنا چاہیے۔

Marfat.com

...شال کم از کم ان کے بعد نہیں ملتی۔ حقیقت میں آپ کا یہی جنون عشق تھا جس نے
...پ کو دنیا کے جاہ و جلال سے بے نیاز کر کے جابر سلطانوں کے منہ پر کلمہ حق کہنے کی
...رأت بخشی اور تاریک ترین حالات میں بھی اسلامی انقلاب کی مستحکم بنیاد ڈالی۔ محبتِ
...سول ﷺ کی درج ذیل علامات جو خود حضور پر نور ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ آپ بابِ
...ول سے ان کی روشنی میں آپ کے جذبہ عشق کا کچھ نہ کچھ اندازہ کر چکے ہوں گے۔ علامات
...یہ ہیں۔ فَقِيْلَ وَ مَتىٰ اُحِبُّ رَسُوْلَهٗ قَالَ اِذَا اتَّبَعْتَ طَرِيْقَتَهٗ وَ اسْتَعْمَلْتَ سُنَّتَهٗ وَ
اَحْبَبْتَ بِحُبِّهٖ وَ اَبْغَضْتَ بِبُغْضِهٖ وَ وَالَيْتَ بِوَلَايَتِهٖ وَ عَادَيْتَ بِعَدَاوَتِهٖ ---- الخ

(مقدمہ دلائل الخیرات) ترجمہ: پھر (حضور اکرم ﷺ سے) پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول کا محب کب ہوں گا (یعنی محبت رسول کی علامات کیا ہیں) فرمایا، جب تو اُن کی راہ پر چلے، ان کی سنت پر عمل کرے گا ان کے پیار کے سبب پیار کرے، ان کے بغض کے سبب بغض رکھے، اُن کی دوستی کے سبب دوستی رکھے اور دشمنی کے سبب دشمنی رکھے۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا سب سے چمکتا ہوا عنوان یہی علامات ہیں جو آپ کے کردار کا حصہ ہی نہیں بلکہ آپ عمر بھر ان کی تبلیغ و ترویج بھی کرتے رہے۔ یہ سب علامات بدرجہ کمال آپ میں موجود تھیں۔ ان کے علاوہ محبت کی ایک اور اہم علامت بھی حدیث ہی میں بیان ہوئی ہے، وہ بھی کم اہم نہیں بلکہ شاید ان سب سے مقدم اور ان کی بنیاد ہے۔ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ

ترجمہ: جس کو کسی چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۶) محبت کی یہ علامت بھی بڑی فیصلہ کن ہے۔ آپ حضرت مجدد

Marfat.com

قدس سرہ کے مکتوبات بلکہ ہر کتاب میں جا بجا اللہ کے محبوبِ اعظم ، حضور رسول اکرم ﷺ کا ذکرِ خیر پائیں گے اور محسوس کریں گے کہ عظمت و سطوتِ محبوب خدا ﷺ کا یہ ذکر عالمانہ ہی نہیں، عاشقانہ انداز میں بھی کیا گیا ہے۔

یوں لگتا ہے آپ نے مقام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو دیکھا ہی نگاہِ عشق و مستی سے ہے اور بقول حکیم الامۃ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیٰں، وہی طٰہٰ

آیئے عظمتِ محبوب ﷺ کے چند نثری نغمات ہم بھی حضرت مجدد کی زبان قلم سے سنیں۔

<u>حمد و نعت</u> : فلا یصل حمد حامد الی جناب قدس ذاته بل منتهی جمیع المحامد دون سرا د قات عزته فهو الذی اثنی علی نفسه و حمد ذاته بذاته فهو سبحانه الحامد و المحمود و ما سواه عاجز عن ادا الحمد المقصود کیف و قد عجز عن حمده سبحانه من هو حامل لوا ء الحمد یوم القیمة تحته ادم و من هو ونه و هو افضل البرایا و اکملهم و ظهوراً و اقربهم منزلةً و اجمعهم کمالاً و اشملهم جمالاً و اتمهم بدراً و ارفعهم قدراً و اعظمهم ابهة و شرفاً و اقومهم دینا و اعدلهم ملةً و اکرمهم حسباً و اشرفهم نسباً و اعرفهم بیتا لو لا لما خلق الله سبحانه الخلق و لما اظهر الربوبیة و کان نبیاً و ادم بین الماء و الطین و اذا کان یوم القیمة کان هو امام النبین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم الذی قال نحن الاخرون و نحن السابقون یوم القیمة و

Marfat.com

ی قائل قولاً غیر فخر و انا حبیب اللہ و انا خاتم النبین و لا فخر وانا اول
ناس خروجاً اذا بعثوا و انا قائد ھم اذا و فدوا و انا خطیبھم اذا انصتوا و انا
ستشفعھم اذا حسبوا و انا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ و المفاتح یو مئذ بیدی۔

دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر ۱)

ترجمہ: کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے دور ہی رہتی ہے۔ اس نے اپنی آپ ہی تعریف کی ہے اور اپنی حمد آپ ہی بیان فرمائی ہے۔ سو وہ ذاتِ پاک حامد بھی اور محمود بھی ہے۔ تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں نہ ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدمؑ اور تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوق میں افضل اکمل، مرتبے میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی زبان سب سے عظیم، ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملت سب سے زیادہ راست ہے۔ حسب میں سب سے کریم، نسب میں سب سے شریف، سب سے معزز خاندان والے اگر آپ (مقصود) نہ ہوتے تو اللہ سبحانہ خلقت کو پیدا نہ فرماتا اور نہ اپنی ربوبیت ہی ظاہر فرماتا، آپ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم ابھی پانی اور مٹی (کے مرحلے) میں تھے (یعنی ان کا جسم تیار ہو رہا تھا) قیامت کے دن آپ تمام انبیاء کے امام و خطیب اور شفیع ہوں گے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ ہم آخر میں آنے والے بھی ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے (جنت میں داخل ہونے والے) بھی۔ (اور یہ بھی فرمایا کہ) یہ بات فخر سے نہیں کہتا (بلکہ شکر کے طور پر کہتا ہوں) کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور آخری نبی ہوں اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں۔ اور

سب سے پہلے میں (قبر سے) نکلوں گا (قیامت کے دن) لوگ اٹھائے جائیں گے، میں ان کا قائد رہنما ہوں گا جب وہ وفد کی صورت میں چلیں گے، میں ان کا خطیب و نقیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کی شفاعت کروں گا جن اُنھیں روک دیا جائے گا اور میں انھیں خوشخبری سناؤں گا جب وہ مایوس ہوں گے، عزت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

حقیقت محمدی ﷺ: حقیقت محمدی علیه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها که ظهور اول است و حقیقة الحقائق ا ست بآں معنی که حقائق انبیاء کرام وچه حقائق ملائکه عظام علیه و علیهم الصلوة والسلام که ظلال اند مرا اُورا و او اصل حقائق است قال علیه وعلیٰ اله الصلوة والسلام اول ما خلق الله نوری و قال وعلیه و علی اله الصلوة والسلام خلقت من نور الله و المومنون من نوری پس ناچار آں حقیقت واسطه بود درمیان سائر حقائق و درمیان حق جل و علا و وصو ل بمطلوب احد را بے توسط او علیه و علی اله الصلوة والسلام محال باشد فهو نبی الانبیاء و المر سلین و ارساله رحمة للعلمین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات از ینجاست که انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت تبعیت او می میخوابند و بآ رزو داخل امتان او میگر دند کما ورد علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات و التحیات۔ (دفتر سوم، حصہ نہم مکتوب نمبر ۱۲۲)

Marfat.com

ترجمہ : حقیقت محمدی علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات جو ظہور اول ہے اور اس معنی ہیں حقیقۃ الحقائق (سب حقیقتوں کی حقیقت یعنی سب سے بڑی حقیقت) ہے کہ خواہ انبیاء کرام کے حقائق اور خواہ ملائکہ عظام علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے حقائق حقیقت محمدی کے سائے ہیں اور یہ تمام حقیقتوں کی اصل ہے۔ (چنانچہ) حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے اول ما خلق اللہ نوری (یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا) اور یہ بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد ہے کہ خلقت من نور اللہ والمومنون من نوری (یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے) پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ سو آپ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام کے نبی ہیں اور آپ رحمۃ للعلمین بن کر تشریف لائے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ انبیاء اولوالعزم بھی اصالت کے باوجود آپ کی اتباع کے خواہاں اور آپ کی امت میں داخل ہونے کے آرزومند رہے جیسا کہ (حدیث میں) وارد ہے۔

علیہم الصلوات و التسلیمات و التحیات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یکتا :وفوق مقامِ رضا قدمے نیست مگر خاتم الرسل را علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات مگر ازان مقام خبر دادہ کہ فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل ودر حدیثِ قدسی مگر ایں خصوصیت اِشا تست کہ وارد شدہ یا محمد انا وانت و ما سواك خلقت لا جلک فقل محمد علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام اللھم انت و ما انا و ماسواك ترکت لا جللک محمد

Marfat.com

رسول اللّٰہ ﷺ امروز چه درپا بند و عظمت و بزرگی ایشان را درین نشا چه شنا سند کی محق با مبطل درین دار ابتلا ممتزج است و حق باباطل مخلوط در روزِ قیامت بزرگی معلوم خواہد گشت که امام پیغمبران با شند و صاحب شفاعت ایشاں و آدم و من دونه ہمه تحت لواء ایشاں بوند علیه و علی جمیع الانبیا و المرسلین من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها۔ (دفتر دوم، حصہ ششم مکتوب نمبر ۷)

ترجمہ: مقام رضا سے آگے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے سوا کسی کا قدم نہیں پہنچا۔ شاید اس حدیث میں حضور ﷺ نے اسی مقام کی خبر دی۔

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل کی گنجائش ہے)

اس حدیثِ قدسی میں بھی شاید اسی خصوصی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

(کہ رب نے فرمایا) اے محمد میں ہوں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ بھی ہے، سب تیرے لئے پیدا کیا ہے، حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ تو ہے اور میں نہیں اور میں نے تیرے سوا سب کچھ تیرے لئے ترک کر دیا۔

آج سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کیا دریافت کر سکیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو اس جہان میں کیا پہچان سکیں کہ سچ جھوٹ کے ساتھ اور حق و باطل کے ساتھ اس جہان میں ملا ہوا ہے۔ قیامت کے دن ان کی بزرگی معلوم ہو گی جب وہ پیغمبروں کے امام اور

Marfat.com

شفیع ہوں گے، آدم اور باقی لوگ بھی اُن کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اُن پر اور باقی تمام انبیاء مرسلین پر بھی بہترین درود اور اکمل سلام ہوں۔

خدا اور رسول علیہ صلی اللہ وسلم کی محبت :و نیز منقول است که شیخ مهنه ابو سعید ابوالخیر مجلسے داشتند و سید اجل از اکابرِ سادات خراسان نیز در مجلس ایشاں نشسته بودند ، اتفاقاً در آن آثنا مجذوبے مغلوب الاحوال پیدا شد ـ حضرت شیخ اُو را بر سیدِ اجل تقدیم دادند ـ سید را ناخوش آمد بسید فرمودند که تعظیمِ شما بواسطه محبت رسول است علیه الصلوة والسلام و تعظیم ایں مجذوب بواسطه محبت حق سبحانه ایں قسم تفرقه را نیز اکابر مستقیم الاحوال تجویز نمی نمایند و غلبه محبت حق را سبحانه و تعالی بر محبت رسول او علیه الصلوة والسلام از سکرِ حال می دانند و جز فضولی نمی انگارند ـ اما ایں قدر ہست که در مقام کمال که مرتبه ولایت است محبت حق سبحانه غالب است ودر مقام تکمیل که نصیبے از مقام نبوت است محبت رسول غالب ثبتنا الله سبحانه علی اطاعة الرسول التی هی عین اطاعة الله سبحانه۔ (دفتر اول، حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۰۲)

ترجمہ : اور یہ بھی منقول ہے کہ شیخ مہنہ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور خراسان کے بزرگ سادات میں سید اجل (یا بہت بڑے سید) بھی اسی مجلس میں بیٹھے تھے۔ اتفاقاً اسی اثنا میں ایک مغلوب الاحوال مجذوب آنکلا۔ حضرت

Marfat.com

شیخ نے اس کو سید اجل پر فوقیت دی۔ سید نے برا مانا۔ شیخ نے سید کو فرمایا کہ تمھاری تعظیم رسول ﷺ کی محبت کے باعث ہے اور اس مجذوب کی تعظیم حق تعالیٰ کی محبت کے سبب ہے۔ مستقیم الاحوال بزرگوار اس قسم کے تفرقے کو بھی جائز نہیں سمجھتے اور رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت پر حق تعالی کی محبت کے غلبے کو سکرِ حال جانتے ہیں اور فضول وبیکار خیال کرتے ہیں لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مقام کمال میں جو مرتبہ ولایت ہے حق تعالی کی محبت غالب ہوتی ہے اور مقام تکمیل میں جو مقام نبوت کا فیض حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اطاعتِ رسول پر جو عین اطاعتِ خداوندی ہے ثابت قدم رکھے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

و آنکه گفتیم محبت خاص پیدا می شود در رنگ آنکه بمحض فضل این فقیر راشده بود و در غلبات آں محبت میگفت که محبت من بحضرت حق سبحانه ازاں جهت است که او تعالیٰ رب محمد است ﷺ و میاں شیخ تاج و یارانِ دیگر ازیں مقوله تعجب میکر دند انگارم که از خاطر شما هم نر فته باشد و تا ایں قسم محبت پیدا نشود الحاق و اتحاد چگونه متصور بود ذالک فضل الله یو تیه من یشاء و الله ذوالفضل العظیم ۔(دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۲۱ بنام مرزا حسام الدین علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ خاص محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ محض فضل سے اس فقیر کو پیدا ہوئی تھی اور اس محبت کے غلبے میں کہا کرتا تھا کہ میری محبت

Marfat.com

حق تعالیٰ سے اس لئے ہے کہ وہ (حق) تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا رب ہے۔اور میاں شیخ تاج اور دوسرے یار اس بات پر تعجب کرتے تھے۔ میرا خیال ہے شاید آپ کو بھی یہ بات یاد ہو گی۔ غرض جب تک اس قسم کی محبت پیدا نہ ہو، الحاق واتحاد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ذالك فضل الله یو تیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

محبوب رب العلمین ایسا ہی ہونا چاہئے: و راس مرا داں و رئیس محبوباں محمد رسول اللہ ﷺ که مقصود ذاتی و مدعو اولی ازیں دعوت اوست علیه و علی آله الصلوة و السلام و دیگر ان را بطفیلی و مدعو اُو طلبیده اند مرادان باشند یا مریداں لو لا ہ لماخلق اللّٰه الخلق و لما اظهر الربو بیة کما ورد چوں دیگراں ہمه طفیلی او باشند و اُو مقصودِ اصلی ازیں دعوت بود علیه و علی آله الصلوة و السلام نا چار ہمه محتاج اُو باشند و تبوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند علیه وآله الصلوة والسلام و بایں معنی اگر ہمه را آل اُو گو یند گنجائش دارد علیه و علی آله الصلوة والسلام که ہمه پس روِ او یند و بے توسطِ او کما اخذ نمی نمایند چه پرگاه و جود شاں بے توسط و جود او صورت نه بنددد کمالات۔ دیگر خود که تابع و جود اند بے تو سط او چه صورت دارند علیه و علی آله الصلوة والسلام بلے محبوب رب العلمین چنین باید (حوالہ ایضاً)

Marfat.com

ترجمہ : اور مرادوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کیونکہ اس دعوت سے مقصودِ ذاتی اور مدعو اول آپ ہی ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام اور دوسرے، مراد ہوں یا مرید، آپ ہی کے طفیل بلائے گئے ہیں۔ لولاہ لما خلق اللہ الخلق و لما اظھر الربوبیۃ (اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا) جیسا کہ (حدیث قدسی میں) وارد ہوا ہے۔ چونکہ دوسرے سب آپ کے طفیلی ہیں اور آپ اس دعوت کے اصلی مقصود ہیں ﷺ اس لئے لا محالہ سب آپ کے محتاج ہیں اور آپ ہی کی وساطت سے فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں ﷺ اس اعتبار سے اگر ان سب کو آپ کی آل کہہ دیں تو بجا ہے۔ ﷺ کہ سب آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں اور آپ کے واسطے کے بغیر کمال حاصل نہیں کرسکتے۔ جب ان سب کا وجود آپ کے وسیلے کے بغیر متصور نہیں ہوسکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں آپ کے وسیلے کے بغیر کیسے متصور ہوسکتے ہیں۔ کیوں نہ ہو محبوب رب العلمین ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

نوٹ :

باب سوم صفحہ ۱۲۰ سے شروع ہوتا ہے

~~بابِ سوم~~

بارانِ کرم

Marfat.com

بارانِ کرم

(اس مضمون میں چند وہ واقعات درج کئے جا رہے ہیں جن سے حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر خصوصی عنایات کا اشارہ ملتا ہے)

ولادتِ باسعادت کے وقت: آپ کے والدِ ماجد مخدوم عبدالاحد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سعادتمند فرزند کی ولادت کے دن حالتِ کشف میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ تشریف فرما ہوئے ہیں اور میرے بیٹے کے کانوں میں اذان و تکبیر فرما رہے ہیں (سیرت امام ربانی)

نکاح کا مبارک اشارہ: حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اکبر آباد سے واپس آ رہے تھے تو رستے میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گزر ہوا، وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے۔ یہ بادشاہ کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر تھے۔ شیخ سلطان نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ 'اے سلطان! اپنی بیٹی کی شادی احمد سے کر دے، جب وہ بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ وہ شیخ احمد کون ہیں۔ الغرض شیخ نے ایسے شخص کی تلاش کی۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے۔ چنانچہ آپ کے والدِ ماجد نے حسب الارشاد اس رشتے کو قبول فرما کر بیٹے کی شادی کر دی۔ (ملخصاً از سیرت امام ربانی)

Marfat.com

(اس کے برعکس نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی (مشہور عالم اہل حدیث) نے اس بات کو بڑے فخر سے بیان کیا ہے اُن کا نکاح ملکہ وکٹوریہ کی رضامندی بھوپال کی رئیسہ سے ہوا تھا۔

نزولِ خلعت : ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ صبح کے وقت جب حلقہ میں بیٹھے تھے، تو حالتِ کشفی میں کیا دیکھتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء کی جماعت سمیت تشریف فرما ہیں اور خود دستِ مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پہناتے ہیں اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔اس خلعت کا نزول آپ پر جمعہ ۱۰ ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ کو ہوا (سیرت امام ربانی)

قیومیت : ایک روز نماز ظہر کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک حافظ آپ کے پاس قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ نے ایک اعلیٰ درجہ کا نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کیا، اُسی وقت القا ہوا کہ یہ قیومیت کا خلعت ہے، جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ اتباع کی وجہ سے آپ کو عطا کیا گیا۔

خود فرماتے ہیں قیومیت کا منصب بھی آپ کو (۲۷ رمضان) ۱۰۱۰ھ میں عطا ہوا۔

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں خلعت کے عطا ہونے کے بعد کا واقعہ یوں ہے۔ "اتنے میں حضرت سید المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سر پر دستار باندھی اور منصبِ قیومیت کی مبارکباد دی۔ (ص ۲۰۴)

علم کلام کے مجتہد :ایں فقیررا در توسطِ احوال حضرت پیغمبر علیه و علیٰ آله لصلوات والتسلیمات در واقعه فرموده که تو از مجتهدانِ علم کلامی ، ازاں وقت در ہر مسئله از مسائل کلامیه ایں فقیر را رائے خاص است و علم مخصوص (مبداء و معاد)

Marfat.com

ترجمہ : اس فقیر کو توسطِ احوال میں جناب پیغمبر خدا ﷺ نے واقعہ میں فرمایا کہ تم علم کلام کے مجتہدوں میں سے ہو، اس وقت سے علم کلام میں میری ایک خاص رائے ہے اور علم بھی مخصوص ہے۔

میر نصیر احمد رومی کا کشف : میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے۔ ایک روز حضرت رسول اکرم ﷺ کے دربار میں بیٹھے ہوئے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ فرمارہے ہیں اے نصیر! سرزمین ہند میں ایک ولی ظاہر ہوا ہے اس کے ہاتھ پر جاکر توبہ کرو، چنانچہ میر صاحب دشوار گزار منزلیں طے کر کے ہندوستان کے قدیم شہر لاہور میں پہنچے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ (سیرت امام ربانی)

اجازت نامہ : حضرت شیخ مجدد قدس سرہ لکھتے ہیں

'خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسالتمآب ﷺ نے فقیر کے لئے اجازت نامہ لکھا ہے جس طرح مشائخ اپنے خلفا کے لئے لکھتے ہیں اور فقیر کے مخلص یاروں میں سے ایک یار اس معاملے میں ہمراہ ہے۔ اس اثنا میں ظاہر ہوا کہ اس اجازت نامہ کے اجرا میں تھوڑا سا فتور ہے۔ اس فتور کی خاص وجہ بھی اسی وقت معلوم ہو گئی۔ وہ یار جو اس خدمت کا پیش کار ہے، لے گیا اور آنحضرت ﷺ نے اس اجازت نامے کی پشت پر دوسرا اجازت نامہ لکھوایا۔ یہ تشخیص نہیں ہوا، لیکن آنحضرت ﷺ کی نسبت معلوم ہے کہ لکھنے کے بعد اپنی مہر سے مزین فرمایا ہے اس اجازت نامے کا مضمون یہ ہے کہ دنیا کے اجازت نامے کے عوض آخرت کا اجازت نامہ دیا ہے اور مقام شفاعت میں نصیب وحصہ عطا فرمایا ہے۔ (دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۰۶)

Marfat.com

تصدیق تحریر: حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے دوستوں کی فرمائش پر ایک رسالہ لکھا اس کے بارے میں اپنے پیرومرشد حضور خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خط لکھتے ہوئے اس رسالے کی مقبولیت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

' بعد از تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام و التحیۃ باجمع کثیر از مشائخ امت خود حاضر اند و ہمیں رسالہ را در دست مبارك خود دار ند و از کمال کرم خویش بوسہ کنند و بہ مشائخ می نمایند کہ ایں نوع معتقدات می باید حاصل کرد و جماعتہ کہ بایں علوم مستسعد گشتہ بودند نورانی و ممتاز اند و عزیز الوجود و روبروئے آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام و التحیۃ ایستا دہ والقصہ بطولھا و در ہماں مجلس باشاعت این و اقعہ حقیر را امر فرمودند، (دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶) ترجمہ: اس کی تحریر (و تکمیل) کے بعد معلوم ہوا کہ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کو ساتھ لئے تشریف فرما ہیں اور یہی رسالہ آپ کے دستِ مبارک میں ہے اپنے کمالِ کرم سے اسے چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرماتے ہیں اس قسم کے اعتقادات حاصل کرنے چاہئیں۔ نیز وہ لوگ جنھوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے، نورانی، ممتاز اور قلیل الوجود ہونے کے ساتھ ساتھ حضور پرنور ﷺ کے روبرو کھڑے ہیں۔ یہ قصہ دراز ہے۔

اسی مجلس میں اس واقعے کی اشاعت کا حکم اس فقیر کو صادر فرمایا۔

مکتوبات کی جلد اول کے بعد جلد ثانی شروع کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو

Marfat.com

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اس فکر و حیرت میں ہوں کہ تمام علوم جو تحریر میں آچکے ہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ بھی ہیں یا نہیں۔ دوسرے روز فرمایا 'کل رات آواز آئی اور ظاہر کیا گیا کہ یہ تمام علوم جو تو نے لکھے ہیں بلکہ جو کچھ تیری گفتگو میں آگیا ہے، سب مقبول و پسندیدہ ہے اور میری تحریرات کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ یہ سب ہمارا قول اور ہمارا ایمان ہے، اس وقت ان علوم کو میری نظر میں لایا گیا۔ میں ایک ایک کو بطریق اجمال و تفصیل دیکھ رہا تھا۔ خصوصاً ان علوم کو کہ جن میں ایک وقت مجھے کچھ تردد تھا۔ سب کو میں نے اُسی حکم میں داخل پایا۔ الحمد للہ علی الاحسان۔ اس کے بعد آپ نے جلد ثانی کے مکتوبات کو لکھنا شروع کیا۔

مکتوبات شریف کی جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۴ کے خاتمہ پر فرماتے ہیں۔

'اے فرزند! یہ معارف جو لکھے گئے ہیں۔ امید ہے کہ الہامات رحمانی سے ہوں کہ جن میں وساوس شیطانی کی آمیزش کی بالکل مجال نہیں۔ اس کی دلیل فقیر کے پاس یہ ہے کہ جب ان علوم کے لکھنے کے درپے ہوا اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ قدس سرہ میں ملتجی ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علی نبینا و علیھم الصلوٰۃ والسلام اس مقام کے اطراف سے شیطان کو دور کر رہے ہیں اور اُسے اس مکان کے گرد رہنے نہیں دیتے۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقہ الحال۔ چونکہ بڑی نعمتوں کا ظاہر کرنا اعظم محامد سے ہے۔ اس لئے ان بڑی نعمتوں کے اظہار کی جرأت کی گئی۔ امید ہے کہ خود بینی کے مظنہ سے خالی ہو گی۔ خود بینی کی گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے۔ جب کہ اللہ سبحانہ کی عنایت سے اپنا نقص و شرارت ذاتی ہر وقت نصب العین ہے اور کمالات سب کے سب اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

Marfat.com

نوٹ: ان اقتباسات کو وہ حضرات غور سے پڑھیں جنھیں مکتوبات شریف کی پہلی دو جلدوں پر 'سکر' کا غلبہ ہی نظر آتا ہے۔ ہم بڑے وثوق اور ادب سے عرض کرتے ہیں کہ دراصل خود ان حضرات پر جب وہ اس قسم کے بے بنیاد خدشات کا اظہار کرتے ہیں سکر کا غلبہ ہوتا ہے۔ اب جس جس کو جس جس بات سے جو جو خلجان ہو دور کرے اور اس ایک جملے کو شافی و صافی اور کافی و وافی و نافی جانے۔

مقبولان مجدد: عقائد مجدد کی مقبولیت بیان ہو چکی۔ اب ان لوگوں کی مقبولیت کا حال دیکھئے جو حضرت مجدد اور آپ کے خلفا کی بارگاہوں کے مقبول ہیں بلکہ آخر تک آپ کے سلسلہ مجددیہ میں داخل ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عظیم ترین خلفاء میں سے ایک حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ ہیں۔ آپ کا مکاشفہ ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں

'حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے واقعہ میں دیکھا سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ارشاد عالی ہوا 'اے ابوبکر! میرے بیٹے محمد نعمان کو بتاؤ کہ جو شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور (میرے وسیلے سے) خدا کا مقبول ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا مردود اور بارگاہ خداوندی کا مردود ہے۔ مجھے یہ بشارت سن کر از حد خوشی حاصل ہوئی کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ حضرت مجدد کا مقبول ہوں لہذا خدا کا بھی مقبول ہوا۔ اس خیال کے آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا 'اے ابوبکر' میرے فرزند محمد نعمان کو بتا دو کہ جو بھی تمہارا مقبول ہے، وہ شیخ احمد کا مقبول میرا مقبول اور خدا کا مقبول ہے اور جو تیرا مردود ہے۔ شیخ احمد کا مردود، میرا مردود اور خدا کا مردود ہے'۔ (حضرات القدس از حضرت شیخ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

اب ایک اور بشارت۔ شیخ مجدد قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ درویش ایک روز (تجدید کے بارھویں سال) اپنے یاروں کے حلقے میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر نظر تھی اور یہ نظر یہاں تک غالب تھی کہ خود کو اس طریق سے بالکل نامناسب پاتا تھا۔ اسی دوران بحکم حدیث من تواضع للہ رفعہ اللہ (یعنی جس نے اللہ کے لئے تواضع کی، اللہ نے اس کو بلند کر دیا) اس دور افتادہ کو خاکِ مذلت سے اُٹھایا گیا اور اس کے باطن میں یہ ندا کی گئی۔ غفرت لك و لمن توسل بك الى بواسطة او بغير واسطة الى يوم القيمة ۔ترجمہ: میں نے بخش دیا تجھ کو اور ان کو جو بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک میری طرف تیرا واسطہ پکڑیں گے

بار بار یہ بشارت دی گئی حتی کہ شک کی گنجائش نہ رہی

والحمد للہ سبحانہ علی ذالك حمد اكثيرا طيباً مبار کا فیه مبار کا علیه کما یحب ربنا و یرضی والصلوة والسلام علی رسوله سیدنا محمد واله کما یجری. بعد ازاں اس واقعے کے اظہار کا حکم بھی دیا گیا

اگر پادشہ بردرِ پیر زن
بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

(منظوم ترجمہ :اگر بڑھیا کے در پہ آئے سلطان۔ تو اے خواجہ نہ ہرگز ہو پریشاں)
ان ربك واسع المغفرة (بے شک تیرا رب وسیع بخشش والا ہے)(مبداء معاد)

<u>بارہ بار زیارت</u>: حضرت بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنی کتاب حضرات القدس میں بیان فرماتے ہیں۔

'حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک مدت تک اونی قالین کے مصلے پر نماز

Marfat.com

ادا کرتے تھے اور چونکہ امام مالک کے نزدیک پشم (اون) پر سجدہ مکروہ ہے اور حضرت شیخ مجدد کا طریقہ تھا حتی المقدور تمام مذاہب پر (بیک وقت) عمل۔ اس لئے سجدے کی جگہ سوتی کپڑے کا ٹکڑا لگالیا تھا اور کئی سال اسی مصلے پر نماز ادا کی تھی اور اسی ٹکڑے پر سجدہ کیا تھا ۔جب وہ کپڑے کا ٹکڑا میلا ہو گیا۔ خادموں نے اُسے نکال لیا اور اُس کی جگہ نیا ٹکڑا سی دیا۔ اس عاجز نے اس میلے کپڑے کو جو نہایت ہی متبرک تھا اپنی دستار میں رکھ لیا تاکہ اپنے گھر جاکر کسی اچھی جگہ پوری تعظیم سے محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ رات آئی اور حقیر نماز عشاء پڑھ کر سو گیا۔ وہ کپڑا دستار ہی میں رہا۔ شیخ مجدد کی عظمت و کرامت دیکھئے اسی رات حضور پیغمبر کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جمال جہاں آرا کی زیارت سے بارہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بار مشرف ہوا جب بھی بیدار ہو کر دوبارہ آنکھ لگتی، محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کی زیارت ہو جاتی۔ (ترجمہ ص ۹۸، ۳۹۷)۔

<u>حضرت مرزا شہید کا خواب</u>: حضرت مرزا شہید قدس سرہ فرماتے ہیں۔

'ایک دفعہ میں جناب سرورِ کائنات ﷺ کے جمالِ جہاں آراء سے مشرف ہوا۔ گویا میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں برابر لیٹا ہوا ہوں اور نفس مبارک کی راحت مجھے پہنچ رہی ہے، اسی اثنا میں مجھے پیاس لگی۔ سرہند کے پیرزادے وہاں حاضر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم دیا۔ بندہ نے عرض کی 'یا رسول اللہ'! وہ میرے پیرزادے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، پس ان میں سے ایک بزرگ پانی لایا اور میں نے سیر ہو کر پیا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کی مثل

Marfat.com

میری امت (کے دور حاضر میں کون ہے ؟) میں نے عرض کی 'یارسول اللہ ! ان کے مکتوبات آپ کی نظر مبارک میں گزرے ہیں ؟ فرمایا 'اگر تمھیں کچھ یاد ہے تو پڑھو' بندہ نے آپ کے کسی مکتوب کی یہ عبارت پڑھی۔ انہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء حضور ﷺ نے بہت پسند فرمائی اور محظوظ ہوئے۔ فرمایا کہ پھر پڑھو۔ میں نے پھر یہی عبارت عرض کی۔ حضور ﷺ نے اور زیادہ تعریف فرمائی اور یہ حالت دیر تک رہی۔ صبح کے وقت ایک بزرگ نے علی الصبح آکر کہا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ تم نے ایک اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ خواب کیا ہے۔ فقیر نے یہ خواب اس سے بیان کر دیا۔ وہ بہت متعجب ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے نفس مبارک اور صحبت سے میں نے اپنے تئیں سراپا نور و حضور پایا۔ اور اس خواب کی کیفیتوں سے جو امر بیداری سے بہتر ہے کئی دن تک مجھے کچھ بھوک اور پیاس نہ تھی (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ بحوالہ ملفوظات حضرت میر مرزا رحمہ اللہ تعالیٰ)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و الہ واصحابہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین۔

سگ دربارِ حضور نقش لاثانی قدس سرہ النورانی

Marfat.com

شان مجدد (رضی المولیٰ عنہ) اشعار اقبال کی تضمین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

کیا دور ہے چھائی ہے گھٹا چرخ خرد پر مائل ہے ہر اک فرد جہاں بغض و حسد پر
تا مہر کسی مرد کی ہو میری سند پر حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

فردوس نظر دیکھے ہیں تابندہ نظارے جس کو میسر ہیں درخشندہ سہارے
اس در پہ دل و جان ہوئے زندہ ہمارے اس خاک کے زروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

کیا ڈٹ کے رہا وقت کی شمشیر کے آگے کیا نکلا جہالت کی صفیں چیر کے آگے
کیا ٹھہرا جواں عزم بھی اس پیر کے آگے گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

حد درجہ ہوئی قوم مسلمان پریشان اسلام بلکتا تھا زبوں حال تھا ایمان
ہر لحظہ کیا ظلم نے تاراج گلستان وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

قرآں کی سمجھ بوجھ تو اسلام کا غم دو عرفان و محبت کے حسیں رنگ میں رنگو
پامال زمانہ ہوں مجھے پیار سے دیکھو کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار

افسوس ہمہ اہل خرد خوش بہ جفا اند نا عاقبت اندیش غلامی پہ رضا مند
تقدیر کے صیاد ہیں تقدیر کے پابند آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

جس دنیا کے افراد ضمیر اپنا کچل دیں ایمان کا سودا بھی کریں، دین بھی بیچیں
ہر شاخ محبت پہ کھلے پھول کو مسلیں عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہ فقر سے ہو طرہ دستار

Marfat.com

Marfat.com